ʿAbd al-Laṭīf al-Sāmarrāʾī

Iẓhār al-ḥaqq al-mubīn

ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله

العذاب المهین لقاطع الوتین عند رب العلمین

الملقب

باظهار الحق المبین برد مکائد الحاسدین وتلبیسات المقلدین

مع ضمیمہ

انتباہ النائمین بوصول روائح خرافات المقلدین

المعروف بہ

فقہ احناف کے اسراری گر

تصنیف شریف محدث بے بدل فقیہ عدیم المثیل. رافع اعلام کتاب رب العلمین ناصر سنن سید المرسلین ماحی بدع المبتدعین ودامغ تاویل الجاہلین شیخنا مولانا عبد الجلیل صاحب سامرودی سورتی دامت فیوضہم

ہندوستان الکٹرک پریس دہلی

معذرت

جناب شیخنا مولانا عبد الجلیل صاحب ظلہ مصنف رسالہ ہذا نے اس رسالہ کو تیار کر کے بماہ جمادی الاولی ۱۳۳۶ ہجری میں احباب اہل دہلی کے پاس برائے طبع بھیجدیا تھا۔ از روئے قاعدہ یہ رسالہ آج سے بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہئے تھا جو قریباً سال بعد شائع ہوتا ہے اس تاخیر کی وجہ سنکر امید ہے ناظرین و مولانا موصوف ہمارا عذر قبول فرمائینگے پہلے کار کنندہ بیمار رہا بعد ازاں کاتب اول کی طرف سے دیر ہوئی ادھر کاغذ کی گرانی دن بدن ترقی کرتی گئی آخر خدا خدا کر کے جب کاغذ کی گرانی میں کچھ تبدیلی ہوئی تو رسالہ ہذا شائع کیا گیا مختصر یہ کہ ہم اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے مولانا موصوف سے معذرت کے خواستگار ہیں العذر عند کرام الناس مقبول عبد الکریم خادم

یہ کیا ہے ؟ حضرات ! یہ رسالہ مصنوعی سید مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری نزیل راندیر کے بوئے ہوئے شجر کا ثمر ہے نہ مولوی صاحب راندیری آتش بجھر کیتی ، دلی میں فیانیان ڈالتے اور نہ یہ اس کا صدمہ اٹھاتے آئندہ بھی اگر مولوی صاحب راندیری نے اپیر اکتفا نہکی تو بفضل ایزد اس سے دو چند ملاحظہ کرینگے۔ مولوی صاحب ! آپ اس خیال میں ہیں کہ فرقہ اہلحدیث کو فقہ مروجہ سے مس نہیں ہے جناب مولوی صاحب یاد رکھیئے کہ اہلحدیث کا بچہ بچہ اس مصنوعی فقہ سے واقف ہوچکا ہے لیجئے دور نجایئے دآپکے موسی۔ بمصداق لکل فرعون موسی ، مولانا عبد الجلیل صاحب سامرودی سورتی کی نگاہ سے جسقدر کتب فقہ نکلی ہیں اور رہتی ہیں انکی صورت آج تک آپکے خواب و خیال میں بھی نہ آئی ہوگی اور نہ آپ اُن کتب فقہ کے نام سے واقف ہیں۔ لہذا گوش گذار ہے کہ آئندہ ذرا سوچ سمجھکر قدم رکھیئے گا۔ کیوں !۔ اسلیئے کہ ؎

سنبھل کے رکھو قدم دشت خار میں مجنوں ... کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

رسالہ ہذا کے **مجیب کو قسمیہ اطلاع**۔ ناظرین جسطرح آپنے ہمارے اس رسالہ کو با دلائل دیکھا اور ہر ہر الزام کا کافی جواب دندان شکن دیکر الزام دہندہ کی تشفی کیگئی ہے اور مسائل منسوبہ احناف کو معہ حوالہ کتاب و عبارت و صفحہ لکھا ہے اسیطرح وہ صاحب بھی جو قلم اٹھانیکی جرأت رکھتے ہوں اپنے نفس پر یہ التزام کرلیں کہ ہر الزامی مسئلہ منسوبہ اہلحدیث کو حوالہ کتاب و عبارت و صفحہ اہلحدیثوں کی مسلمہ کتابوں سے لکھیں وہ معتمدہ مستندہ مسلمہ اہلحدیث کی کتابیں یہ ہیں۔ قرآن مجید۔ بخاری مسلم۔ ابو داود۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ ان کے بعد باقی جمیع کتب احادیث بشرط حدیث صحیح ہو معمول بہا ہے بس وہ اس التزام کی قسم دیجاتی ہے اب اسکے برعکس قلم اٹھانیوالیکی منکوحہ پر شرعی طلاق بائنہ ہے کیا مولوی مہدی حسین صاحب مسائل منسوبہ احناف مندرجہ رسالہ ہذا کو قرآن کریم و حدیث شریف سے مع حوالہ کتاب و عبارت و صفحہ ثابت کرینگے ؟ ہرگز نہیں کرسکتے۔ یاد رہے۔ کہ ؎ نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار اُن سے ✤ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون لہ الحمد فی السماء والارض تعالی اللہ عما یشرکون اللھم صل وسلم علی نبیک الصادق والمصدوق محمد واٰلہ وصحبہ واتباعھم السالکین نھجھم الی یوم الدین وبعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ ناظرین اندنوں ایک رسالہ موسومہ بقطع الوتین ممن صنف بوی غسلین نظر سے گذرا جو کہ تالیف کردہ جناب مصنوعی سید مولوی مہدی حسن صاحب حلاج شاہجہانپوری سے تھا بغور ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ اس رسالہ میں محض آپ نے ابلہ فریبی سے کام لیا ہے بلکہ اجوبہ مسائل بوئے غسلین سے روپوشی فرما کر اپنے ہی جلاگانہ گیت گائے ہیں کیوں نہو کسی نے سچ تو کہا ہے ع دھن لے دھنیان اپنی دھن۔ آپ بھلا آبائی اصول سے کیونکر عکس کرنے لگے بھلا کوئی ان سے اتنا ہی پوچھے کہ آپ نے جو بوئے غسلین کا رد لکھا ہے اُس میں بوئے غسلین از قطرات عشرین کے کس مسئلہ کا رد ہے بلکہ آپ یوں لکھتے ہیں " نہ اسوقت میں اس رسالہ کا جواب دینا چاہتا ہوں تاکہ اُس کے درپے ہوں "۔ حضرات پھر آپنے رسالہ کا نام قطع الوتین ممن صنف بوئے غسلین کیوں رکھا جب آپ کو اصل رسالہ کے جواب سے ہی فرار کرنا تھا تو پھر اس نام کی کیا ضرورت تھی آپ اسوقت نہیں بلکہ اور وقت بھی جواب باصواب تاقیامت نہ دے سکو گے یہ کچھ کھیل وتماشہ نہیں ہے آپ چاہیں مسائل بوئے غسلین کو رد کریں یا نہ کریں بہرکیف مذہب حنفیہ کی تنقیص ہوگی اور وہی مثل ہوگی کہوں تو ماں ماری جاوے نہ کہوں تو باپ کتا کہا وے واہ رے مصنوعی سید صاحب کی دانائی یہی وجہ تو عدم جواب رسالہ کی کہیں آپ نے نہ سوچ لی ہو راندیری ترلقموں کے الو سیدھا کرنے کی خاطر اور روتے ہوؤں کے آنسو پونچھنے کے لئے برائے نام بوئے غسلین کا رد مشہور کر کے شائع کرا دیا وہی مثل صادق آتی ہے جاٹ رے جاٹ تیرے سر پہ کھاٹ جاٹ نے کہا تیرے سر پہ کولھو کہنے والے نے کہا وزن نہیں ملا جاٹ کہتا ہے بلا سے مجھے اس سے کیا کام وزن میں تو کولھو کہا ہے بھاری ہی ہے۔ اسی طرح مولانا صاحب نے کیا جواب تو نہ دے سکے اہل حدیثوں

پر افترا پردازی سے الوسیدھا کر لیا بہر کیف راندیر کی روٹی کو حلال کرنا چاہئے کسب حلال
سے ہو یا نہ بڑا خیال تو آپ کو یہ گذرا ہوگا کہ لوگ اگر بالفرض والتقدیر اگر ایسے رسالوں کے
دیکھنے سے صراط مستقیم پر چلے گئے تو ہماری روٹیوں کا سلسلہ موقوف ہو جاویگا ساتھ ہی یہ
خیال بھی پہونچا ہوگا کہ کہیں ایسا نہو کہ ان رسائل کے دیکھنے سے ہمارے نبی آخرالزمان معصوم
من الخطاء والنسیان مفروض الطاعۃ والعصیان المرسل من اللہ الی جمع الانس والجان ابی
حنیفۃ النعمان علیہ وعلیٰ آلہ الطیبین الطاہرین الصلوۃ والسلام مادام الملوان) سے
کہیں روگشتہ ہو کر مخلدفی النار نہو جاویں واقعی جیسی روح ویسے ہی فرشتے جیسے نبی ویسے ہی
اُس کے حواری۔ حضرات ناظرین مولوی صاحب کے کلام کو تو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ آپ
اشاعت بوئے غسلین کی وجہ تراشس رہے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں" تاکہ اُن کے دلوں میں
جو مذہب حنفی کی وقعت ہے وہ نکل جاوے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ متم نورہ ولو کرہ الکافر
ہون" اس جگہ دریافت طلب بات یہ ہے جس ملت و دین کے پہونچانے کا اقرار پروردگار نے
کیا تھا کیا وہی ملت ابو حنیفہ ہے ہمیں تو آج اُسکی شان نزول سے اطلاع ہو رہی ہے
کہ جن مفسروں نے دین محمدی و ملت احمدی کو لکھا ہے وہ اگر زندہ نہ بھی ہوں تو آج کے دن سے
ہوشیار ہو جاویں کہ اس ملت سے مراد ملت ابو حنیفہ ہے نہ وہ کہ جسکی طرف آپ لوگوں کا
خیال تھا کیوں مولوی صاحب اب تو ٹھیک ہے مولویصاحب کس دلیری سے تحریر فرماتے
ہیں ان سے کوئی یہ تو پوچھے کہ بوئے غسلین میں ایسی کونسی باتیں لکھی ہیں جس سے وقعت
مذہب حنفی دل سے خارج ہو گیا بوئے غسلین میں دعوۃ الی اللہ والی الرسول کے سوا کسی
اور کی طرف بھی دعوت ہے اگر دعوت الی اللہ والی الرسول ہی باعث اخراج وقعت مذہب حنفی ہے
آپ کے زعم سے تو نہ معلوم آپ کیسی دعوت کے طالب ہونگے بلکہ ہر وہ جو دعوت الی اللہ و
الی الرسول کرے گا یقیناً وہ آپ کے نزدیک مخرج وقعت مذہب حنفی ہوگا لیجئے آپ اپنے مقتدا
مولوی اشرفعلی تھانوی کے کلام کو ہی ذرا غور سے ملاحظہ فرمالیں وہ بہشتی زیور حصہ اول ص۴۱
میں لکھتے ہیں عقیدہ اللہ و رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتلادیں
اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں بدعت بہت
بڑا گناہ ہے پھر ص۴۲ میں لکھتے ہیں عقیدہ قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور ایچ
پیچ کرکے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے" کیوں یہ باتیں تو وقعت نکالنے کی

نہیں ہونگی حضرات بوئے غسلین ہیں بھی تو محض انہیں عقیدونکی توضیح ہی ہے للہ در الحافظ الشیرازی ما رحسن ما قال اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن۔ پس حدیث مصطفی بر جان مسلم داشتن۔ ناظرین انصافاً کہیئے آیا انسان پر حمیت کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی لازم ہوئی یا ملت ابو حنیفہ۔ دین کی باتیں تمام قرآن وحدیث ہیں ہوئی یا ملت ابو حنیفہ ہیں دعوت الی اللہ والی الرسول ہونی چاہیئے یا ملت ابو حنیفہ کی جانب۔ مگر مولوی صاحب کا کلام صریح حمیت مذہبی کی دعوت دے رہا ہے اور ملت ابی حنیفہ ہی کو منزل من السماء تصور فرما رہے ہیں جیسے آپ بڑے زوروں ہیں اللہ متم نورہ سے تعبیر فرما رہے ہیں یعنی خدا نے جس نور کو ابو حنیفہ پر اتارا تھا اس کے اتمام کا خداوند ہی نے عہد کر لیا تھا اور تسلی بھی دیدی کہ اے ہمارے نبی ابو حنیفہ تم مخلوق سے نہ ڈر جانا ہیں اس نور کو پورا کرنے والا ہوں کیوں مولوی صاحب اب تو خوشی منایئے نبی بنا کر شاید دوسری وجہ اس آیت سے آپکی یہ بھی ہو کہ مراد اللہ سے ابو حنیفہ ہو یعنے اللہ ابو حنیفہ کے نور کو پورا کرنیوالا ہے۔ اگرچہ لوگ برا جانیں اگر یہ خیالات نہیں ہیں اور نہ ہونے چاہئیں تو پھر اس جگہ اللہ متم نورہ کا کہنا ہی لا حاصل ایک شخص خالص دعوت الی اللہ و الی الرسول دے رہا ہو اس کے مقابلہ ہیں اللہ متم نورہ ملت ابو حنیفہ کی نسبت کہنا صاف تبلا رہا ہے کہ یہ نور علاوہ دعوت الی اللہ والی الرسول ہے جسکی طرف مولویصاحب لوگوں کو رجحان دلا رہے ہیں ہم بھی تو جانیں کہ وہ نور علاوہ قرآن وحدیث کے کونسا ہے والا یہ نور کہ جسکے اتمام کا عہد خداوند نے کیا ہے وہ تو صرف قرآن وحدیث ہی ہے نہ غیر اگر آپ علاوہ کتاب و سنت کو نور تصور کرتے ہیں تو یہ ایک بیدینی کی بات حسب مقولہ تھانوی صاحب ہے اور اگر انہیں دونوں کو آپ کہتے ہوں تو پھر نزاع ہی کیسا بعد اللتیا واللتی اس رسالہ کا نام العذاب المہین لقاطع الوتین عند رب العٰلمین الملقب بہ اظہار الحق المبین برد مکائد الحاسدین وتلبیسات المقلدین رکھا وھو اللہ المعین والمستعان ھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر مقولہ مؤلف قطع الوتین کو قولہ سے اور اس کے جواب کو اقول سے تحریر کیا جاتا ہے بغور اور انصاف حق کی داد دیں۔ **قولہ** نہ اس وقت میں اس رسالہ کا جواب دینا چاہتا ہوں **اقول** جواب کہاں سے لاویں نہ اسوقت اور نہ اسوقت آپ صاحبوں کا جن پر مدار عمل و دین اسلام ہے انھیں کتابوں میں بالتصریح لکھا ہوا ہے اگر جواب دیتے ہیں تو اپنی ہی قلعی کھلتی ہے بھلا جن لوگوں کا کاروبار ہدایہ وقایہ کنز وغیرہ پر چل رہا ہو کیا وہ انھیں کا رد کر سکتے ہیں ع این خیال

ست و محال ست جنوں۔ کیا عجب بات بنائی ہے کہ ہم اسوقت اسکا جواب دینا نہیں چاہتے وجہ
یوں بیان ہو رہی ہے کہ بارہا انکے جوابات ہو چکے ہیں ناظرین مولویصاحب کی دانائی کو تو ملاحظہ
فرمایئے جواب دینے کے وقت پیش آئی تو کہدیا کہ اس کے بارہا جواب ہو چکے ہیں اس لئے ہم
اسوقت جواب دینا نہیں چاہتے تو پھر اہل حدیثوں پر اسوقت افترا کی کونسی ضرورت تھی
یہ بھی بارہا ہو چکی تھی اور علماء حنفیہ کی طرف سے جواب بھی طبع ہو چکے تھے پھر اس افترا سے بھی
حذر کرتے اس لیے کہ جس طرح جواب سے پہلو بچایا تھا افترا سے بھی بچاتے مگر یہاں تو الو سیدھا
کرنا منظور تھا جواب تو کیا خاک دیتے اور کیا خاک کسی نے جواب دیا ہے بیٹھے بیٹھے روتے ہوؤں
کے آنسو پونچھا کیجئے کوئی دو برس کا کہہ تو دے کہ بوئے غسلین میں جسقدر مسائل لکھے ہیں وہ
کتب فقہ میں نہیں ہیں۔ حلوا نوش رامنہ باید۔ قولہ اسوقت صرف چند مسائل انکے مذہب کے ان کے
پیشواؤں کی کتابوں سے نقل کرتا ہوں جن سے آپکو معلوم ہو جاویگا کہ یہ غیر مقلدین کہاں تک
قرآن و حدیث پر عمل کرنیوالے ہیں اقول عنقریب ہی معلوم ہو جاتا ہے انکے عامل بالقرآن
والحدیث کا ہونا کہ یہ لوگ واقعی عامل بالحدیث والقرآن ہیں یا نہیں مگر آپنے ہنوز معنی غیر مقلد
کے نہ سمجھے اور نہ اہل حدیث کے لفظ کو سمجھا۔ اگر آپ فقط لفظ اہل حدیث یا عامل قرآن و حدیث
ہی کو سمجھ لیتے تو قطعاً آپ انکے بالمقابل انکے یا کسی اور کے بھی مقتداؤں کے اقوال یا فتاوی
زنہار زنہار پیش ہی نکرتے غور کیجئے اہل حدیث دو لفظوں کا مرکب ہے اہل اور حدیث سے
اسکے معنی ہوئے حدیث والے اہل فقہ۔ فقہ والے اور لفظ غیر مقلد بھی دو لفظوں سے مرکب
ہے غیر اور مقلد۔ مقلد کہتے ہیں کسی کی بات بے دلیل قبول کرنیوالا غیر مقلد کے معنی ہوئے غیر کی
بات کو بے دلیل قبول نہ کرنے والے یعنی کسی بات کو بے دلیل قبول نکرنیوالے۔ ناظرین مولوی
صاحب کی اس کج فہمی کو تو ملاحظہ فرما دیں کہ ہمیں غیر مقلد اہل حدیث بھی کہیں اور پھر ہمیں
جنکی بات شرعی دلیل نہیں ہے دلیل منوا ہی رہے ہیں اور غیر کلام نبی سے الزام بھی دے رہے
ہیں۔ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا۔ حضرات اگر اہل
حدیث یا بزعم مولویصاحب غیر مقلدین کسی امتی آدمی کی بے دلیل بات قبول کر لیتے تو پھر یہ
لوگ غیر مقلد کیونکر ہوتے وہ تو پھر مولوی صاحب ہی کے بھائی بند تقلیدیوں میں شمار کئے
جاتے۔ حضرات اہلحدیثوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے وہ کب ایسے خبیث
نتھو خیرے کی کہا میوں کو سننے لگے وہ کب کسی کے اجتہاد کو تسلیم کرنے لگے اگر کسی نے کسی مسئلہ

میں تفرد کیا بھی ہو تو عدم وصول نصوص کے اجتہاد سے کام لینے کی وجہ سے جس طرح ائمہ دین
سلف امہ کا سلیقہ تھا۔ بعد وصول نصوص اجتہاد سے رجوع کرنا اُنکا مایہ فخر ہے علاوہ ازیں
طلب نصوص میں کوتاہی نہیں کرتے محض اجتہاد ہی پر اعتماد کلی کرکے نہیں بیٹھ رہتے اس روش
کو آج تک کسی ائمہ دین نے مذموم نہیں کہا اور نہ اس روشش پر عار و شنار ہے شرق سے
تا غرب آپ جماعت حقہ اہل حدیث کی تفتیش کرلیں وہ کبھی نصوص کے سامنے چون وچرا
نہیں کریں گے اور دیکھیے ایک ہی بستی کے مقلدین کو ملاحظہ فرمالیں بلا تسلیم کیے امام مذہب
کے کبھی کسی نصوص کو قبول ہی نہ کریں گے۔ شاید کہ مولوی صاحب کہدیں کہ یہ تو ہم لوگوں پر
افترا ہے نہیں نہیں یہ واقعی امور کا بیان ہے مزید تفتیش کے لیے ملاحظہ ہو میزان الکبری صنہ
ج ا و من قال لا اعمل بحدیث الا ان اخذ به امامی فانه خیر کثیر کما علیه کثیر من المقلدین
لائمة المذاهب علامہ محمد حیات سندی فرماتے ہیں وقد رأیناهم یترکون الاحادیث الصحاح
غیر المنسوخة ویتعلقون بمذاهبهم من غیر سند انا لله وانا الیه راجعون حواشی بحر الرائق قلمی
میں صاف لکھا ہے کہ مقلد کو اگر حدیث خلاف مقولہ امام ملجادے تو اُسے چاہیے کہ امام کے
مقولہ کو نہ چھوڑے اس لیے کہ ہمارے لیے تو امام کی ہی روایت پر عمل کرنا ہے حدیث پر
نہیں اصل عبارت یہ ہے المقلد اذا وجد حدیثا یخالف قول امامه لا یعمل به لیس لنا الا
العمل بالروایة لا بالحدیث امام رازی نے خود لکھا ہے کہ میں نے مقلدین پر کئی آیتیں پڑھیں
جو اُن کے مسلک کے خلاف تھیں میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھتے رہ گئے اور کہنے لگے ہمارے
امام نے نہیں لی ہمارے لیے کیونکر روا ہو عمل کرنا۔ اسی طرح کا معاملہ شیخ الاسلام والمسلمین ابن
تیمیہ کے ساتھ پیش آیا تھا اسمیں تو لمحہ برابر شبہ و شک نہیں کہ یہ روش مقلدین ہی کی ہے نہ کہ
اہل حدیثوں کی آج آپ کوئی حدیث کتب حدیث سے نکال کر ثابت کردیں اہل حدیث اُسیوقت
اپنے اجتہاد کو ترک کرکے اُس حدیث کا عامل ہوجاویگا اُس کے دل میں اتنا بھی خدشہ نہوگا
کہ ایک مچھر کا ناک پر بیٹھنے سے ہوتا ہے بخلاف مقلدین کے کہ وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے ہوتے
ہوئے اپنے امام کی بات کو ہرگز نہ ترک کریں گے۔ اہلحدیث نبی کی بات کے سامنے سبکی باتوں
پر لات ماردیتے ہیں مولوی صاحب نے اہل حدیثوں کے پیشواؤنکی کتابوں کے نام بتلائے ہیں
افترا ات کے ضمن میں شاید مولوی صاحب کو وہ کتابیں معلوم نہونگی جن پر مدار اہلحدیثوں بلکہ جماہیر
کا ہے اگر معلوم ہوتا تو اُنھیں چھوڑ کر چھوٹے موٹے متاخرین کے رسالوں کو نہ بتاتے یہ رسائل

نواب مرحوم وغیرہ ایسے ہیں کہ جنکی رسد عامہ اہل حدیث شرق وغرب میں نہیں ہوئی اگر ہوئی بھی ہو تو فیصدی دو پس بس سو جن لوگوں کے پاس نواب کی تصانیف وغیرہ پہونچی ہی نہیں انھیں بھی آپ الزام دے سکتے ہیں کہ تمہارے پیشوا نے یوں لکھا ہے عقل سے بعید بات ہے البتہ اگر آپ کو الزام ہی دینا تھا تو اُن کتابوں کے حوالے سے دیتے جو شرق وغرب میں معمول بہا و متداول ہیں بالاتفاق ایک ہی ندا سے بیک کہنے والے ہیں اُنکے حوالہ سے دیتے یہ نواب وغیرہ کی کتابوں کے نام سے بھی اکثر لوگ واقف نہونگے ایسی کتابوں سے عامہ اہل حدیثونکو الزام دینا محض ابلہ فریبی سے خالی نہیں پھر یاد رکھیئے کہ نواب وغیرہ کے رسالہ اہلحدیثونکی امہات کتابیں نہیں انکے مقتداؤنکی کتابیں تو وہ ہیں کہ جنکی وجہ سے عالم کو حق وناحق معلوم ہوتا ہے وہ وہ کتابیں ہیں کہ جنکی بدولت انسان کا ناجی وغیر ناجی ہونا پہچانا جاتا ہے وہ وہ کتابیں کہ موافق مخالف دونوں ہی کو اُن سے چارہ نہیں وہ مشہور ومعتمد چھ کتابیں ہیں (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) ابوداود (۴) نسائی (۵) ترمذی (۶) ابن ماجہ جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں جن لوگوں کے عمل اعتقادات ان کتابوں کے موافق ہیں وہی ناجی اور حق پر باقی سب ہوس اس بات کو اہل حدیث ہی نہیں بلکہ مولوی صاحب کے ہم مذہب وملت بھی مقر ہیں ملاحظہ ہو مجمع بحار الانوار صفحہ ۳۵۶ ج ۱ خطط کے تحت میں فان قلت ما وثوقك انك على الصراط المستقيم فان كل فرقة تدعى انها عليه قلت بالنقل عن الثقات المحدثين الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور النبى صلى الله عليه وسلم احواله وافعاله وفى احوال الصحابة مثل الصحاح الستة التى اتفق الشرق والغرب على صحتها وشراحها كالخطابى والبغوى والنووى اتفقوا عليه فبعد ملاحظة ينظر من الذى تمسك بهديهم واقتفى اثرهم طحطاوى صفحہ ۱۵۳ ج ۴ مطبوعہ کلکتہ میں ہو فان قلت ما وثوقك على انك على الصراط المستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذالك بالادعاء والتشبث باستعمال الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور رسول الله صلى الله عليه وسلم اقواله وافعاله وحركاته وسكناته واقوال الصحابة المهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخارى ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل الشرق والغرب على صحة ما اوردوا فى كتبهم من امور النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذى تمسك بهديهم واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم فى الاصول

والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل والمميز بين من هو علی صراط مستقیم وبین من هو علی السبیل الذی علی یمینه وشماله انتهی مزدبا ثم الطحطاوی جناب حکیم امت حضرت والا جاہ مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی عقد الجید ص۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں وحاصل صنیعهم عاما استقرانا من کلامهم ان نعرض المسائل المنقولة عن مالک والشافعی وابی حنیفة والثوری وغیرهم من المجتهدین المقبولة ومذاهبهم وفتاواهم علی موطا مالک والصحیحین ثم علی احادیث الترمذی وابی داؤد فای مسئلة وافقها السنة نصا او اشارة اخذوا بها وعولوا علیها وای مسئلة خالفتها السنة مخالفة و صریحة ردوها وترکوا العمل بها انتهی حضرات ناظرین ملاحظہ فرماویں مسئلہ کا معمول بہا ہونا نہونا انسان کا ناجی ہونا نہونا حق پر ہونا نہونا حق ناحق میں فرق پہچاننا انھیں صحاح ستہ ہی سے معلوم ہوتا ہے جو مسئلہ ان کتابوں کے خلاف ہو اولاً تو وہ اہل حدیثوں کا مسئلہ ہی نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ اس کو معرض الزام ذکر کیا جاوے ثانیاً وہ مردود باتفاق سمجھا جاویگا مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی و علامہ محمد طاہر فتنی وطحطاوی بلکہ علامہ طیبی رحمہم اللہ نے یہی فرمایا ہے۔ حضرات یہ ہیں اہل حدیثوں کے پیشواؤنکی کتابیں اب مولانا کی خوشی ہیں آوے وہ مسئلہ پیش کریں پھر وہ خواہ کسی کا ہی کیوں نہو جب امام مالک شافعی ابوحنیفہ ثوری کے اقوال ان کسوٹی پر کسنے کے لیئے شاہ ولی اللہ صاحب نے ارشاد کر دیا تو پھر ان کے بعد کے علماء و مجتہدین کے اقوال کیا اس قابل نہیں کہ انھیں بھی ان کسوٹی پر نہ کسا جاوے۔ نہیں نہیں ضرور بالضرور کسوٹی پر چڑھانے کے لائق ہیں گر موافق افتدز ہے نصیب یہ تو کیا بلکہ بڑے بڑے ضخیم فتاوی بھی بلا ان کسوٹی پر چڑھائے قابل عمل نہیں عقید الجید و وصیت نامہ شاہ صاحب ملاحظہ فرماویں مولویصاحب شاہ صاحب کو جا کر سمجھایئے کہ یہ آپ نے کیا غضب کیا ان باتوں سے تو وقعت امت ابی حنیفہ کی بیخ کنی ہو جاویگی **قولہ** اگر عمل کے واسطے نہیں تو ان کتابوں کو دنیا سے مٹا دینا چاہیئے **اقول** ناظرین اس کلام سے معلوم ہو رہا ہے کہ مولوی صاحب اس بات کو تو جانتے ہیں کہ یہ کتابیں جس سے میں نے حوالہ دیئے ہیں وہ کتب مسلمہ اہل حدیث و کسوٹی حق ناحق کی نہیں ہیں۔ اہلحدیث تو ہمارے جال میں آنے والے ہی نہیں اب عوام کو اس پیرایہ سے ورغلانا چاہیئے کہ یہ کتابیں اگر عمل کے لیئے نہیں ہیں تو انھیں دنیا سے مٹا دینا چاہیئے یہ نہیں سمجھتے کہ اہلحدیث تو کسی کی بات بے دلیل تسلیم ہی نہیں کرتے پھر ان کتابوں کو کیونکر اندھا دھند تسلیم کر لیں گے اگر کسی

صاحب نے کوئی مسئلہ لکھا بھی ہو تو وہ علی سبیل الاجتہاد کہ جس کا قبول کرنا جمیع مخلوق پر لوازمات
شرع سے نہیں جو کتابیں خلاف کسوٹی ہوں ایک دفعہ نہیں کروڑ دفعہ مٹا دیں ڈبو دیں ہم بھی آپکے
شریک ہونگے اگر دلیل الطالب بدور الاہلہ عرف الجاوی البنیان المرصوص وغیرہ وغیرہ صفحہ ہستی دنیا
سے مٹا بھی دیجاویں تو اس سے اہل حدیثوں کے طریقہ کو لمحہ برابر بھی صدمہ نہیں پہونچ سکتا اب
دلیل الطالب وغیرہ جیسی صدہا کتابیں پیدا ہو سکتی ہیں بشرطیکہ اصل کسوٹی موجود ہو بخلاف
احناف کے آج اگر تمام کتب متون و شروح فتاوی کو تحت الثری میں کر دیجاویں تو بس ملت ابو حنیفہ
کا کام تمام ہی ہو جاوے اللہ متم نورہ بھی اپنی جگہ رہ جاوے آیئے شرطیہ ہو معاملہ کیجئے اہلحدیثوں
کے چھوٹے موٹے کل رسائل اسی طرح حنفیہ کے کل چھوٹے موٹے فتاوی و رسائل کل تحت
الثری کر ڈالیں پھر ملاحظہ کریں کہ اہل حدیث کے طریقہ میں کچھ خامی پیدا ہوتی ہے یا حنفیہ
کے طریق میں مولوی صاحب آپ کچھ اور خیال نہ فرماویں جن کتابوں کے آپنے حوالے دیئے ہیں
وہ اصلا معیار شرعی نہیں انکے وہی درجات ہیں جو ہدایہ شرح وقایہ عالمگیری شامی وغیرہ کے ہیں
بلکہ اُن سے بدرجہا اعلی و برتر ہیں البتہ معیار نہونے میں دونوں یکساں ہیں معیار تو محض
صحاح ستہ ہی ہے باقرار موافق و مخالف رع والحق ما شہدت بہ الاعداء آپکے کلام سے
ہمیں بلکہ عامہ اہلحدیثوں کو ذرہ بھی رنج نہیں اور نہوگا اور نہ ہے **قولہ** نہ اسکی پرواہ کہ قرآن کا خلاف
ہوگا نہ اس کا خیال کہ احادیث کے مخالف ہوگا. حلال حرام ہو جائے کچھ حرج نہیں اور پھر اہلحدیث
بنے رہے **اقول** یہ مولوی صاحب کی افترا پردازی و ابلہ فریبی ہے ناظرین کیا یہ بات سمجھ
میں آسکتی ہے کہ اہل حدیث ہوکر عمداً قرآن و حدیث کا خلاف کریں گے اسکی تو یہ مثل ہوئی
کہ اگر کوئی آپکو یا آپکے بزرگوں کو یوں کہے کہ یہ عمداً امام کا خلاف کرتے ہیں یا کرتے تھے کیا عمداً خلاف
امام صاحب کرتے ہوئے بھی حنفی کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں یہی حال اہلحدیثوں کا بھی خیال
فرمالیں کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ اہل حدیث باوجود قرآن و احادیث کے ترک کرنے کے
اہل حدیث کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں. ناظرین اس افترا کو رفع کرنا مولویصاحب کا فرض
ہے کسی ایک محدث سے ایک ہی مسئلہ ایسا دکھلا دیں کہ اُس نے باوجود نص نبوی صحیح و صریح
و فرمان خداوندی کو موجود ہوتے ہوئے خلاف کیا ہو اگر کچھ ہے تو میدان میں حاضر ہو کر اپنے
دعوی کو ثابت کر کے منہ مانگا انعام لیں محض لپس خوردہ منہ سے نکال پھینکنے سے کام نہیں چل سکتا
علاوہ ازیں جن مسائل کو آپ خلاف شرع خیالی فرما کر الزام دیتے ہیں انکے عکس نص نبوی نہ

فرمان خداوندی صریح لاویں اور پھر الزام اُنھیں دیں آپ یہ چاہیں کہ یہ مسائل ہمارے مذہب کے خلاف ہیں لہذا یہ برے ہیں اگر یہی بات ہے تو شافعی مالکی حنبلی کے خلاف کرنے میں آپکے امام بھی برے تصور کیئے جاویں۔ اسے نہ آپ تسلیم کریں گے اور نہ کوئی اور عقلمند اسے تسلیم کریگا اسلیئے کہ ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کو تسلیم کرنا بالاتفاق لازم نہیں نہ ایک کے اجتہاد کیوجہ سے دوسرے کو کافر فاسق کہہ سکتے ہیں التقریر والتحبیر صلا۲ ج۳ میں ہے واما اکل متروک التسمیۃ عمداً من مجتہد ومقلدہٖ الی المجتہد فلیس بفسق انتھی صریح دال ہے اس مسئلہ کو بھی محفوظ رکھیئے آیندہ کام آویگا اب ہم آپ کے مغالطات کو کسوٹی پر کس کر ناظرین کی خدمت میں پیش نظر کرتے ہیں تا معلوم ہوجاوے کہ مولوی صاحب کہاں تک سچے ہیں واللہ یقول الحق وھو یھدی الیٰ سواء السبیل وھو اعلم بالمھتدین۔

ناظرین ذرہ غور سے تلبیسات المقلدین کو بنظر انصاف دیکھکر حق کی داد دیں قولہ عـ۱ غیر مقلدوں کا مذہب ہے کہ اگر رنڈی نے زنا سے مال کمایا اور اُس کے بعد توبہ کرلی تو وہ مال اُس کے اور تمام مسلمانوں کے واسطے پاک وحلال ہوجاتا ہے دیکھو فتوی جناب مولوی عبداللہ غازیپوری **اقول** حضرات دیکھا یہ ہے مولانا کی فہم اللہ ان سے کوئی یہ پوچھے کہ آپ جو غیر مقلدونکی طرف اس مسئلہ کو منسوب کرتے ہیں آیا یہ اُنکی کونسی کتاب کا مسئلہ ہے غیر مقلدونکی تو یہ کتابیں مشہور اور معروف ہیں جنہیں صحاح ستہ بھی کہتے ہیں کیا ان میں سے کسی ایک میں ہے اگر ہے تو آپ سچے نہیں تو جھوٹے اگر کہو کہ مولوی عبداللہ نے لکھا ہے ہم کہتے ہیں کہ مولوی عبداللہ کون ہیں کیا غیر مقلد بھی کسی مولوی کی تقلید کرتے ہیں اگر کرتے ہوں تو پھر انھیں غیر مقلد کیوں کہتے ہو آپ کو غیر مقلدونکی طرف اس مسئلہ کو بے سوچی منسوب کرتے ہوئے کسی قسم کے ندی نالے نہ ملے ہونگے کسی قسم کی کاہلی ہی نہ آئی خدا کا خوف تو نہ آیا مگر اس کے عواقب سے بھی تنبہ نہ ہوئے حضرات مولوی صاحب نے یہ چاہا کہ اپنے سر کی بلا انکے سر پر ڈالکر آپ علیحدہ ہوجاویں بھلا اس سے کہیں کام چل سکتا ہے ہر حال میں جو نقص مذہب حنفی میں وارد ہے اس مسئلہ کی وجہ سے اُسکا رفع ہونا تو محال در محال ہے اس لئے کہ آپ کے قاضی الحاجات امام اعظم کے نزدیک تو زانیہ کی کمائی بلا توبہ ہی حلال وطیب ہے اگر مولوی عبداللہ نے فتوی دیا ہے تو بعد توبہ کے امام رازی وغیرہ بھی قائل ہیں مولوی عبداللہ ہی اکیلے نے گدھی نہیں پکڑی ہے۔ علاوہ ازیں اس فتوی میں مولوی عبداللہ کی

تردید بھی مولوی عبدالاحد خانفوری وغیرہ علماء اہل حدیث کی طرف سے ثابت ہے۔ پھر اس کو غیر مقلدوں کا فتوی کہنا کیا ابلہ فریبی سے خالی نہیں مولوی عبداللہ پر بھی کسی طرح کا عیب نہیں اس لئے کہ اُنھوں نے عدم وجدان نصوص شرعیہ کے اجتہاد سے کام لیا ہی ماخذ انکا آیت قرآنی فاولئك يبدل الله سيأتهم حسنات وغیرہ ہے نہ اجتہاد عدم وجدان نصوص پر مذموم ہے اور نہ ایک کا اجتہاد جمیع افراد پر تسلیم کرنا لوازمات شرعی سے ہے پھر کس وجہ سے اس مسئلہ کو اہل حدیثوں کا مسئلہ قرار دینا آپ کو روا ہو سکتا ہے نیز انکے پاس علاوہ آیات قرآنی اور بھی دلائل ہیں مثلاً خمر سے مال حاصل کئے ہوئے وغیرہ کسب حرام سے شارع علیہ السلام نے بعد توبہ سکوت ہی فرمایا ہے بلکہ یوں ارشاد وارد ہے ان الله ينها كم عن اضاعة المال او کما قال بندہ آپ کا دل سے ممنون ہوگا اگر آپ انکے اموال کے بارے میں عدم حلت بعد توبہ کوئی نص نبوی بتا دینگے۔ البتہ اتنا تو معلوم ہے کہ خمر وغیرہ کو الٹوا دیا تھا مگر وہ فلوس جو کہ اس کے ذریعہ سے حاصل کئے تھے اونکا کیا حشر ہوا تھا ابن تیمیہ و ابن القیم رحمہم اللہ نے زانیہ کے مال کی نسبت اتنا ضرور لکھا ہے کہ اُسے بعد توبہ صدقہ کر دینا چاہیئے اسمیں بھی تنفر نہیں بلکہ امام مالک اور عطا سے بھی مروی ہے چنانچہ زاد المعاد اور اقتضاء صراط المستقیم و شرح خمسین ابن رجب میں مسطور ہے۔ یہی مسئلہ حنفیہ کے یہاں بھی ہے ملاحظہ ہو عینی علے الکنز صـ۳۵۲ اور رد المحتار الشہیر بالشامی صـ۳۰ ج ۵ نقلا عن الزیلعی لان سبيل الكسب الخبيث التصدق ان تعذر الرد عليه یعنی بعد توبہ کسب حرام کا طریقہ یہ ہے کہ اُس کا صدقہ کریئے اگر واپس دینا مشکل ہو اب اس جگہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس مال کا صدقہ کیا جا رہا ہے آیا وہ نجس ہی ہے یا نہیں اور اگر نجس ہے تو نجس کا صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ اصحاب کرام کے نزدیک جائز نہیں حدیث صحیحین میں وارد ہے لا يقبل الله الا الطيب خداوندی ارشاد ہے انفقوا من طيبات ما كسبتم واخرج احمد فی مسندہ من حديث ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يكسب عبد مالا من حرام فلينفق منه فيبارك فيه ولا يتصدق به فيتقبل منه الحديث تصدق مال حرام سے کسی ملت میں بھی روا نہیں جب مال ہی طیب نہیں تو صدقہ ہی کیسا خداوند پاک صاف ہے لہذا صدقہ بھی مال طیب کے علاوہ قبول ہی نہیں فرماتا اور اس جگہ بعد توبہ آپکے یہاں بھی صدقہ کا ارشاد ہوا ہے اہل حدیث ہی منفرد اس مسئلہ میں نہیں کہ جسپر علی الخصوص عیب لگا رہے ہو آپنے اگر بعد توبہ کا الزام دیا تو کیا دیا آپکے امام اعظم رح کے نزدیک تو زانیہ کی کمائی ترک

حلال ہے اب آپ کے اعوان کسی اہل حدیث ہی کے فرد سے زانیہ کی کمائی کا حلال ہونا ہی
ثابت کردیں پھر گھر بیٹھے میاں مٹھو بنیں ملاحظہ ہو ذخیرۃ العقبی لاخی چلپی حاشیہ شرح وقایہ
مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۹۸ ایضاً قلمی صفحہ ۲۸۵ ان ما اخذته الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند
الامام الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما اجرت زانیہ کی حلال تو کی
سو کی یہاں تو مزید بران طرہ یہ ہے کہ حد تک معاف اللہ اللہ ملاحظہ فرمالیں فتاوی قاضیخان
صفحہ ۶ ج ۴ مطبوعہ نولکشور کنز الدقائق کلاں صفحہ ۱۶۸ درمختار طبع میرٹھ صفحہ ۳۸۶ ولو استاجر امراۃ
لیزنی بها لا یحد فی قول ابی حنیفۃ یعنی مزدوری مقرر کرکے زنا کرنیوالے پر امام صاحب کے نزدیک
حد نہیں معلوم ہوا حنفیت ابتو فرمایئے چاروں بلکہ پانچوں ہی گھی ہیں حضرات دیکھا یہ کیسا آسان فیض رسان
مسئلہ مولویصاحب کے حنفی ملت میں ہے اجرت دے دیکر زنا بھی کرتے رہیں نہ حد آوے نہ وہ
کمائی حرام ہو۔ پھر کیا پوچھنا مولوی صاحب کے مزے ہیں للہ در من قال کتب سے اپنے ہی برعکس
یہ کیسا نکل آیا۔ ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ وللہ در من قال یہ عقیدہ کی خرابی
کہ تو دو کیسے بنی۔ غیر کو مجرم بناتے تھے یہ گت اپنی بنی۔ حضرات تقصیر معاف یہ مولانا کی مذہبی
کتابوں کا پُن ہے **قولہ** عہ غیر مقلدین کے نزدیک کافر کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے **اقول** حضرت
یہ مسئلہ اجتہادی ہے امام شوکانی علیہ الرحمہ نے جو کچھ آیت مما لم یذکر اسم اللہ سے استنباط کیا ہے
آپ صاحبوں کے پیش نظر ہے انھیں کی روش صاحب عرف الجادی و نواب صدیق الحسن رح
نے اختیار کی ہے امام شوکانی علیہ الرحمہ نے سیل الجرار اور وبل الغمام اور دراری المضیہ وغیرہ میں
طریقہ استنباط باوضاحت ذکر فرمایا ہے چنانچہ عبارات سیل و وبل الغمام کی دلیل الطالب میں اور
دراری کی روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر میں بالتمام منقول ہیں جن کا ماحصل آپ صاحبوں کی خدمت
میں پیش ہے بغور ملاحظہ فرماویں دلیل الطالب کے صفحہ ۱۳۲ میں سیل الجرار سے منقول ہے اذا ذبح
الکافر ذاکرا لاسم اللہ غیر ذابح لغیر اللہ وانھر الدم وفری الاوداج فلیس فی الادلۃ
ما یدل علی تحریم هذہ الذبیحۃ الواقعۃ علی هذہ الصفۃ ولا یصلح الاستدلال بمثل
قولہ لکم دینکم لان الخطاب فمن زعم ان الکافر خارج من ذلک بعد ان ذبح للہ وسمی فالدلیل
علیہ واما ذبح الکافر لغیر اللہ فھذہ الذبیحۃ حرام ولو کانت من مسلم اور صفحہ ۔ من وبل الغمام
سے منقول ہے والحق ان ذبیحۃ الکافر حلال اذا ذکر علیھا اسم اللہ ولم یھل بھا لغیر اللہ
کاذبح للاوثان ونحوھا الخ دراری المضیہ کی عبارت روضۃ الندیہ صفحہ ۳۰۹ مطبوعہ مصر میں ہے

وحاصل البحث انه اذا ذبح الکافر ذاکرا لاسم اللہ عزوجل غیر ذابح لغیر اللہ واھر الدم و
فری الاوداج فلیس فی الآیۃ مایدل علی التحریم ھذہ الذبیحۃ الواقعۃ علی ھذہ الصفۃ
فمن زعم ان الکافر خارج من ذلک بعد ان ذبح للہ تعالیٰ وسمی فالدلیل علیہ واما ذبح الکافر
لغیر اللہ فھذہ الذبیحۃ حرام ولو کانت من مسلم حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جب کافر خدا کے نام
سے ذبح کرے اور خون بہاوے رگوں کو کاٹے اور غیر اللہ کے نام پر نہ ذبح کرے تو دلیلوں اور
آیت کی رو سے اس ذبیحہ کے حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ کافر اس سے
خارج ہے بعد ازیں کہ وہ خدا کے نام سے ذبح کرے خدا ہی کے لئے ذبح کرے تو اسپر لازم ہے
دلیل کا لانا البتہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے چاہے اوسکا ذبح کرنیوالا مسلمان ہی
کیوں نہو کافر کا تو اس صورت میں بالاولیٰ جائز نہوگا اور مراد ان لوگوں کی کافر سے وہ کافر مراد ہے جو
دائرہ اسلام میں داخل ہیں یہ لوگ تو خدا کے نام کا ذبح کرنا جانتے ہی نہیں وہ کیا خاک خدا کے
نام کا ذبح کریں گے کفار تاویلی ہی کے متعلق سائل نے سوال کیا تھا اسی کے متعلق دلیل الطالب
میں ایک مبسوط جواب دیا ہے شوکانی کے کلام سے علاوہ ازیں ذابح کے لئے اسلام کا شرط ہونا
اگرچہ بعض الناس نے اجماع نقل کیا ہے مگر مخدوش ہے اسپر دلیل شرعی چاہئے کتاب و سنت
اگر آپ کے پاس ہے تو لائیے دلیل نصوص شرعی کے نہونے کی وجہ سے ہی اس اجتہاد کی ضرورت
ہوئی۔ امام شوکانی بالاتفاق مخالف و موافق مجتہد ہے اگر انکا اجتہاد خلاف نصوص شرعیہ واقعی ہے
تو اہل حدیث تو کیا بلکہ کوئی بھی اہل اسلام کو قبول کرنا لایق و سزاوار ہی نہیں اگر موافق ہے یا
کوئی نصوص شرعیہ بالتصریح یا بوجہ کسی وجہ سے معارض نہیں تو پھر اغوار و اغرار عوام بے سود ہے
حضرات اہل حدیثوں کی یہ شان نہیں کہ باوجود نصوص امام برحق صادق والمصدوق کے ہوتے
ہوئے اپنی ہی بکتے رہیں یہ لوگ تو اپنے سچے امام پر فدا ہیں چاہے کوئی پیر و مشائخ و امام غیر معصوم
و اساتذہ کہیں یا نہ کہیں چاہے تو اپنے راضی رہیں چاہیں ناراض مگر رہبر صادق امام برحق ناراض
نہ ہوں بھلا کبھی آپنے کسی سے سنا یا کسی کتاب ہی میں لکھا دیکھا کہ حدیث کے بارے میں کسی نے
کہا ہو کہ ہم نہیں اس کو لیں گے عمل کرینگے مانیں گے نہ تو دیکھا ہوگا اور نہ دیکھیں گے خدا نے چاہا
تو یہ بات علیحدہ رہی کہ عدم وجدان نصوص شرعیہ اجتہاد کیا ہو وہ بھی حسب مرادی البتہ علمہ
دینیہ و شرعیہ پیش ہیں شرعًا یہ بات بالاتفاق ائمہ دین مذموم نہیں۔ مگر اسی پر اعتماد کرکے
بیٹھے نہیں رہتے نصوص کے ہر آن و ہر زمان طالب رہتے ہیں عدم وجدان پر مجبور ہو جاتے ہیں

مقلدین ائمہ کی عجب حالتیں ہیں یہ نہ مانیں تو امام کے قول کے روبرو حدیث صحیح صریح کو بھی نہ مانیں اور کہیں تو امام کو بھی بالائے طاق رکھدیں جہان کچھ اپنا مطلب نکلتا ہو لیجے چند نمونہ مشت از خروارے ملاحظہ فرما کر دلی تشفی فرمالیں۔ ہدایہ آخرین مطبوعہ مطبع علوی لکھنو صـ۲۲ میں ہے ولا لا ستیجار علی الاذان والحج وکذا الامامۃ وتعلیم القرآن والفقہ علامہ ابن عابدین رد المختار مطبوعہ مصر کے صـ۵۲ ج ۵ میں تحریر فرماتے ہیں وقد اتفقت کلمتہم جمیعا علی التصریح باصل المذھب من عدم الجواز ثم استثنوا بعدہ الخ اذان حج امامت تعلیم قرآن اور فقہ پر اجرت جائز نہیں بالاتفاق سب نے تصریح کی ہے کہ اصل مذہب تو اس اجرت کے عدم جواز کا ہے بعد میں لوگوں نے استثنا کرلی حضرات اس جگہ تو چونکہ اپنا مطلب بگڑتا ہے اصل مذہب پکڑنے سے لہذا امام ابو حنیفہ سراج امہ کو بھی بالائے طاق رکھدے امام ابو یوسف وابو محمد کو تو رکھے سو رکھے مگر امام صاحب کو تو نہ رکھنا تھا۔ حضرات مولانا کا اصل مذہب کہان چل بسا ہان صاحب اگر مذہب ہی کو پکڑتے ہیں تو پھر یہ سو سو اور دو دو سو کہان سے حاصل کرینگے آج ہی تنخواہ سے قدرے کم کردیا جاوے تو پھر دیکھئے پائے جامے میں بھی نہ سمائیں گے اگر یہ کہیں کہ ہم اجرت نہیں لیتے تو پھر تنخواہ کے دفتر در دفتر دکھاؤ جسے امام میں ہی چھپوا کر ڈالتے ہیں اگر قوت لیتے ہیں تو پھر سو سو دو دو سو روپے ماہوار کیسے کیا ایک ماہ میں اسقدر صرف واقعی ہوجاتا ہے۔ گھر تو چاہئے پانچ چھ ہی روپے میں ماہواری صرفہ سے بخوبی گذر ہوجاتا ہو پھر کیف مذہب جاوے امام کی بلا جانے اپنے کیسے بھرنے سے کام اور دیکھیے قاضیخاں صـ۲۹۳ ج ۴ کتاب الوقف۔ اسی طرح معراج الدرایہ اور اسعاف وغیرہ میں بھی مسطور ہے والناس لم یاخذوا بقول ابی حنیفۃ فی ھذا یعنے اس مسئلہ میں لوگوں نے امام ابو حنیفہ کے بات کو نہیں لیا۔ علامہ اخی چلپی ذخیرۃ العقبے صـ۸۲ قلمی میں زیر بحث قرأۃ قرآن جنب علی سبیل الدعا علامہ ہندوانی سے نقل کیا ہے قال الھندوانی لا افتی بھذا وان روی عن ابی حنیفۃ رح ہندوانی کہتے ہیں اسپر میں فتوی نہیں دیتا اگرچہ ابو حنیفہ سے مروی ہے۔ بحر الرائق کے اوقات تکبیرات عید میں ہے والفتوی علی قولھما تکبیرات عید کے اوقات میں صاحبین کے قول پر فتوی ہے فتاوی سراجیہ کتاب الکراہیہ میں ہے قرأۃ القرآن عند القبر مکروہ عند ابی حنیفۃ وعند محمد لا وعلیہ الفتوی قبر کے پاس قرآن کا پڑھنا ابو حنیفہ کے نزدیک حرام ہے محمد کے نزدیک نہیں اسپر فتوی ہے فتاوی خزانۃ الروایات صـ۲۹۶ میں محیط سے

منقول ہے ومشائخنا اخذ وابقول محمد ہمارے مشائخوں نے قول محمد ہی کو لیا ہے یہ ہیں
چند انموذجات از خروارے اس قسم کے مسائل کتب فقہ میں صدہا بھرے ہوئے ہیں امام
مذہب کو تو بالائے طاق ہی رکھکر کام چلائے ہیں حضرات جو لوگ نصوص امام کے ہوتے
ہوئے اپنی بگھاریں اور انھیں طاق نسیان میں رکھدیں اور پھر اپنے آپکو مقلد ابو حنیفہ کہیں
کیا اسی کو مقلد کہتے ہیں امام کو نشانہ بنا کر مرضی موجب شکار کھیل لیا کرتے ہیں کیا عمدہ مثل
کسی نے کہی ہے ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور مجھے مولوی صاحب پر یوں افسوس
معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے سمجھے غیر محل مثالیں ڈھکیل دیتے ہیں آپ اس مثال کو اہل حدیثوں کی
مثال میں بیان کرتے ہیں مگر یہ کج فہمی کا باعث نظر آتا ہے اسوجہ سے کہ اہل حدیث میں ایسا
کوئی فرد نہیں جو باوجود نصوص نبویہ کے ہوتے ہوئے اپنی گاتے ہوں یا مطلب حاصل کرتے
ہوں البتہ جس قدر انکے تفردات ہیں وہ عدم وصول نصوص نبویہ کے باعث اگر یہی بات آپکے
جناب میں ناگوار گذرتی ہو تو بدرجہا روش امام اعظم ودیگر ائمہ دین بھی ناگوار گذرتی ہوگی اسلیئے
کہ یہ روش عین روش مجتہدین اولین وآخرین کی تھی کما لایخفیٰ اس روش کو معیوب سمجھنا
اپنے ہی بے اصل ہونے کی اول دلیل ہے۔ حضرات انصاف سے کہئے اس مثال سے اور
اہل حدیثوں سے کیا تعلق مثل ہے آبیل مجھے مار زبردستی انکے ذمہ چسپاں کرتے ہوئے کہین
ندی نالے بھی سامنے نہ آئے۔

قولہ ۲۳ غیر مقلدین کا مذہب ہے کہ ایک وقت میں جتنی عورتوں سے چاہے نکاح کر سکتا ہے
اوسکی حد وتعداد نہیں کہ چار ہی ہو **اقول** یہ کس قدر جھوٹ صاحب ظفر اللاضی کی عبارت
ہی آپ ہنوز نہیں سمجھے صاحب ظفر اللاضی نے وبل الغمام امام شوکانی سے ایک وہ تقریر نکھی
ہے جو روش مجتہدونکی ہوتی ہے اسمیں نہ تو صاحب ظفر اللاضی ہی نے اپنا عمل وعقیدہ اسپر
ثابت کیا ہے اور نہ امام شوکانی نے بلکہ ایک شق اجتہاد واستنباط کی تقریر کی ہے اسیوجہ سے
اخیر میں فرماتے ہیں وعلی العالم ان یوفی الاجتہاد حقہ لا سیما فی مقامات التحریر والتقریر
کما نفعلہ فی کثیر من الابحاث واذا حاک فی صدرہ شیء فلیکن تورعہ فی العمل لا فی تقریر الصواب
یعنے عالم کا فرض منصب یہ ہے کہ اجتہاد میں کوتاہی نکرے خصوصًا تحریر وتقریر میں اگر دل میں
کھٹکے تو تورع عمل میں کرے تقریر صواب میں کوتاہی نہ کرے یہ صاف بتلا رہا ہے کہ یہ مذہب انکا
نہیں اور نہ اسپر انکا عمل ہے دیکھو خود علامہ شوکانی درالبہیہ میں فرماتے ہیں ویحرم ما زاد علی

العدد المباح للحر والعبد یعنی عدد مباح سے زائد حر و غلام دونوں ہی کے لئے حرام ہے روضۃ الندیہ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں سبیل الجرار قاضی شوکانی سے اما الاستدلال علی تحریم الخامسۃ وعدم جواز زیادۃ علی الاربع بقول مثنی وثلاث ورباع فغیر صحیح کما اوضحتہ فی شرحی للمنتقی ولکن الاستدلال علی ذلک بحدیث قیس ابن الحرث وحدیث غیلان الثقفی وحدیث نوفل بن معاویۃ ھو الذی ینبغی الاعتماد وان کان فی کل واحد منہا مقال لکن الاجماع علی مادلت علیہ قد صارت بہ معنی المجمع علی العمل علیہ یعنی پانچوین کی حرمت اور عدم جواز زیادہ چار سے بفرمان مثنی وثلاث ورباع کے صحیح نہیں ولیکن اسپر استدلال قیس بن حارث اور غیلان ثقفی اور نوفل بن معاویہ کی حدیث سے ہے اور یہی لایق اعتماد ہے اگرچہ ہر واحد میں کلام ہے نیل میں ہے وقد یجاب بان مجموع الاحادیث المذکورۃ فی الباب لا تقصر عن رتبۃ الحسن لغیرہ فتنتہض بمجموعہا الاحتجاج وان کان کل واحد منہا لا یخلوا عن مقال ویوید ذلک کونہ الاصل فی الفروج الحرمۃ کما صرح بہ الخطابی فلا یجوز الاقدام علی شئ منہا الا بدلیل۔ یعنی جو چار سے زائد کے جواز پر آیت سے استدلال کرتے ہیں انھیں جواب دیا جاتا ہے کہ تمامی وہ حدیثیں جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں حسن لغیرہ کے درجہ سے کم نہیں لہذا وہ قابل احتجاج ہیں اگرچہ ہر واحد میں مقال ہے اسکی تائید کرتا ہے قاعدہ اصل فروج میں حرمت ہے جیساکہ تصریح کی ہے اسکی خطابی نے لہذا اس سے پڑھنا جائز نہیں مگر دلیل کے ساتھ بعد اللتیا والتی علامہ شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں فرماتے ہیں فالاولی ان یستدل علی تحریم الزیادۃ علی الاربع بالسنۃ لا بالقرآن یعنی اولی یہ ہے کہ زیدہ علی اربع کی حرمت پر استدلال سنت سنیہ سے کیا جاوے نہ قرآن سے بغیۃ المقبول میں ہے وزیادت بر عدد مباح از برائے آزاد و بندہ ولیکن این تحریم از حدیثی برآوردہ اند کہ دران مقال ست واز قرآن کریم منع زیادت بر چہار مفہوم نمی شود یعنی آزاد اور غلام دونوں ہی کو چار سے زائد حرام ہے لیکن یہ حرمت حدیث سے نکلتی ہے قرآن کریم سے منع زیادتی بر چہار مفہوم نہیں ہوتا حضرات ان لوگوں کا یہ مذہب اصلا نہیں کہ چار سے زائد ہی حلال ہے اولا تو انہوں نے اجتہادی صورت سے تقریر بیان کی ہے ثانیا یہ بات انہوں نے ثابت کی ہے کہ چار سے زائد کی حرمت احادیث ہی سے کرنا اولی ہے اگرچہ اُن میں کلام بھی ہے مگر حسن لغیرہ کے رتبہ سے کم نہیں ہیں۔ لہذا احتجاج سے ساقط نہیں ہوسکتیں حضرات یہ لوگ مقلد تو ہیں ہی نہیں جو کسی کے کہنے کو بلا دلیل ہی قبول کرلیتے اس بارے میں

جو جو ماخذ استدلال تھے سب کی چھان بین کی جو جو دلائل تھے اُنہیں عبور کیا لائق احتجاج و غیر لائق احتجاج کو علیحدہ کیا اور اپنا اعتقاد اور مسلک اس بارے میں یہی بیان کیا کہ چار سے زائد روا نہیں علاوہ اس کے انکا کوئی ثانی مسلک نہیں اور نہ چاہیئے حضرات یہ سبب کچھ ہوا مجھے تو مولوی صاحب کے یوں کہنے پر تعجب آیا کہ آپ فرماتے ہیں غیر مقلدین کا مذہب ہے کیا مولوی صاحب نے صحیح بخاری کو ملاحظہ نہیں کیا تھا جو اس افترار پر اسقدر دلیری کی اگر مولوی صاحب کی خدانخواستہ بند تھی تو کیا عالم کی بھی بند ہو جائے گی واقعی المرء یقیس علے نفسہ اندھے کو اندھے نظر آیا کرتے ہیں حضرات لیجئے قدرے صحیح بخاری کو مولوی صاحب کہیں کہ کھولکر ملاحظہ فرمالیں صـ۱۱۹ ج ۹ مطبوعہ مصر میں ہے باب لا یتزوج اکثر من اربع آگے چل کر صـ۱۲۲ ج ۹ میں فرماتے ہیں باب ما یحل من النساء قال ابن عباس ما زاد علے اربع فھو حرام کامہ و ابنتہ و اختہ چار سے زائد سے نکاح نہ کیا جاوے ابن عباس نے فرمایا جو چار سے زائد ہو وہ حرام ہے مثل ماں بیٹی بہن کے حضرات ناظرین خود انصاف کرسکتے ہیں کہ مولوی صاحب کا فرمانا کہاں تک درست ہے ؎ جھوٹ ہو یا غلط ہو بہتان ہو ✤ مطلب اپنا تو صرف شہرت ہے ؎ جھوٹ بد باتوں سے باز آؤ خدا کے واسطے ✤ چپ رہو بس منہ کھلواؤ خدا کے واسطے ؎ نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر ✤ اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی۔ حضرات لیجئے دور کہاں جاویں مولوی صاحب جس ملت کے مدعی ہیں اوسی صاحب ملت کے دادا استاد امام نخعی ہیں۔ اُن کے نزدیک اور ابن ابی لیلی کے نزدیک نو عورتیں نکاح میں لانا درست ہیں۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ابن الہمام نولکشوری صـ۳۶۰ ج ۲ واجاز الرافض تسعا من الحرائر ونقل عن النخعی وابن ابی لیلی معراج الدرایہ شرح ھدایہ ورق ۸۰ اقلمی میں ہے اعلم ان الفقہاء اتفقوا علے تزوج الاربع من الحرائر خلافا للروافض فانھم یجوزون تسعا من الحرائر وھکذا نقل عن ابن لیلی و ابراھیم النخعی فقہا نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ حرائر سے چار ہی عقد نکاح میں لائی جاوے برعکس روافض کے کہ وہ نو حرائر کو روا رکھتے ہیں یہی بات ابن ابی لیلی اور ابراہیم نخعی سے بھی منقول ہے۔ ابن ابی لیلی مجتہد تھے انکا مسئلہ تحلیف شہود میں حنفیہ کرام کے نزدیک مشہور متداول ہے۔ ابراھیم نخعی مذہب حنفیہ کے بازو ہیں ع ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ **قولہ** ۱۲ غیر مقلدین کے نزدیک خشکی کے وہ تمام جانور جن میں خون نہیں ہے حلال ہیں الخ **اقول** بدور الاہلہ کی اصل عبارت یہ ہے واما انچہ بری خون ندارد پس شناختہ کہ قرآن دال است بر اصلیت حل وخارج نمیشود ازان مگر کہ دلیل صحیح دال باشد بر تحریم

ان انتہی یعنے خشکی کے وہ جانور جن میں خون نہیں پس معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف اصل حلت پر دال ہے اس اصل حلت اشیاء سے خارج نہیں ہو سکتا مگر وہ کہ جسپر حرمت کی صحیح دلیل دال ہو بدور الاہلہ والیکا یہ ہے فرمانا ناظرین خود انصاف کرسکتے ہیں کہ اس میں انہوں نے کونسی بیجا بات کہی ہے۔ عبارت صریح دال ہے انکے تقریر اجتہاد پر تفصیل تقریر اجتہاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وقد فصل لکم ماحرم علیکم یعنی جو تمہارے لئے حرام ہے انکو تفصیل وار بیان کردیا ہے اور فرماتا ہے قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دما مسفوحا او لحم خنزیر الایہ یعنی لے نبی کہدو نہیں پاتا میں اُس چیز میں کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حرام کیا ہوا کہانے والے پر کہ کہاوے اُسے مگر یہ کہ ہو خون بہتا ہوا یا خنزیر یا مردہ اور فرماتا ہے انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والمتردیة الایہ سوائے اس کے نہیں تمپر حرام ہوا ہے مردہ اور خون اور خنزیر اور غیر اللہ کے نام کا اور گلہ گہوٹی ہوئی وغیرہ وغیرہ اور فرماتا ہے یسالونك ماذا احل لهم قل احل لکم الطیبات الایہ لے نبی تجہہ سے پوچھتے ہیں کہ خدا نے کیا حلال کیا ہے کہدو حلال کردیا ہے پاکیزہ اور فرماتا ہے ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبائث پاکیزہ حلال ہے اور ناپاک حرام یہ ہے استثنا لکم ما فی الارض جمیعا سے یعنی جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے ہی لئے ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا الحلال ما احل الله فی کتابه والحرام ما حرم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفا لکم اخرجه ابن ماجة والترمذی من حدیث سلمان الفارسی یعنی حلال وہ جسے خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور حرام بہی وہی جسے خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے اور جس سے خاموشی کی وہ تمہارے لئے معاف ہے واخرج البزار وقال بسند صالح والحاکم وصححه من حدیث ابی الدرداء مرفوعا بلفظ ما احل الله فی کتابه فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سکت فهو عفو فاقبلوا من الله عافیته فان الله لم یکن لینسی شیئا وتلی وما کان ربك نسیا ابو الدرداء سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جسے خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جسے خاموشی کی وہ معاف ہے تم اُسکی معافی کو قبول کرو اسلئے کہ خدا بہولا ہوا نہیں ہے اور تلاوت کی آپ نے آیت وما کان ربك نسیا کو یعنی لے نبی تیرا رب بہولا ہوا نہیں ہے ابو داؤد میں ملقام بن تلب سے مروی ہے قال صحبت النبی صلی الله علیه وسلم فلم اسمع لحشرات الارض تحریما یعنے میں نے آپکی صحبت اٹہائی

مگر حشرات الارض کی حرمت کو آپ سے نہیں سنا ابوداؤد میں ہے ابن عباس رضی سے قال کان اہل الجاهلية یاکلون اشیاء ویترکون اشیاء تقذرا فبعث الله نبیه وانزل کتابه احل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وسکت فهو عفو وتلی قل لااجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة اودما مسفوحا الایه تھے اہل جاہلیت کہاتے چیزونکو اور چھوڑ دیتے چیزوں کو طبیعت کے ناگوار گذرنے سے سو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا۔ اور اپنی کتاب اوتاری جسے حلال کرنا تھا حلال کیا اور جسے حرام کرنا تھا حرام کیا اور جس سے سکوت کیا وہ معاف ہے پھر پڑھی آیت قل لااجد فیما اوحی الایه شیخ عبدالحق زیر حدیث اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں ازین جا معلوم میشود کہ اصل در اشیاء اباحت است یعنی اس جگہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل چیزوں میں حلت ہے تشریح و توضیح اس قاعدہ کی یہ ہے حموی شرح اشباہ والنظائر صـ۷۲ میں فرماتے ہیں ذکر العلامه قاسم بن قطلوبغا فی بعض تعالیقه ان المختار ان الاصل الاباحة عند جمہور اصحابنا ہدایہ فصل حدا وضمن باب العدہ میں ہے الاباحة اصل قلت بل نقل هذا الاصل ایضا النسفی فی المدارک عن الرازی والکرخی وبن نجیم عن بعض الحنیفة وکذا ورجحه الشامی فی حاشیته علی الدر المختار خلاصۃ المرام یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حلت ہے واستدل علی ذلک ابن عابدین بقوله ما سکت الله فهو مما عفا الله عنه کما نبه فی حاشیته اب ناظرین غور کریں اور انصاف سے فرماویں کہ اسمیں صاحب بدور الاہلہ نے کونسی انوکھی بات کہی جسپر مولانا اسقدر غرا رہے ہیں سیدھی بات کو الٹی خواہ مخواہ کئے دیتے ہیں ؎ راہ سیدھے چل کہ ایک عالم تجھے سیدھا کہے ❖ کجروی بہتر نہیں لے شوخ یہ رفتار چھوڑ۔

قولہ غیر مقلدین کے نزدیک سور ناپاک و نجس نہیں اقول ؎ باندھی ہے تمنے زیر فلک جھوٹ پر کمر ❖ شاید بگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا۔ حضرات جس صفحہ کا مولوی صاحب حوالہ دے رہے ہیں اسمیں اس بات کا نام و نشان بھی نہیں بلکہ صـ۲۶ میں بعد اللتیا والتی تحریر فرماتے ہیں ازین جا دریافت شد کہ دلیلے دال بر نجاست میتہ غیر خنزیر نیست کائنۃ ماکانت یعنی اس جگہ سے معلوم ہوا کہ کوئی دلیل دلالت کرنے والی ایسی نہیں جو علاوہ خنزیر کے مردہ کے ناپاک ہونے پر دال ہو پھر وہ کوئی سا مردہ کیوں نہو روضۃ الندیہ مطبوعہ مصر کے صـ۱۲ میں فرماتے ہیں فانه رجس کے تحت الظاهر رجوعه الی الاقرب وهو لحم الخنزیر لافراد الضمیر ولهذا اجزمنا هٰهنا بنجاسة لحم الخنزیر یعنی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر فانہ کی اقرب ہی کی طرف رجوع کرتی ہے

اور وہ لحم خنزیر ہے اسیوجہ سے ہم نے اِس جگہ معین کہا ہے لحم خنزیر ہی کو نجاست کے ساتھہ۔
حضرات ناظرین خیال فرماویں جس آدمی کا یہ مسلک ہو بھلا سور کو کس طرح پاک کہہ سکتا ہے وہ تو
سور کے گوشت کو ناپاک قرار دے رہا ہے آپ اسے الزام دیتے ہیں کہ وہ سور کو پاک کہتا ہے
ببین تفاوت از کجا تا بکجا اگر بالفرض نواب والاجاہ مرحوم نے نجس العین خنزیر کے ہونے میں کلام
کیا بھی ہو تو کوئی جرم کی بات نہیں یہ ایک اجتہادی بات ہے اور یہی اسمیں منفرد نہیں
ہیں۔ بلکہ امام مالک ابو حنیفہ و شوافع کا بھی یہی مسلک ہے حیوۃ الحیوان دمیری ملاحظہ فرمائیے
ونقل ابن المنذر الاجماع علے نجاسته وفی دعواہ الاجماع نظر لان مالکا یخالف فیه ابن المنذر
نے سور کے ناپاک ہونے پر اجماع نقل کیا ہے ولیکن اسکے دعوے میں نظر ہے اسلیئے کہ مالک اسمیں
مخالف ہیں میزان الکبری ص۱۲۵ ج ۱ میں امام شعرانی فرماتے ہیں مع قول مالک رحمہ اللہ تعالی بطہارتہ
حیا وقد اختار الامام النووی طہارتہ من حیث الدلیل یعنے امام مالک کے نزدیک زندہ سور
پاک ہے اسکے پاک ہونے کو امام نووی نے دلیل کی رو سے اختیار کیا ہے۔ علامہ دمیری حیوۃ
الحیوان میں تحریر فرماتے ہیں قال الشیخ الامام النووی لیس لنا دلیل علی نجاسته بل مقتضی المذہب
طہارتہ امام نووی نے کہا خنزیر کے ناپاک ہونے پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے مذہب بھی
مقتضی اسکے پاک ہونے کو ہے فتح الباری ص۵۳ ج ۴ مطبوعہ مصر میں ہے لکن المشہور عند مالک
طہارۃ الخنزیر مشہور یہی ہے کہ امام مالک کے نزدیک پاک ہے۔ حضرات لیجئے مولانا صاحب کی
معلومات کا اندازہ لگائیے نواب نے اگر کہا تو وہ بڑا لائق بدنامی و حرف گیری و انگشت نمائی کے ہو
گیا ادھر امام مالک اور نووی اور شوافع برسوں سے شور مچا رہے ہیں آج تک مولوی صاحب
تو کیا بلکہ ان کے کسی بڑے نے بھی انکی طرف انگشت نمائی نہ کی ہوگی۔ حضرات اسی کا نام انصاف
و ایمانداری و دیانتداری رہ گیا ہے دیکھا چاہیے مولوی صاحب ان لوگوں کے حق میں بھی
کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اس لیئے کہ کسی ایک فرد اہل حدیث نے بھی اگر کہا یا تو انکے اولین و آخرین
سب برے ہو گئے اور یہاں تو خود رئیس المذہب کے ساتھہ مقابلہ ہے دیکھا چاہتا ہوں زبان
کھلتی ہے یا صم بکم ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتے ہیں۔ دور کیوں جانے لگے حضرات ملت حنفی کے
موجد ہی کو اولا ملاحظہ فرمالیں وہ کیا فرماتے ہیں۔ فرا در مختار کتاب الصید کو ملاحظہ فرماویں۔
والخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفة یعنی ابو حنیفہ کے نزدیک سور نجس العین نہیں سن لیا
حضرات مولوی صاحب تو لیجئے امام ہی سے خبر ہے اگر نواب خنزیر پرست ہیں تو کیا ابو حنیفہ [illegible]

جاویں گے اسے بھی جانے دو حلبی کبیر مع منیۃ المصلی صـ۱۲۵ کو غور سے پڑھو لکھا ہے اما اذا دبغ جلد
الخنزیر فقد طہر و یجوز بیعہ والانتفاع بہ والصلوٰۃ فیہ و علیہ امام ابو یوسف کے نزدیک
سور کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اب اوس کا خرید و فروخت کرنا اُس سے فائدہ اٹھانا اُسے
پہنکر اور بچھا کر نماز پڑھنا سب کچھ جائز۔ اللہ اللہ یہ ہیں اصل فرے مگر یہ مولوی صاحب کے ہم
مشرب ہی کو سزاوار ہیں۔ حضرات اب انہیں کون کہے غریب کی جورو سب کی بہابی ہے ہم الزام
انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ **قولہ** مـ۲ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانوروں اور انسانوں کا
خون سوائے حیض و نفاس کے پاک ہے الخ **اقول** حضرات ناظرین یہ اُسی قاعدہ کی رو سے
صاحب بدور الاہلہ وغیرہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جس کو فقہاء حنفیہ وغیرہ نے مقرر کیا ہے یہ وہ
قاعدہ ہے کہ مولوی صاحب بھی اسکو صحیح مانتے ہیں صرف فرق اتنا ہی رہ گیا کہ مولوی صاحب
مقلد ہیں اور تقلید کے پنجرے میں محبوس بلکہ تقلید کے قید خانہ میں نظر قید ہیں اسلئے انہیں اور
جو انکے مثل ہیں ایسی باتیں نئی اور اوپری معلوم ہوتی ہیں فقط یہ احباب تو قاعدہ ہی دیکھنے کے ہیں
اسکی اجرا کی انہیں طاقت نہیں مثل مشہور ہے سخی سخاوت کرے بخیل کے پیٹ میں مروڑ اٹھے وہ قاعدہ
یہ ہے الاصل فی الاشیاء الحل والطہارۃ الا ما حکم الشارع بحرمتہ او بنجاستہ کذا فی شرح
الحلبی الکبیر صـ۵۳ یعنی اصل چیزوں میں حلت اور پاکی ہے مگر جسکو شارع نے اوسکی حرمت یا
ناپاکی کا حکم دیا ہو اس قاعدہ کلیہ سے صاف و اضح و لائح ہو رہا ہے کہ اصل تمام چیزوں میں یہ ہے
کہ وہ حلال اور پاک ہیں البتہ جس چیز کا شارع علیہ السلام نے حکم دیا ہو کہ یہ حرام ہے یا یہ ناپاک ہے
تو بس وہی ناپاک اور وہی حرام سمجھی جاوے گی۔ حضرات غور کریں راستہ کیسا صاف ہے اسمیں
کوئی راز کی باتیں نہیں ہیں اب سنیے وہ حضرات کیا کہتے ہیں جنکو مولوی صاحب نے نشانہ قرار دے رکھا
ہے آیا انہوں نے کوئی نئی بات کہی ہے یا وہی جو حنفیوں نے کہی تھی امام شوکانی نے درالبہیہ میں
بعد ذکر ناپاک ہونے خون حیض اور گوشت سور کے وفیما عدا ذالک خلاف والاصل الطہارۃ فلا
ینقل عنہا الا ناقل صحیح لم یبق لما ہنہ ما یساویہ او یقدم علیہ انکے ماسوا میں خلاف ہے اور قاعدہ
کلیہ شرعی اصل چیزوں میں پاکی ہے اس قاعدہ کلیہ شرعیہ سے جدا کوئی نہیں کر سکتا مگر کہ وہ دلیل
صحیح کر جسکے برابر کا معارض یا اوس سے بڑھکر لایق مقدم کرنیکے نہو ایسی دلیل صحیح البتہ اس قاعدہ
سے علیحدہ کر سکتی ہے ورنہ نہیں نواب صدیق حسن مرحوم اسکی شرح میں یوں رقمطراز ہیں لان
کون الاصل الطہارۃ معلوم من کلیات الشریعۃ المطہرۃ وجزئیاتہا ولا ریب ان الحکم

بنجاسته شئ يستلزم تكليف العباد بحكم من احكام الشرع والاصل البراءة من ذلك الخ غرض الجادی بصیغہ مجولہ مولوی صاحب ہیں ہے و در اینجہ دلیل نیامده برارت اصلیہ در نفی تعبد بنجس بودن ان کافی است چہ اصل در ہمہ اشیا طہارت ست و حکم بنجاستش حکم تکلیفی عام البلوی ست و این حکم درست نیست مگر بعد از قیام حجت الخ نیز نواب صاحب مذکور نے شرح مذکور الصدر میں لکھا ہے فما لم يرد فيه شئ من الادلة الدالة على نجاسته فليس لاحد من عباد الله تعالے ان يحكم بنجاسته بمجرد راى فاسد او غلط فى الاستدلال الخ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے کلیات وجزئیات سے ثابت ثابت ہو چکی ہے کہ اصل ہر چیز میں پاکی ہے اسمیں تو شک نہیں کہ کسی چیز میں ناپاکی کا حکم لگانا لازم آتا ہے اس سے بندوں کو ایک حکم شرعی کے تکلیف دینے کا کہ جس کے ذمہ سے وہ بری تہا دیہ ایک دوسرا قاعدہ ہے کلیات شرعی سے کہ الاصل براءة الذمة كما ذكرها الحموى فى شرح الاشباه یعنے انسان کے ذمہ کچھہ نہیں احکام وغیرہ سے یعنی وہ شرعی آزادی میں ہے مگر جن جن کا موںکی شریعت مطہرہ نے ذمہ داری لگادی اور مکلف بنادیا پس باقی میں وہ آزاد و بری الذمہ ہے) بغیر قائم ہوئے حجت کے تکلیف دینا کسی حکم کا درست نہیں جس چیز کے ناپاک ہونے میں کوئی دلیل وارد نہوئی ہو تو اسمیں ناپاکی کا حکم لگانا بمجرد رای فاسد یا غلطی استدلال سے کسی اللہ کے بندے کو درست نہیں نیز نواب صدیق الحسن مرحوم روضۃ الندیہ شرح درالبہیہ صـ۱۲ مطبوعہ مصر میں یوں فرماتے ہیں واما سائر الدماء فالادلة فيها مختلفة مضطربة والبراءة الاصلية مستصحبة حتى ياتى الدليل الخالص عن المعارضة الراجحة او المساوية ولو قام الدليل على رجوع الضمير فى قوله فانه رجس الى جميع ما تقدم فى الاية الكريمة من الميتة والدم المسفوح ولحم الخنزير لكان ذلك مفيدا لنجاسة الدم المسفوح والميتة ولكنه لم يرد ما يفيد ذلك بل النزاع الكائن فى رجوعه الى الكل او الى الاقرب والظاهر رجوعه الى الاقرب وهو لحم الخنزير لافراد الضمير ولهذا جزمنا ههنا بنجاسة لحم الخنزير دون الميتة الخ لیکن حکم تمام خونوں کا علاوہ خون حیض کے پس دلیل انمیں مختلف ہیں اور مضطرب اور برارت اصلی بہی لگی ہوئی ہے یہانتک کہ کوئی دلیل خالص سالم عن المعارضة والرجحان او التساوی ہو اور اگر دلیل قائم ہو بیچ فرمان اللہ جل شانہ فانہ رجس کے ضمیر رجوع کرے تمام اُن چیزونکی طرف کہ جن کا اس سے پہلے ذکر ہے تو

البتہ مردہ اور خون مسفوح کے ناپاک ہونے کو مفید ہوگا بلکہ تنازع اوس ضمیر کے رجوع کرنے میں سب کی طرف یا نزدیک والے کی طرف موجود ہے ظاہر یہی ہے کہ وہ ضمیر اقرب کی طرف رجوع کرتی ہے اور وہ سور کا گوشت ہے بوجہ مفرد ہونے ضمیر کے اسیوجہ سے اس جگہ ہم نے سور کے گوشت کے ناپاک ہونے کا حکم دیا ہے نہ مردہ کا شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اشعۃ اللمعات میں فانہ رجس کے معنی یوں تحریر فرماتے ہیں۔ فانہ رجس زیراکہ گوشت خوک پلید است یعنی کہ گوشت سور کا پلید ہے ہدایہ مع الفتح میں ہے اذا ھاء فی قولہ تعالیٰ فانہ رجس منصرف الیہ لقربہ فانہ رجس میں سور کی طرف پھرتی ہے نزدیک ہونے کی وجہ سے حلبی کبیر ص۱۴۵ میں ہے والضمیر یعود الی الخنزیر لا الی اللحم ضمیر سور کی طرف پھرتی ہے گوشت کی طرف نہیں علامہ شمنی شرح نقایہ ورق ۵ قلمی میں فرماتے ہیں فانہ رجس والضمیر للمضاف الیہ لقربہ فان قیل المضاف الیہ غیر مقصود فلا یعود الضمیر علیہ نحو رایت ابن زید وکلمتہ اجیب بان عود الضمیر الی المضاف الیہ شائع من غیر نکیر نحو قولہ تعالیٰ واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون فان قیل الضمیر عائد الی جمیع ما ذکر من المیتۃ والدم المسفوح ولحم الخنزیر اجیب بانہ ابعد من عودہ الی اللحم انتہی ضمیر مضاف الیہ کے لئے ہے بوجہ اس کے نزدیک ہونے کے اگر کوئی کہے مضاف الیہ غیر مقصود ہے لہٰذا اوسکی طرف رجوع نہیں ہوسکتی جیسے رایت ابن زید وکلمتہ کے جواب اسکا یہ ہے کہ ضمیر کا عود کرنا مضاف الیہ کی طرف بلا انکار شائع ہے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون پھر اگر کوئی کہے کہ ضمیر تو سب کی طرف رجوع کرتی ہے جن کا اوپر بیان ہے مردہ دم مسفوح اور گوشت سور تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سب لحم خنزیر سے بہت دور ہیں۔ اسی طرح بحر الرائق میں بھی تفصیل وار بیان کیا ہے حضرات اب انصاف سے کہدیجئے نواب صدیق الحسن مرحوم وغیرہ نے کونسی نئی بات لکھی تھی حنفیہ بھی تو یہی کہہ رہے ہیں صرف دم مسفوح ہر چیز کو ناپاک کہتے ہیں علاوہ اس کے تمام خونوں کا خواہ وہ جانور حلال کا ہو یا حرام کا انسان کا ہو یا کسی اور کا پاک سمجھتے ہیں علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں بحر الرائق وشرح الوقایہ میں بقی غیر المسفوح علی اصلہ وھو الحل ویلزم منہ الطہارۃ سواء کان فیما یوکل لحمہ اولا لاطلاق النص ثم حرمۃ غیر المسفوح فی الآدمی حرمۃ لحمہ وحرمۃ لحمہ لا توجب نجاسۃ اذ ھذہ الحرمۃ للکرامۃ لا للنجاسۃ فغیر المسفوح فی الآدمی یکون علیہ طہارۃ الاصلیۃ مع کونہ محرما حلبی کبیر میں ہے والاصل ان النجس

من الدم ما کان مسفوحا لقوله تعالیٰ اودما مسفوحا فما لیس بمسفوح لا یکون حراما فلا یکون نجسا لان الاصل فی الاشیاء الحل والطہارۃ الا ما حکم الشارع بحرمتہ او بنجاستہ حضرات ناظرین یہ بات تو صاف ہوگئی کہ حنفیہ کے نزدیک علاوہ مسفوح خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے سب پاک ہیں یہ بات ابھی اور رہی کہ انکا دم مسفوح کو ناپاک کہنا مدلل بات ہے یا نہیں آیا اس کے لئے کوئی نص صریح ہے یا نہیں علامہ حلبی نے دم مسفوح کے نجس ہونیکی دلیل آیت اودما مسفوحا کو بیان کیا ہے بلکہ غالباً تمام احناف اسی سے استدلال نجس ہونے پر پکڑتے ہیں اور یہ بات اُسیوقت صحیح اور درست ہوسکتی ہے جبکہ فانہ کی ضمیر کو اقرب کی طرف رجوع نکریں اور ابعد کی طرف راجع کریں اور یہ بات خود ہدایہ حلبی کبیر بحر الرائق شمنی سے بخوبی واضح اور لائح ہوگیا کہ ضمیر فانہ کی اقرب ہی کی طرف رجوع کرتی ہے اسیوجہ سے صاحب ہدایہ نے خنزیر کو ناپاک قرار دیا ہے جب ضمیر اقرب کی طرف رجوع ہوئی تو بس وہی ناپاک قرار دیا جاتا ہے اس کے علاوہ کو ناپاک نہیں کہہ سکتے بلا کسی خاص دلیل صریح صحیح غیر معارض بالتساوی وغیرہ وارد ہوئے دیکھو مردہ جانور حرام ہے مگر ناپاک نہیں اسمیں تو شک نہیں دم مسفوح و مردہ حرام ہیں۔ مگر انکے حرام ہونے سے ناپاک ہونا انکا لازم نہیں آتا اس لیے کہ حرمت و ناپاکی میں تلازم نہیں۔ ہدایہ مع الفتح ص۳۵ ج ا کو ملاحظہ فرماویں والحرمۃ لیست من ضرورتہا النجاسۃ کالطین یعنی حرام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ناپاک بھی ہو جیسے مٹی اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میتہ کے حق میں فرمادیا انما حرم من المیتۃ اکلہا کما فی الصحیحین وغیرھما یعنے میتہ سے صرف کہانا ہی حرام ہے اگر مردہ ناپاک ہوتا تو آپ خود کبھی مردہ جانور کو ہاتھ میں نہ پکڑتے اور نہ حکم کرتے پکڑنے کا آپ نے تو فرمایا ھلا انتفعتم باھا بہا وفی روایۃ ھلا اخذتم اھابہا فدبغتموھا او کما قال حضرات انصاف سے کہئے کہ جب مردہ ہی ناپاک نہوا جو کہ اُسی آیت میں ابتدار واقع ہے تو پھر دم مسفوح فانہ رجس سے کیونکر ناپاک ہوسکتا ہے دم مسفوح کے ناپاک ہونے پر خاص دلیل کی ضرورت ہے فقہار حنفیہ کا دم مسفوح کو ناپاک کہنا بالکل بے دلیل ہے اور اپنے قواعد مقررہ کے بالکل خلاف ہے مولوی صاحب و انکے اخوان کو بوجہ لقمہ تقلید کے یہ بات کب سوجھ سکتی ہے واقعی امام احمد رح وغیرہ کا فرمانا نہایت صحیح ہے المقلد کالاعمی اگر مولوی صاحب کے پاس کوئی دلیل بشرط مسطورہ بالا ہے تو بیان فرماویں اور اپنے فقہار کی مدد دل و جان سے کریں جو حق تہا وہ ظاہر کردیا۔ علاوہ ازیں اس مسئلہ میں نواب ہی متفرد نہیں

اوسی دلیل الطالب کے صفحہ ۲۳۰ ہی میں یہ بھی لکھا ہے وباین رفتہ اند ائمہ اہل بیت منہم زید بن علی والامام محمد باقر والحسین بن علی رضی اللہ عنہم اسی طرف ائمہ اہل بیت بھی گئے ہیں اُن میں سے زید بن علی اور امام محمد باقر اور حسین بن علی رض ہیں. ناظرین بخوبی انصاف کر سکتے ہیں کہ مولویصاحب کا نواب مرحوم کو نشانہ بنانا کہاں تک سچا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوے

قولہ غیر مقلدین کے نزدیک مال تجارت میں زکوۃ نہیں آتی **اقول** یہ اوچھ پڑنے کی خو اچھی نہیں بے محابا گفتگو اچھی نہیں. حضرات مولوی صاحب کے الفاظ ایسے ہیں جو تمامی اہل حدیثوں کو حاوی ہیں. گویا آپ وہ مسئلہ بیان فرمارہے ہیں کہ جسکو تمام اہلحدیث اپنا معمول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ انکا لفظ جمع کے ساتھ اِس مسئلہ کو منسوب کرنا محض ابلہ فریبی ہے المرأ یقیس علے نفسہ مولوی صاحب کو اصل دھوکہ یوں ہو رہا ہے کہ حنفی مذہب میں اگر کوئی ایک فقیہ حنفی کسی مسئلہ کو تخریجا و اجتہادا لکھدے خواہ وہ ارباب شروح متاخرین ہی سے کیوں نہو اُس کا مسئلہ متفردہ تمام احناف پر تسلیم کرنا ضروریات سے ہو جاتا ہے بسا اوقات تو ایسے منفردہ مسئلہ سے بڑے بڑے اقاویل بھی متروک ہوجاتی ہیں مولویصاحب ہی قسم کھا کر کہدین کہ یہ بات غلط ہے اگر اسے غلط کہیں تو یہ متون و شروحات و فتاوی صغار و کبار متعدد جلدو نمیں کہاں سے پیدا ہو گئیں حضرات وہ مسئلہ تو دین نعمانی کی خامی و نقص کا جبر ہو جاتا ہے اگر کسی کو شبہ ہو تو آؤ اور تشفی کر لو اہلحدیثوں کے یہاں ایسا نہیں انکا دین تو آج تیرہ سو ہو کر چھبیسواں برس ہے تکمل ہونے کو کیا مجال کہ ایک مسئلہ تو اپنا ایجادی اُسمیں داخل کر سکیں یہ کتب احادیث بھری پڑی ہیں ملاحظہ ہو یہ صحاح معیار و مقیاس حق و ناحق باقرار مخالف و موافق روئے زمین پر موجود یہ بات اور ہے کہ کسی کو تسلی بخش دلیل انمیں سے نہ ملی تو اُسوقت اُسنے اجتہاد کیا ہو سو وہ اوس کا اجتہاد جمیع افراد اہل حدیث کے لیئے دین نہیں اس لئے کہ رائے و قیاس بمنزلہ میتہ و مردار کے ہے بوقت احتیاج کہانے کما قال غیر واحد من أھل العلم کالرازی وغیرہ یہ بات ظاہر ہے کہ مردار اُسی کیلئے حلال ہے کہانا کہ جسکو حاجت ہو سب کے لئے درست نہیں البتہ جسکو اوسکی طرف حاجت پڑے وہ بھی کہا سکتا ہے بس بس اوس ایک کے لئے حلال ہونے اور اُسکے کہانے کی وجہ سے یہ کہنا کہ اسکے سارے قبیلہ والوں کو حلال ہے یا یہ مردار کہانیوالے ہیں یہ کہنا اوسکی حماقت و جہالت کا ثمرہ ہے. اسی طرح جس اہلحدیث نے بوقت عدم وصول دلیل تشفی بخش اجتہاد کیا بس وہ اُسی تک محدود ہے یا وہ بھی اُسکے ساتھ کہا سکتا ہے جو اوس کے

جیسا ہی ہو یا جو اُس کے اہل وعیال ہیں کہ جن کا اوسپر نفقہ ہے مراد اس سے اُس عالم مجتہد کے
تابعین ہیں کب تک کہ اُنہیں کوئی حلال چیز نہ ملے اگر کوئی دوسرا بھی لاکر حلال چیز دیدے تو بس
اُس مردار کو وہیں ترک کر دے اگر پھر وہ ترک نہ کرے تو مجرم خدا و رسول ہے۔ ناظرین جب یہ بات
ذہن نشین ہو گئی تو اب غور سے دیکھیں اور داد انصاف دیں اب ہم اِس مسئلہ کی حقیقت آپکے سامنے
پیش کرتے ہیں یہ مسئلہ جسکو مولوی صاحب نے غیر مقلدین کی طرف تھوپ دیا ہے اُسکی اصل یہ ہے
سنو امام شوکانی نواب صدیق الحسن مرحوم اِس مسئلہ میں یون لکھتے ہیں چنانچہ روضۃ الندیہ صفحہ ۱۲۶
میں ہے بعد بحث طویل کے اذا تقرر ھذا علمت انہ لا دلیل یدل علےٰ وجوب زکاۃ التجارۃ
والبراءۃ الاصلیۃ مستصحبۃ حتی یقوم دلیل ینقل عنہا یعنی تجارت کے مال میں زکوۃ واجب
ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں اور برارت اصلیہ لگی ہوئی ہے یہان تک کہ کوئی دلیل قائم ہو
اور اِس اصل سے ہٹا وے ایک دلیل وجوب زکوۃ اموال تجارت کی اجماع تھی جیسا کہ ابن
المنذر نے کہا تہا۔ شوکانی و نواب صفحہ مذکورہ میں لکھتے ہیں وھذا النقل لیس بصحیح فاول من
یخالف فی ذلک الظاھریۃ وھم فرقۃ من فرق الاسلام یعنی یہ نقل صحیح نہیں سب سے پہلے اہل
ظاہریہ نے خلاف کیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے اہل اسلام کے فرقوں سے پھر لکھتے ہیں کہ اگر
اجماع کو بھی تسلیم کر لیں کہ اسپر اجماع ہی ہوا ہے پھر بھی یہ ہر ایک کے لئے حجت نہیں خاص کر
جو اجماع کو حجت نہیں سمجھتے علامہ امیر یمنی نے سبل السلام صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے قلت کیف الاجماع
وھذا اخلاف الظاھر اجماع کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ ظاہریہ اسکے مخالف ہیں صفحہ ۲۱۱ میں
فرماتے ہیں قال ابن المنذر الاجماع قائم علے وجوب الزکوۃ فی مال التجارۃ وممن قال
بوجوبہا الفقہاء السبعۃ قال لاکن لا یکفر جاحدھا للاختلاف فیہا ابن المنذر نے
کہا مال تجارت کی زکوۃ پر اجماع قائم ہے اور اُسکے وجوب کہنے والے فقہاء سبعہ بھی
ہیں اور کہا لیکن اسکے انکار کرنے والے کو کافر نہ کہا جاوے اسمیں اختلاف ہونے کیوجہ
حضرات انصاف تو یہی ہے جیسے علامہ امیر یمنی نے کہا ہے نواب صدیق الحسن مرحوم
فتح العلام صفحہ ۲۷۵ ج ۱ میں یون فرماتے ہیں بعد کلام امیر یمنی قلت الحدیث فیہ مجھول
فلا یصلح للاحتجاج وباقی الادلۃ مجروح لا ینتہض للاستدلال علے الوجوب و
فی الاجماع نظر واضح والمسئلۃ مختلف فیہا بین اھل العلم وقد حققناھا فی الروضۃ
الندیۃ وذکرنا انہا لا تجب فی اموال التجارۃ والزکوۃ حکم من احکام الشریعۃ

فریضۃ من فرائضھا لایجوز القول بایجابھا فی مال من الاموال الا بدلیل ولا دلیل صالح یدل علی ذلک یعنی تجارت میں جو حدیث ہے اُس میں ایک راوی مجہول ہے باقی دلائل مجروح ہیں استدلال وجوب کے لئے قائم نہیں ہو سکتی اور اجماع میں نظر واضح ہے اور مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے اسکی تحقیق ہم روضۃ الندیہ میں کر چکے ہیں اور بلا دلیل صالح للاحتجاج کے کسی مال میں زکوۃ کا واجب ٹھیرانا جائز نہیں محرر سطور کہتا ہے کہ مال میں بلا دلیل قابل اعتماد کے حصہ مقرر واجب کہنا اِس لئے جائز نہیں کہ قواعد کلیات شرعیات سے ہے اخذ مال المرء المسلم حرام بدلیل حدیث الصحیحین وغیرہ فان دماءکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام لحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا او کما قال مسلمان کا مال لینا حرام ہے دوسرا قاعدہ کلیہ شرعیہ یہ ہے کہ الاصل العدم تیسرا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ الاصل بقاء ما کان علی ما کان چوتھا قاعدہ شرعیہ کلیہ یہ ہے کہ الاصل براءۃ الذمۃ یہ وہی قواعد ہیں کہ جن کو مخالف اور موافق سب ہی تسلیم کر رہے ہیں ان قواعد سے وہی چیز علیحدہ ہوگی کہ جو قابل اعتماد صحیح غیر معارض بالمساوی او مایقدم علیہ دلیل سے ثابت ہو سو جس کے نزدیک حجت قائم ہوجاوے وہ انکے خلاف کو اپنا معمول کر سکتا ہے اور جس کے نزدیک حجت قائم نہو وہ برابر ان اصول وقواعد کلیہ شرعیہ پر قائم رہے یہ ضروری نہیں کہ ایک فرد کے نزدیک حجت قائم ہوئی تو تمامی افراد پر اوسکی پیروی ضروری ہی ہو جس کے نزدیک حجت قائم نہیں اُس کو مطعون کرنا یا انگشت نما بنانا اہل علم کا کام نہیں اسی طرح یہاں بلکہ تمامی جگہوں میں تصور فرمائیں نواب رح تو خود مسک الختام میں لکھ رہے ہیں زیرا کہ دلیلے برایجابش قائم نیست نیز فرماتے ہیں و بالجملہ شک نیست در عدم وجود دلیل قوی درین باب غیر از اجماع اگر ثابت شود بے خلاف ودونہ خرط القتاد۔ حضرات نواب وامام شوکانی وامام داؤد ظاہری اور جو انکے موافقین ہیں اُنکے نزدیک کوئی دلیل تسلی وتشفی بخش پہونچی نہیں لہٰذا وہ اسی کلیات شرعیہ ہی کے حامی رہے لہٰذا انپر مولوی صاحب نو کیا انکے امام صاحب نے بھی اِس قسم کے لوگوں کو ترچھی نگاہ سے نہیں دیکھا تھا اب ان مولویصاحب کی کیا گنتی حضرات اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب دھوکہ میں رہ گئے والاصل مسئلہ معمولہ نزد حضرات اہل حدیث یہ ہے کہ تجارت کے مال میں زکوۃ ہے۔ ابوداؤد جو کہ ایک کتاب ہے معیار اہل اسلام سے اسمیں لکھا ہے باب العروض اذا کانت للتجارۃ ھل فیھا زکوۃ یعنی آیا تجارتی اسباب میں زکوۃ ہے یا نہیں اِس میں حدیث ثمرہ بن جندب کی بیان کی انہ قال اما بعد فان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للتجارۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تجارتی مال سے زکوۃ نکالنے کا حکم فرماتے تھے امام ابوداؤد نے اِس حدیث پر سکوت کیا پھر امام منذری نے بھی سکوت کیا تو یہ حدیث قابل وصالح للاحتجاج ہوئی ابن عبد البر نے اِس کو حسن کہا امام ابوداؤد نے مسئلہ یہ ثابت کیا کہ تجارتی مال میں زکوۃ ہے صحیح بخاری میں ہے باب صدقۃ الکسب والتجارۃ یاایھا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم ومما اخرجنا لکم الی قولہ غنی حمید امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی ثابت کردیا کہ اموال تجارت میں زکوۃ ہے حضرات یہ ہی عامہ اہلحدیث کا مسلک ہے راہ سیدھی چل کہ اِک عالم تجھے سیدھا کہے **قولہ ۳۰** غیر مقلدین کے نزدیک سوائے چھ چیزوں کے تمام اشیار میں سود لینا جائز ہے **اقول** حضرات ناظرین امام داؤد ظاہری وقتادہ وطاؤس وغیرہ کا بھی یہی مسلک ہے تمام اہلحدیثوں کی طرف اسکو منسوب کرنا محض مولویصاحب کی ابلہ فریبی ہے اِن سے کوئی پوچھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن چیزوں کا نام لیا ہے آیا جو علاوہ چھ چیزوں کے سود کے قائل نہیں وہ نص نبوی کے منکر ہیں یا قیاس کے اور چھ چیزوں کے علاوہ میں فقہار نے اپنے اجتہاد سے سود ثابت کیا ہے۔ یا نص نبوی سے غور سے اسکی حقیقت سنیں اور داد انصاف دیں۔ میزان الکبری للشعرانی ص۳۰۵ ج ۲ میں ہے اجمعوا علی ان الاعیان المنصوص علی تحریم الربا فیہا سبعۃ الذہب والفضۃ والبر والشعیر والتمر والزبیب والملح سب اہل علم کا اِس امر پر اتفاق ہے کہ اشیار منصوصہ جنمیں ربا حرام ہے وہ سات ہیں۔ سونا چاندی۔ گیہوں۔ جو۔ کھجور کشمش نمک شیخ عبد الحق اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔ بدان کہ در حدیث این شش چیز بخصوص واقع شدہ ومجتہدان غیر این شش را نیز بران قیاس کردہ اند الا اصحاب الظواہر کہ قیاس را منکر اند ربا را ور ہمیں شش چیز اثبات میکنند نہ در غیر ان انتہی مختصر الخصا۔ جان لے کہ حدیث میں یہی چھ چیز بالخصوص آئی ہیں مجتہدین اِن چھ کے علاوہ کو بھی انھیں پر قیاس کرتے ہیں۔ مگر ظاہری لوگ جو کہ قیاس کو نہیں مانتے سود کو انھی چھ چیزوں ہی میں ثابت کرتے ہیں انکے علاوہ میں نہیں کفایہ شرح ہدایہ میں زیر قول والحکم معلول باجماع القائسین لکھا ہے خلافا لاصحاب الظواہر لانہم لایرون القیاس حجۃ واقتصروا حکم الربوا علی الاشیاء الستۃ حکم سود کا معلول باجماع قیاس کنندہ ہے برخلاف ظاہریوں کے کہ وہ قیاس کو حجت نہیں جانتے سوانہوں نے سود کو چھ ہی چیزوں میں قرار رکھا ہے مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ اللہ البالغہ ص۔۔ ج ۲ میں فرماتے ہیں وتفطن الفقہاء ان الربا المحرم بجرلے

فی غیرالاعیان الستة المنصوص علیها الخ فقہار نے یہ سمجھا ہے کہ سود سوائے اُن چھ چیزوں
میں بھی ہوتا ہے کہ جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتنصیص بیان کیا ہے فتح القدیر
ص۱۳۵ ج ۳ میں ہے باجماع القائسین ای القائلین بوجوب القیاس بخلاف الظاهرة وکذا
عثمان البتی فان عندهم حکم الربوا مقتصر علی الاشیاء الستة یعنی حکم سود کا معلول ہے ساتھ
اجماع قیاس کے وجوب کہنے والوں کے برخلاف ظاہریوں کے اسی طرح عثمان بتی کے
اس لئے کہ اون کے نزدیک سود کا حکم چھ ہی چیزوں میں ہے پس نیز اسی صفحہ میں مرقوم
ہے وممن نقل عنه قصر حکم الربوا علی الستة ابن عقیل من الحنابلة وهو ایضا ماثور عن
قتادة وطاؤس یعنی چھ چیزوں کے سود کے قائلوں میں سے ابن عقیل ہیں حنبلیوں میں
سے نیز یہ مروی ہے قتادہ اور طاؤس سے بھی شیخ عبدالحق دہلوی لمعات میں فرماتے
ہیں چھ چیزوں والی حدیث کے نیچے وهذا الحدیث هو الاصل فی باب الربوا فانه
صلی اللہ علیه وسلم ذکر الاشیاء الستة وترك سواها علی القیاس فقاس المجتهدون
واستنبطوا العلة خلافا للظاهریة فانهم لا یجرون الربوا فیما سواها یہ حدیث سود کے
بارے میں اصل ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کو ذکر کیا
اور چھوڑ دیا ان کے علاوہ کو قیاس پر سو قیاس کیا مجتہدوں نے اور استنباط کی علت برخلاف
ظاہریوں کے اسلیے کہ وہ سود ان کے سوا میں جاری نہیں کرتے امام شوکانی نے دارالبہیہ
میں لکھا ہے وفی الحاق غیرها بها اختلاف یعنی ان کے ساتھ ان کے علاوہ کو لاحق کرنے
میں اختلاف ہے۔ ناظرین اصل مسئلہ کی یہ ہے حقیقت اگر نواب وغیرہ نے چھ چیز کو
خاص کر لیا ہو تو کونسا جرم ہوا یہ بات تو روشن ہو گئی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے تو صرف چھ ہی چیزوں کو بیان فرمایا ہے پس بس انکے علاوہ قیاسی باتیں ہیں آپ ہی
انصاف کر لیں کہ نواب اگر قیاسی باتوں کا قائل نہ ہو تو کیا وہ اسلام سے ہی خارج ہو جاویگا
اللہ اللہ آج عامل بالنصوص نہو یہ پر اہل قیاس طعن کرتے ہیں اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے نواب
روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں والحاصل انه لم یرد دلیل تقوم به الحجة علی الحاق ما عدا
الاجناس المنصوص علیها بها حاصل بحث کی یہ ہے کہ نہیں وارد ہوئی کوئی دلیل کہ قائم
ہو حجت ساتھ اُسکے اوپر لاحق کرنے ماسوائے چیزوں بیان کی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ اُن کے نواب کو تو دلیل ملی نہیں اس لئے وہ چھ ہی کے قائل ہوئے

اور جن کے نزدیک حجت ثابت ہوگئی وہ علاوہ کو بھی ملاتے ہیں ایک کے نزدیک حجت ہونا
جمیع افراد کو مستلزم نہیں کما لایخفی حضرات کیا مولوی صاحب اسی قیاسی بات پر ہی شیخی
مارتے تھے انکی سمجھہ کو تو دیکھیے قیاسی مسئلہ کی وجہ سے منہ زوری کرتے ہیں بانس کی
تلوار سے مسلح حامل سیف مہند کا مقابلہ کرتے ہیں سہ اے شوخ راہ سیدھی چل کہ تجھکو
اک عالم سیدھا کہے ۔ **قولہ** ۹ غیر مقلدین کے نزدیک جنبی ناپاک آدمی کو جائز ہے کہ قرآن
شریف کو بغیر غسل کئے ہوئے چھوئے ہاتہہ لگائے اوٹھائے رکھے **اقول** سہ اے چشم اشکبار
ذرا دیکھ تو سہی ☆ ہوتا ہے جو خراب وہ اپنا ہی گھر نہو ۔ حضرات ناظرین اس مسئلہ میں نواب
ہی اکیلے منفرد نہیں غور سے ملاحظہ فرماکر داد انصاف دیں ذخیرۃ العقبی اخی چلپی معروف
بہ حاشیہ چلپی میں لکھا ہوا ہے قیل لو تمضمض الجنب او غسل یدیہ روی عن ابی حنیفۃ
انہ لا باس ان یقرا القرآن او یمسہ قال العلامۃ نجم الدین الزاھدی ورایت جواب
استاذی نجم الائمۃ البخاری انہ لا باس بہ یعنے اگر جنبی کلی کرلے یا ہاتھوں کو دھولے
تو امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ کوئی حرج نہیں یہ کہ پڑھے قرآن یا ہاتہہ لگاوے
اور علامہ نجم الدین زاہدی نے کہا میں نے اپنے استاد نجم الائمۃ بخاری کو دیکھا کہ انھوں نے
بھی یہی لکھا تہا کہ اُس میں کوئی حرج نہیں فی الخلاصۃ فی فصل قرآۃ القرآن قیل لو تمضمض
الجنب او غسل یدیہ روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی لا باس بان یقرأ القرآن او یمسہ
وفی فتاوی ظفر خانی والصحیح من مذھب ابی حنیفۃ رح لا یمنع المس وبہ اخذ عامۃ المشائخ
للضرورۃ خلاصہ میں بھی حاشیہ چلپی کی طرح لکھا ہے فتاوی ظفر خانی میں ہے کہ صحیح مذہب ابو
حنیفہ رح کا یہ ہے کہ اُس کے چھونے سے منع نہ کیا جاوے تمام مشائخوں نے اسی کو
لیا ہے ضرورت کیوجہ سے بحر الرائق میں ہے یکرہ مس کتب الاحادیث والفقہ للمحدث
عندھما وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی الاصح انہ لا یکرہ صاحبین کے نزدیک کتب
حدیث اور فقہ کا محدث کو چھونا مکروہ ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اصح یہ ہے
کہ چھونا مکروہ نہیں حمیدی شرح ہدایہ میں ہے قیل یباح للمحدث مسہ عند ابی حنیفۃ رح
کہا گیا مباح ہے چھونا قرآن کا محدث یعنی بے وضو کو ابو حنیفہ رح کے نزدیک ولو غسل
یدہ فعن ابی حنیفۃ رح لا باس بمس المصحف کما فی المحیط وفی روایۃ یجوز لہ اخذہ اگر دھوئے
حدث والا اپنے ہاتہہ کو پس ابو حنیفہ رح کے نزدیک نہیں ہے حرج قرآن کے چھونے میں جیسا

کہ محیط میں ہے اور ایک روایت میں ہے جائز ہے اُسے پکڑنا اوس کا امام بغوی رح شرح سنہ کے باب المحدث لا یمس المصحف میں فرماتے ہیں جوز الحکم وحماد وابو حنیفة حملہ ومسہ یعنی حکم اور حماد اور ابو حنیفہ نے جائز رکھا ہے حدث والے کے لیئے قرآن کا چھونا اور اٹھانا اُس کا سو ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ ناظرین داد انصاف دیں مولویصاحب نہ معلوم کہ اہل حدیثوں سے کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیجیئے ذرا عبارت البنیان المرصوص کو بھی ملاحظہ فرماکر انصاف کریں اُسمیں ہے بر منع مس مصحف از برائے غیر طاہر دلیلے بین نیست گو احتیاطاً مستحسن باشد ہرچہ را دلیل ساختہ اند مجروح ساختہ اند۔ یعنی قرآن مجید کو ناپاک آدمی کے چھونیکے بارے میں کوئی دلیل روشن نہیں ہے اگرچہ احتیاط اچھی ہے مگر جسکو انہوں نے دلیل بنائی ہے وہ مجروح ہے۔ ناظرین کیا یہ البنیان والے کی عبارت منصفانہ نہیں دلیل الطالب والے نے بھی یہی لکھا ہے کہ کوئی دلیل قابل احتجاج اس بارے میں نہیں ہے اور جو حدیث لا یمسہ الا المطہرون یا لا یمس القرآن الا وہو طاہر قابل حجت نہیں پھر وجہ عدم لایق احتجاج کو بیان کیا داود ظاہری ابن عباس وغیرہ بھی حدث اصغر والے کو بے وضو قرآن چھونا روا فرماتے ہیں مولویصاحب نواب وغیرہ کی دلیل معقول ہے اور وہ بوجہ اپنے اجتہاد کے معذور وعند اللہ ماجور ہیں آپکا اہلحدیثوں کو انگشت نما کرنا محض کج فہمی ہی کا باعث معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسئلہ جس کو آپ اہلحدیثوں کا متفقہ قرار دے رہے ہیں یہ بھی ایک ابلہ فریبی ہے **قولہ** ۱۰ غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے زیوروں میں زکوۃ واجب نہیں الخ **اقول** سو یہ اولجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں بے بے محابا گفتگو اچھی نہیں۔ حضرات ناظرین یہ مولویصاحب کی ابلہ فریبی ہے یہ مسئلہ وہ ہے کہ جسمیں صحابہ ہی مختلف ہیں ترمذی مطبوعہ احمدی دہلی صہ۸۳ میں ہے اختلف اہل العلم فی ذلک فرای بعض اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین فی الحلی زکوۃ ما کان من ذہب وفضة وبہ یقول سفیان الثوری وعبد اللہ بن المبارک۔ وقال بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہم ابن عمر وعائشة وجابر بن عبد اللہ وانس بن مالک لیس فی الحلی زکوۃ ہکذا روی عن بعض الفقہاء وبہ یقول مالک ابن انس والشافعی واحمد واسحاق انتہی اہل علم نے اختلاف کیا ہے اسمیں پس بعض اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین سونے چاندی کے زیوروں میں زکوۃ کہتے ہیں اور اسی کے قائل ہیں سفیان ثوری اور عبد اللہ ابن المبارک بعض اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں زیور میں زکوۃ نہیں اُنمیں سے ابن عمر وعائشہ صدیقہ وجابر بن عبد اللہ

وانس بن مالک ہیں اسی طرح بعض فقہاء سے مروی ہے امام مالک بن انس اور شافعی اور امام
احمد واسحاق بھی یہی کہتے ہیں زیلعی تخریج ہدایہ ص۳۰۴ ج ا میں لکھتے ہیں قال صاحب التنقیح
قال الاثرم سمعت ابا عبد اللہ احمد بن حنبل یقول خمسۃ من الصحابۃ کانوا لا یرون فی
الحلی زکوۃ انس بن مالک وجابر وابن عمر وعائشۃ واسماء امام احمد نے کہا پانچ صحابہ زیور کی
زکوۃ کے قائل نہیں انس بن مالک اور جابر اور ابن عمر اور عائشہ اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ
عنہم ورضوا عنہ شیخ عبد الحق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں واحادیث در ہر دو جانب واقع
است وصحابہ وتابعین ومن بعدہم اختلاف داشتند حدیثیں دونوں جانب واقع ہیں اور صحابہ
اور تابعین اور ان کے بعد والے اسمیں مختلف ہیں شیخ صاحب نے عدم وجوب کو امام مالک
واحمد وشافعی سے نقل کیا ہے صاحب ہدایہ نے امام شافعی سے نقل کیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص۱۲۳ ج ۲ میں فرماتے ہیں وھل فی الحلی زکوۃ الاحادیث
فیہ متعارضۃ واطلاق الکنز علیہ بعید ومعنی الکنز حاصل والخروج من الاختلاف احوط
آیا زیور میں زکوۃ ہے حدیثیں اسمیں متعارض ہیں کنز کا اطلاق اسپر بعید ہے پر معنی کنز کے حاصل
ہیں اختلاف سے نکلنا ہی احوط ہے امام منذری نے ترغیب میں امام شعبی وقاسم بن محمد وابو
عبیدہ سے عدم وجوب کو نقل کیا ہے حضرات ناظرین غور کریں اور داد انصاف دیں آیا یہ
مسئلہ نواب ہی کا تراشا ہوا ہے یا کہ قدیمی ہی ہے امام اور پانچ صحابہ امام شعبی قاسم بن محمد
ابو عبیدہ عدم وجوب کے قائل ہیں ابو عمر ابن عبد البر تو فرماتے ہیں فیما حکاہ عنہ الزرقانی
ذھب الائمۃ الثلاثۃ واکثر المدنیین الی انہ لا زکوۃ فی الحلی یعنی تین امام اور اکثر مدینہ والے
اسی طرف گئے ہیں کہ زیور میں زکوۃ نہیں مولوی صاحب تو بس نواب ہی سے ادھار کھائے بیٹھے
ہیں مثل مشہور ہے غریب کی جورو سب کی بھابی بھلا کوئی ان سے پوچھے تو سہی کہ آپ نے اس
مسئلہ کی وجہ سے جب نواب کو انگشت نما بنا دیا کہ روافض کی طرح پانچوں صحابہ و تینوں امام
وغیرہ اکابر دین پر توکسقدر تبرا بھیجتے ہونگے انکے تبرا کے اظہار کو تقیہ حائل ہو گیا ہوگا جو خاص ان
لوگوں کو قطب نما بنا لیا حضرات عامہ اہل حدیثوں کا تو مسلک یہی ہے کہ زیوروں میں زکوۃ
ہے ملاحظہ ہو ابوداود اور نسائی صحیح بخاری ترغیب سبل السلام وغیرہ جن لوگوں نے عدم وجوب
کو اختیار کیا ہے وہ بوجہ عدم تنبہ ہم ولیس ذالک التسلی بخشش وجوب زکوۃ زیور کی وجہ سے سو جو لوگ
معذور ہیں مولوی صاحب چاہیں ایک نہیں ہزار دفعہ انھیں مطعون سمجھیں زبان سے کہیں

مگران کے مرشد امام اعظم ابو حنیفہ رح تو مرگ دم تک انکو مطعون نہیں سمجھتے تھے خدا ہی توفیق دے
تہمت الفت اغیار ہے بیجا ہمسر + کیجئے یا ورنہ رقیبونکی بنائی ہوئی بات **قولہ** ہما غیر مقلدین کے
نزدیک شراب نجس نہیں پاک ہے الخ **اقول** حضرات ناظرین اول عبارت دلیل الطالب کو
ملاحظہ فرمالیں اور پھر غور کرکے داد انصاف دیں لکھا ہے کہ" لیکن مذہب راجح در خمر طہارت
اوست نہ نجاست بنا بر عدم ملازمت میان حرمت و نجاست یعنی راجح مذہب شراب کے
بارے میں اُس کے پاک ہونے کا ہے نہ نجاست کا باین بنا کہ حرمت اور نجاست میں ملازمت
نہیں یعنے ہر حرام کے لیئے ناپاک ہونا ضروری نہیں جیسے مٹی وغیرہ و چنانچہ اس کا مفصل بیان
اوپر کے نمبروں میں گذر چکا یہ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہے کہ الاصل فی الاعیان الطہارۃ اصل ہر چیز
میں پاکی ہے مگر جسکی شارع نے تصریح کردی ہے ہدایہ میں ہے والحرمۃ لیست من ضرورتہا
النجاسۃ کالطین یعنی حرمت کے لیئے ناپاک ہونا ضروری نہیں جیسے مٹی امام شعرانی نے اون
لوگون کے قول کی یوں توجیہ کی ہے جو کہ اُسے ناپاک نہیں کہتے مثل امام داود ظاہری کے. انما
مایلزم من تحریمہا نجاسۃ عینہا کالمیسر الانصاب والازلام اوس کے حرام ہونے سے
عین شراب کا ناپاک ہونا لازم نہیں ہوسکتا جیسے جوا اور انصاب اور ازلام مولوی صاحب سے
کوئی پوچھے کہ آپ کے پاس ناپاک کی کیا دلیل ہے اگر وہی دلیل ہے جو کہ لفظ رجس کے خمر میسر وغیرہ
کے بعد قرآن شریف میں وارد ہے تو آپ میسر وغیرہ جس کو آیت کلام ربانی حاوی ہے سب کو
ہی ناپاک کہیئے مولوی صاحب تو خمر کے علاوہ کو مرگ دم تک بھی ناپاک نہیں کہیں گے اور نہ بالاتفاق
وہ ناپاک شمار کسی نے اُنھیں شمار کیا پھر سب میں سے خمر کو خاص کرنے کی کیا وجہ اگر کہیں کہ ائمہ اربعہ
کا اتفاق ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ مجوج ہے داود ظاہری کے قول سے یہ بھی ایک امام تھے ائمہ
اہل اسلام سے علامہ مجتہد امیر یمنی وغیرہ نے بھی اسیکو راجح قرار دیا اوسی قاعدہ کلیہ شرعیہ کے
لحاظ سے حضرات جن لوگوں نے اسکو پاک کہا ہے وہ بھی مجتہد ہی تھے مولوی صاحب کی طرح
مقلد نابینا کی طرح نہ تھے اونکے نزدیک اس کے ناپاک ہونیکی کوئی دلیل تسلی بخش ثابت نہوئی
وہ اپنے اجتہاد کے پابند ہے مجتہد کے حق میں لازم یہی ہے کہ وہ اپنے اجتہاد کے موافق کرے نہ
غیر کے اجتہاد کے تابع رہیں مولوی صاحب بھی میرے خیال سے اس بات کے منکر ہونگے اور نہ
ہی اونکو ہونا چاہیئے ایک بات اور باقی رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب نے اس مسئلہ
کو اہلحدیثوں کا اتفاقی مسئلہ تحریر کیا ہے سو نواب صاحب نے امیر اہلحدیثوں کا اتفاق نقل کیا ہے

اور نہ کسی اور نے اب مولویصاحب اگر اپنی دھن کے پورے ہیں یہ کتابیں صحاح کی موجود ہیں انمیں سے انکا مذہب ثابت کرکے دکہلادیں تو صد آفریں آپکو ہے یہ یادر کہیئے کہ اہل حدیث آپکی طرح اندھی تقلید کے پابند نہیں وہ تو ہردم ہر آن میں دلائل حقہ کی جستجو میں رہتے ہیں اگر کسی کا اجتہاد اِس حد تک پہونچا تو وہ بس وہ اُسی تک محدود کسی اور کو مستلزم نہیں الا اُس کے توابعین پر اگر اُنھیں بھی کوئی دوسرا دلیل قابل اعتماد دکہلاوے تو وہ بھی اپنے متبوع کو بالائے طاق رکھ سکتے ہیں اپنے دین کو سمجہا کیا ہے اتعلمنا السنة وانت لست من اھلھا بل انت وامثالک مسجونون فی سجن مزابجان التقلید وماسجن بالقیل والقال ب ف ت] ویل الرجال **قولہ** غیر مقلدین کے نزدیک سونے اور چاندی کے برتن میں سود نہیں ہوتا جس طرح چاہے بیچے خریدے کمی بیشی زیادتی ہر طرح جائز ہے الخ **اقول** ناظرین یہ مسئلہ اجتہادیہ ہے نواب صدیق الحسن ہی اسمیں متفرد نہیں ہیں بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور علامہ ابن القیم جوزی رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے اِس مسئلہ پر بوجہ تفرد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کے بعض الناس نے اعتراض کیا تہا علامہ خیر الدین نعمان الشہیر بابن الآلوسی حنفی بغدادی نے جلاء العینین فی محاکمة الاحمدیین میں بسط سے جواب تحریر فرمایا ہے حضرات ابن تیمیہ ابن القیم آٹھویں صدی کے علماء عالیین سے گذرے ہیں آج تک انہیں کسی اہل علم نے اِس مسئلہ کی وجہ سے انگشت نما و بدظنی نہیں کی اور نہ اِس مسئلہ کو اُنکی تشنیع کا نسب نما قرار دیا بلکہ علامہ عینی حنفی بلکہ اکابر علماء مذاہب اربعہ نے انکی تعریفیں شدومد سے کیں اور ان پر سے کفر کے وسمہ کو اِس طرح ہٹا دیا جس طرح گدھے کے سر سے سینگ کا وجود چلا گیا۔ حضرات انصاف سے کہیں اگر وہ دونوں اِس مسئلہ کی وجہ سے لائق طعن تہے تو بالخصوص علماء احناف نے کیوں انکی تعریفیں کیں لوگوں کو کیوں اشتعال ندیا انکے بغض وغیرہ پر البتہ یوں کہیں تو میں تسلیم کرسکتا ہوں کہ اُن میں تو کوئی جعلی سید بنکے راندیر جیسی جگہو نکی گول ہیوں کے الوسیدھا کرنیوالے خوشامدی ٹٹو نہ تھے جو وہ عوام کو بیجا اشتعال دیتے اور بدظن اُن سے کرتے ناظرین یہ اعلام الموقعین عرب وعجم میں طبع ہو کر قیمتا وحسبتہ لوجہ اللہ مخلوق کو پہونچ چکی ہے یہ کتاب آٹھویں صدی کی ہے مذاہب اربعہ کے علماء نے اِس سے فیض اٹھایا ہے مجھے مولوی صاحب صرف اتنا ہی بتلادیں کہ فلاں عالم حنفی المذہب آٹھویں نویں دسویں گیارھویں صدی والے نے اِس مسئلہ پر منہ کہولا ہے۔ صرف ابن حجر مکی نے منہ کہولا تہا جسپر یہ علامہ ابن الآلوسی حنفی المذہب کسقدر

اِس مسئلہ میں ابن تیمیہ کے تفرد پر اولہ قائم کرکے بدظنی کو رفع کیا ہے اسوقت تک تو کسی ایک حنفی نے اِسکی تردید نہیں کی. علاوہ ازیں ناظرین ہم آپ صاحبوں کے پیش نظر ان لوگوں کے اصل ماخذ کو بیان کرتے ہیں غور سے ملاحظہ فرماویں حرمت سود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوص چھ اعیان میں وارد ہے چنانچہ بالاتفاق موافق ومخالف یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور وہ سونا چاندی گیہوں جو کھجور نمک ان کے علاوہ میں اختلاف کیا ہے ہر ایک نے علتیں مختلف منفرر کی ہیں اور اُن علتوں کے ساتھہ سود کا وجود ثابت کیا ہے امام شافعی نے کچھہ علت قرار دی امام ابوحنیفہ نے کچھہ انھی علتونکی وجہ سے بعض کسی میں سود کے قائل ہیں تو بعض اُس میں اُس کے منکر امام شافعی کے نزدیک لوہا قلعی اور جو اونکے مشابھ ہو سود کا وجود نہیں ابوحنیفہ کے نزدیک تانبہ اور قلعی اور جو اُنکے مشابھ ہو اُس میں سود پایا جاویگا وجہ اختلاف کی وہی قیاسی علتیں اگر اِس بات کا اندازہ کرنا ہو تو کتب فقہ مذاہب اربعہ کو زیر نظر کریں تا معلوم ہو جاویگا کہ علاوہ اشیاء منصوصہ شارع علیہ السلوۃ والسلام میں کسقدر اختلاف ہے ایک کسی میں سود ثابت کر رہا ہے تو دوسرا اُسمیں سود کا انکار کر رہا ہے دور کہاں جاتے ہو سونے اور چاندی جو منصوص شارع سے ہیں اُنہیں ہی علتوں کا اختلاف دیکھ لیں امام شافعی علت ربا اونکی کچھہ اور ہی فرمارہے ہیں امام ابوحنیفہ کچھہ اور ہی علت بیان فرمارہے ہیں بقیہ چار چیزوں کی بھی یہی کیفیت ہے یہ تو قیاس والوں کے حشر ہیں ظاہر یہ جو قیاس کے قائل نہیں اُن کے نزدیک سود صرف اونھی چیزوں میں ہے کہ جن کا ذکر شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے کیا ہے پس بس حضرت قتادہ رض بھی اسی کے قائل تھے اِس مسئلہ کی مزید تحقیق ۳ء کے جواب میں بسط سے ہو چکی ہے فلیراجع ہمناک مولوی صاحب بھی میرے خیال سے اِس بات کے منکر ہونگے کہ زیور اور سونے میں جو وجود سود ہے بواسطہ علت ہی کے ہے نہ کہ نص شارع سے اگر زیور میں منصوص ہوتا تو یہ چین ئیں کیوں ہوتی تعجب ہے کہ لکڑی کی تلوار والے ہند کو شرمانے کے لئے مستعد ہو گئے حضرات علل قائسین کا تسلیم نہ کرنا کفر نہیں ہو سکتا اگر ہے تو مذاہب اربعہ والے متفق ہو کر سود کا اجرار کریں یہ کیا کہ کوئی کسی چیز میں سود کہے تو دوسرا اُس میں انکار کرے دیگرے را نصیحت خود را فضیحت اجی حضرات خود احناف ہی سود والی اکثر چیزوں میں اختلاف کر رہے ہیں کیا اسی کا نام انصاف ہے دوسری دلیل انکی حدیث لاربا الافی النسیئۃ ہو یعنی نہیں ہے سود مگر ادھار میں امام شعرانی میزان الکبری صفحہ ج ۲ میں فرماتے ہیں وقال جماعۃ من

الصحابة أن الربا خاص بالنسيئة فلا يحرم التفاضل ایک جماعت صحابہ نے کہا سود خاص
ہے اودھار کے ساتھ لہذا تفاضل حرام نہیں یعنے ہاتھہ در ہاتھہ ایک دوسرے سے زائد درست
ہے ایک جماعت صحابہ کے نزدیک باین لحاظ بھی اگر غور سے دیکھا جاوے تو انپر کوئی عیب عائد
نہیں ہو سکتا یہ تو نمونہ مشت از خروارے انکے ادلہ سے پیش نظر ہے تفصیل اسکی اعلام
الموقعین میں ہے اور ملخص اس کا دلیل الطالب میں بھی ذکر کیا ہے آمدم بر سر مطلب کہ مولوی
صاحب کا اس مسئلہ کو اہل حدیثوں کا کہنا بلا تحقیق کوتاہ فہمی و لاعلمی پر دال ہے اگر کسی فرد اہل
حدیث نے بوجہ اپنے اجتہاد کسی مسئلہ کو اپنی تالیف میں لکھا بھی ہو تو اس سے تمام اہل حدیثوں کا
اُسپر استلزام ضروری نہیں اور نہ وہ اجماعی اُنکا مسئلہ یا مسلمہ مسئلہ اُنکا کہا جاوے حتی کہ احادیث
نبویہ سے نہ ثابت ہو کتب صحاح بالخصوص معیار اسلام سے حضرات غور سے ملاخطہ فرماوین۔
نسائی باب بیع الذہب بالذہب میں ہے عن عطاء بن یسار ان معاویة باع سقایة من ذهب
او ورق باكثر من وزنها فقال ابو الدرداء سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن
مثل هذا الا مثلا بمثل عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ معاویہ نے فروخت کیا پانی کے برتن
سونے یا چاندی کے کو زیادہ وزن اُس کے سے پس کہا ابو الدرداء نے سنا ہے مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرماتے تھے مثل اس کے سے مگر برابر برابر قلت واخرج هذه القصة
ايضا الامام الاعظم والحبر الافخم عالم المدينة المنورة مالك بن انس الاصبحي في الموطا وزاد
فقال معاوية ما ارى بمثل هذا باسا فقال ابو الدرداء من يعذرني من معاوية انا اخبره عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم ويخبرني عن رايه لا اساكنك بارض انت بها ثم قدم ابو الدرداء
على عمر بن الخطاب فذكر ذلك له فكتب عمر بن الخطاب الى معاوية ان لا تبيع ذلك الا مثلا
بمثل وزنا بوزن امیر معاویہ نے ابو الدرداء سے کہا کہ میں اسمیں حرج نہیں جانتا ابو الدرداء نے کہا
میں تو خبر دیتا ہوں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور وہ مجھے اپنی رائے سے خبر دیتا
ہے مجھے اس کی طرف سے کوئی ملامت دور کرنے والا ہے جس زمین میں تو اے معاویہ رہے گا میں
وہاں نہ ہونگا۔ پھر وہاں سے کوچ کر گئے ابو الدرداء عمر بن خطاب کے پاس مدینہ میں تشریف لائے
اور ماجرا بیان کیا پس لکھ بھیجا عمر بن خطاب نے معاویہ کی طرف یہ کہ نہ بیچے اسکو مگر برابر برابر وزن
وزن سے اسی موطا میں ہے طریق مجاہد سے انه قال كنت مع عبد الله بن عمر فجاءه صائغ
فقال يا ابا عبد الرحمن اني اصوغ الذهب ثم ابيع الشئ باكثر من وزنه من ذلك فنهاه عبد الله

فنہاہ عبد اللہ عن ذلک فجعل الصائغ یردد علیہ المسئلۃ وعبد اللہ ینہاہ عن ذلک حتی انتہی الی باب المسجد اوالی دابۃ یرید ان یرکبہا ثم قال عبد اللہ بن عمر الدینار بالدینار والدراہم بالدرہم لا فضل بینہما ہذا عہد نبینا الینا وعہدنا الیکم اس نے کہا میں تہا ابن عمر کے ساتھہ پس آیا اُن کے پاس ایک سنار۔ اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن میں سونے کی چیزیں بناتا ہوں پھر او نہیں انکے وزن سے بڑھکر فروخت کرتا ہوں بقدر اپنی مزدوری کے سو منع کیا اسے ابن عمر نے اس سے سنار اس بات کو بار بار دوہراتا تہا اور ابن عمر منع کرتے رہے یہان تک کہ مسجد کے دروازہ تک یا کہ سواری کے جانور تک پہونچے سواری کے لئے پھر ابن عمر نے کہا دینار بدلہ دینار کے درہم بدلہ درہم کے جائز نہیں انمین زیادتی یہ عہد ہے ہم سے ہمارے نبی کا اور ہمارا تم سے قلت اخرج ہذہ القصۃ ایضاً عبد الرزاق وابن عبد البر فی تمہیدہ وسماہ ابن عبد البر ورد ان کنز العمال کتاب البیوع باب الربا قسم افعال صـ۲۳۱ ج ۲ حدیث نمبر ۴۹۵۷ میں ہے عن ابی رافع قال قلت لعمر بن الخطاب یا امیر المومنین انی اصوغ الذہب فابیعہ بالثمن بوزنہ واٰخذ لعملی اجرا قال لا تبع الذہب بالذہب الاوزنا بوزن والفضۃ بالفضۃ الاوزنا بوزن لا تاخذ فضلا اخرجہ عبد الرزاق والبیہقی ابو رافع نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین میں سونے کی چیزیں بناکر اُنھیں برابر قیمت سے تولکر بیچتا ہوں اور اپنی مزدوری جدا لیتا ہوں فرمایا نہ بیچ سونے کو سونے کے ساتھہ مگر برابر وزن سے تولکر اور چاندی بہی اسی طرح نہ لے تو زائد نیز اسی کتاب کے صفحہ ایضاً جلد ایضاً حدیث نمبر ۴۹۵۳ میں ہے عن محمد بن السائب عن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احتجنا فاخذت خلخال امراتی فے السنۃ التی استخلف فیہا ابوبکر فلقینی ابوبکر فقال ماہذا فقلت احتاج الحی الی نفقۃ فقال ان معی ورقا اریدبہا الفضۃ فدعا بالمیزان فوضع الخلخالین فی کفۃ ووضع الورق فی کفۃ فشف الخلخالان نحوا من دانق فقرضہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ ہو لک حلال فقال یا ابا رافع انک احللتہ فان اللہ لا یحلہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الذہب بالذہب وزنا بوزن والفضۃ بالفضۃ وزنا بوزن الزائد والمستزید فے النار اخرجہ عبد الرزاق وابن راہویہ وابن ابی شیبۃ والحارث وابو یعلی وصاحب ایضاح الاشکال قال الحافظ ابن حجر فیہ الکلبی متروک بمرۃ قال وکان ابن راہویہ اخرج حدیثہ لان لہ اصلا عن ثابت بن الحجاج ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمین حاجت پڑی خرچی کی تو میں نے اپنی عورت کے پاے برنجن لیے۔ اور

نکلا اُس سال میں کہ جسمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تھے پس ملے مجھے ابو بکر اور کہا کیا ہے یہ میں نے کہا گھر والے خرچی سے تنگ ہو گئے ہیں۔ لہذا میں اپنی عورت کے خلخال فروخت کرنے کی غرض سے نکلا ہوں ابو بکر رضہ نے فرمایا میرے پاس نقدہے مجھے چاندی کی ضرورت ہے ترازو منگوایا ایک پلہ میں پائے برنجن رکھے ایک میں نقدی رکھی پائے برنجن بقدر ایک دانگ بڑھ گئے سو ابو بکر رضہ نے زیادہ کو کتر ڈالا میں نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپکو میری طرف سے حلال ہے ابو بکر رضہ نے فرمایا اے ابو رافع تو نے معاف کر دیا مگر اللہ نے تو نہیں میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سونا سونے کے عوض برابر برابر وزن سے اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر وزن سے زیادہ دینے والا زیادہ لینے والا آگ میں حضرات ناظرین یہ ہے اصل مسئلہ اہل حدیثوں کا اگر اسے آپ اہل حدیثوں کا اتفاقی ہی کہیں تو بجا ہے اور جسکو آپ نے انگشت نما بنایا ہے وہ بعض افراد اہل حدیث کے اجتہاد کا ثمرہ ہے المجتہد قد یخطی و یصیب مشہور آپ کا مسلمہ مسئلہ ہے مجتہد پر عیب عائد نہیں ہو سکتا خاصکر مقلد کا مجتہد پر عیب گیری کرنا ہی جائز نہیں چنانچہ علامہ تافلاتی مفتی حنفی قدس شریف نے بیان کیا ہے یہی معنی ہے اُس مقولہ کا کہ جس کو آج تک مولوی صاحب نہیں سمجھے تھے ع خطائے بزرگاں گرفتن خطا ست حضرات مجتہد اپنے اجتہاد پر قائم ہوتا ہے اور دلیل کی ہمیشہ جستجو میں رہنا اوس کا فرض منصب سے ہے عدم وجود دلیل لائق احتجاج معذور و عنداللہ ماجور ہوتا ہے مگر آپ جیسے مقلد تو کبھی معذور و عنداللہ ماجور نہیں ہو سکتے برا نہ مانیں آپکی تسلی کے لئے میزان شعرانی کی ایک عبارت بھی لکھدیتا ہوں صـــ میں ہے فالامام معذور و اتباعہ غیر معذورین لیجئے امام شعرانی نے بھی صاف کہدیا کہ مقلد معذور نہیں ؎ کی بناوٹ بہت سی باتوں میں ÷ پر کہیں چھپتی ہے بنائی بات **قولہ** عـــ۱۳ غیر مقلدین کے نزدیک منی پاک ہے الخ **اقول** حضرات ناظرین ہدور الاہلہ والے نے اتنا ہی لکھا ہے کہ در نجاست منی آدمی دلیلے نیامدہ یعنے آدمی کی منی کے ناپاک ہونے میں کوئی دلیل نہیں آئی۔ اب انصاف سے کہیں کہ انہوں نے کونسی بیجا بات کہی تھی کہ جسپر مولوی صاحب اسقدر غرارہے ہیں علاوہ اس کے امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں وذھب کثیرون الی ان المنی طاھر وی ذالک عن علی بن ابی طالب وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وعائشۃ وداود واحمد بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ منی پاک ہے مروی ہوا یہ علی بن ابی طالب وسعد بن ابی وقاص وابن عمر و عائشہ و داؤد ظاہری سے امام بغوی شرح

سنن میں فرماتے ہیں اختلف اہل العلم فی طہارۃ منی الآدمی فذہب قوم الی طہارۃ یروی
ذلک عن ابن عباس وسعد قال ابن عباس رضی اللہ عنہ المنی بمنزلۃ المخاط فامط عنک
ولو باذخرۃ وبہ قال عطاء وہو قول سفیان والشافعی واحمد واسحق الخ اختلاف کیا ہے
اہل علم نے آدمی کی منی کے پاک ہونے میں ایک قوم پاک ہونے کی طرف گئی ہے مروی ہی
یہ ابن عباس اور سعد رضی اللہ عنہما سے ابن عباس نے کہا منی قائم مقام رینٹ کے ہے
دور کر اپنے سے اگرچہ اذخرہ گھانس ہی سے ہو اسی کے عطا بھی قائل ہیں اور یہی قول ہے
سفیان اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا میزان الکبری شعرانی صـ۱۲۸ میں ہے مع قول الشافعی
واحمد انہ طاہر امام شافعی و امام احمد کے نزدیک منی پاک ہے ہدایہ میں ہے وعند الشافعی
المنی طاہر شافعی کے نزدیک منی پاک ہے پیارے ناظرین غور کریں کہ اگر نواب نے منی کو پاک
لکھدیا تو اُسنے کیا برائی کی حضرت ابن عباس حضرت علی وعطا و امام شافعی و امام احمد وغیرہ بھی
تو یہی کہتے ہیں ؎ گر یہی بے خبری حضرت والا ہوگی ؛ تار پود پدری تہ و بالا ہوگی۔

قولہ ۱۲ غیر مقلدین کے نزدیک مردوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے الخ **اقول** ناظرین
مولوی صاحب قسم کہا کر فرما دیں کہ دلیل الطالب میں حلیہ یعنی زیور کا لفظ ہے پھر سے پیارے
ناظرین نہ تو سوال میں لفظ حلیہ کا ہے اور نہ ہی جواب میں اصل سوال یہ ہے سوال شبان و
صبیان را تحلی بفضہ جائز ست یا نہ جس کے جواب میں بعد اللتیا والتی فرماتے ہیں پس حق درین
مسئلہ قول اہل علم سنت مطہرہ است وآن جواز تحلی جوانان و کودکان ست بسیم نہ بزر الخ خلاصہ
سوال یہ ہے کہ جوانوں و بچوں کو چاندی کے ساتھ زینت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں جس کے
جواب میں فرمایا کہ انھیں صرف چاندی سے زینت حاصل کرنا درست سونے کے ساتھ نہیں۔
حضرات ہمارے کرمفرمائے مولوی صاحب لفظ تحلی ہی کے معنی نہیں سمجھے کتب لغات تو دور رہیں
اپنی ہی متداول روزمرہ کی کتابیں ہی کھولکر ملاحظہ فرما لیتے تو یہ نوبت نہ آتی لو عینی شرح کنز کتاب
الکراہیۃ فصل لبس کو کھولکر ملاحظہ کیجئے التحلی بالحار المہملۃ التزین اسی طرح شامی میں بھی کھولکر دیکھیے
تحلی کے معنی زینت حاصل کرنے کے ہیں۔ مولوی صاحب کو عصبیت و حمیت مذہبی نے اندھا کر دیا
ہے شامی صـ۱۵۱ ج ۵ میں ہے اذ لیس کل حلی حراما علی الرجال یعنی سب زیور مردوں پر حرام
نہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض زیور مردوں کو حلال ہیں لیجئے مولوی صاحب کا نواب
کو زیور پر طعن کرنا کیسا رہا مولوی صاحب نے خیال کیا کہ اگر چاندی کے استعمال کو انکی طرف نسبت

کریں گے تو کوئی اسکی طرف توجہ نہ کریگا زیور کا نام لوتا کہ جھٹ لوگ چونک اُٹھیں کہ ہائیں زیور مردونکو حلال زیور تو عورتیں پہنتی ہیں فوراً لوگ ان سے بدظن ہوجاویں گے چاندی کے ذکر میں تو ہاجی نے دیکھا کہ ہماری گھمیر کا الوسیدہا ہونے والا نہیں زیور کا لفظ ورغلانے کو کافی ہوگا مگر اسمیں بھی چالی گلیئے کٹھن ہیں ایک نہ شد دو شد ہیجئے حضرت شامی صاحب بھی مردونکو زیور سب نہیں تو بعض کو حلال کر رہے ہیں یا یوں کہئے کہ بعض زیور حلال ہیں ہر حال زیور حلال آپکے یہاں بھی ہوا اب دیکھا چاہیے وہ کونسے زیور کی مولوی صاحب اور اون کے معاوین تخصیص کرتے ہیں جو وجہ تخصیص کے جواز کی اُنکے لئے ہوگی ہمارے لئے بھی وہی وجہ جواز تخصیص کی ہوگی۔ حضرات انصاف پسند انصاف کریں اور حق کی داد دیں دلیل الطالب کے آخری جواب کی عبارت پیش نظر کرتا ہوں ملاحظہ ہو واما استدلالی بان فی ذلک تشبیہا بالنساء فہو مصادرۃ علی المطلوب لان القائل بالجواز یقول ان التحلی بالفضۃ لا یختص بالنساء بل الرجال والنساء فیہ سواء وان کا استعمال کل واحد من النوعین لنوع خاص من حلیۃ الفضۃ فلا یشتبہ احدہما بالآخر فی ذلک النوع الخاص بہ لا مطلق التحلی فلا مانع من ان یحلی الرجل سلاحہ او منطقہ بالفضۃ انتہی اس عبارت سے وہ زینت جو کہ مخصوص ہے عورتوں کے ساتھ اوس سے زینت حاصل کرنا مردوں کو ناجائز بتلایا ہے البتہ ہر ہر نوع خاص خاص اپنے لایق چاندی سے زینت حاصل کر سکتی ہے کون شئے مانع ہے کہ آدمی ہتھیار وغیرہ کو چاندی سے مزین کرے حضرات ایسا کون عقل کا دشمن ہوگا جو کان کی بالی وغیرہ زینت مخصوصہ زنان کو مردوں کے حق میں روا کہے گا کیا حنفیہ کے نزدیک انگشتری بھی جائز نہیں مردوں کا زیور اسی قسم کا ہوتا ہے یعنی جو زینت مردوں کے لایق ہے اوس کا استعمال کرنا انہوں نے روا کہا ہے تلوار کی زینت کے لئے کوئی مقدار نہیں ملاحظہ ہو شامی صفحہ ۲۵۲ ج ۵ ولم ار من قدر حلیۃ السیف بشئ حضرات متون فقہیہ میں انگشتری تک کی مقدار وارد نہیں کہ کس مقدار کی بنائی جاوے البتہ ارباب شروح وفتاویٰ نے تحدید بیان کی ہے متون کے لحاظ سے جتنے وزن کی چاہیں بنا سکتے ہیں۔ حضرات نہ معلوم مولوی صاحب اہل حدیثوں سے کیوں ادھار کھائے بیٹھے ہیں فیا للہ العجب یا ضیعۃ العلم والادب **قولہ ۱۵** غیر مقلدین کے نزدیک جو جانور بندوق کے شکار سے مارا جاوے اُس کا کھانا جائز وحلال ہے الخ **اقول** پیارے ناظرین بندوق کے شکار کو جو صاحب بدور الاہلہ وغیرہ نے حلال قرار دیا ہے وہ اس بنا پر کہ سیسہ کی گولی آگ کی وجہ سے لمبی ہو کر حدت تیزی سے نفوذ

کرتی ہے اور جو چیز تیزی سے شکار کرے اُس کا شکار کیا ہوا جانور حلال قرار دیا جاتا ہے بالاتفاق
اُن لوگوں کے نزدیک گولی حدت سے نفوذ کرتی ہے اسی وجہ سے یہ حلال کہتے ہیں علامہ حدادی
حنفی الجوہرۃ النیرہ شرح القدوری میں صفحہ ۲۴۰ ج ۲ میں فرماتے ہیں ثم البندقۃ اذا کان لہا حدۃ تجرح
بہ اکل یعنی اگر گولی تیزی سے زخم کرے تو حلال ہے اُس کے شکار کا کھانا فاکہۃ البستان مؤلفہ علامہ
سعدی کتاب الصید ملاحظہ فرماویں ذکر فی الینابیع انہ ان رمی بمعراض فجرحہ اکل کیف ما اصاب
وکذلک البندقۃ والحجر والعود کذا فی التاتارخانیۃ ھکذا فی شرح البرجندی علی النقایۃ
نقلا عن المضمرات ونقل فی حاشیۃ شیخ الاسلام علی شرح النقایۃ عن الذخیرۃ ان الرمی
بالبندقۃ والمعراض ذکوۃ الا انہ لو لم یجرح لا یحل تناولہ فتاوی ینابیع وتاتارخانیہ ومضمرات و
شیخ الاسلام وذخیرہ و برجندی والے گولی کے شکار کو حلال فرما رہے ہیں جبکہ جرح کرے اور بندقہ
اور بے دھار کی چیز سے بھی ذبح ہوتا ہے مگر جرح کرنا ضروری ہے وفی المبسوط روی عن ابراہیم
اذا خزق المعراض فکل واذا لم یخزق فلا تاکل کذا فی النہایۃ للامام السغناقی قاضی خان کے
صفحہ ۳۴۹ ج ۴ میں ہے فان کان معراضا ان خزق یوکل وان لم یخزق لا یوکل صاحب فتاوے
مبسوط اور نہایہ و قاضی خان اور ابراہیم نخعی بھی یہی فرما رہے ہیں کہ معراض اگر نفوذ کرکے زخم کرے
تو اُس کا شکار حلال ہے شامی صفحہ ۵۳۲ ج ۵ میں ہے وعلی کل فالقتل بالبندقۃ الرصاص عمد
لانہا من جنس الحدید وتجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ علی روایۃ الطحاوی
کما افادہ الطحاوی عن الشلبی نیز منقول ہے اسی میں روی الطحاوی عن الامام اعتبار
الجرح فی الحدید ونحوہ قال الصدر الشہید ھو الاصح ورجحہ فی الہدایۃ وغیرہا علامہ
عبد القادر رافعی نے حواشی رد المحتار میں جنایات کے بیان میں لکھا ہے ومقتضاہ حل الصید بہا
یعنی سیسہ کی گولی کی مار بھی عمد میں داخل ہے اس لئے کہ یہ بھی لوہے کے جنس سے ہوتی ہے
اور زخم کرتی ہے لہذا قصاص لیا جاویگا اس سے لیکن جب زخم نکرے تو قصاص بھی نہیں
بحسب روایت طحاوی کے کہ اُس نے امام صاحب سے روایت کیا ہے کہ اعتبار جرح کا لوہے
اور مانند اس کے میں برابر ہے علامہ عبد القادر رافعی نے ان عبارت سے سیسہ کی گولی کے شکار
کی حلت کو بیان فرمایا ہے علامہ سغناقی نہایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں وما لم یکن من جنس الحدید
فی البضع وتفریق الاجزاء فہو عمد ویجب القصاص فیہ وذلک نحو الاحراق بالنار الا تری
انہا یعمل عمل الحدید فی الذکوۃ حتی انہا وضعت فی المذبح فقطعت ما یجب قطعہ فی الذکوۃ

وسائل بہا الدم حل اس سے معلوم ہوا کہ آگ بھی ذبح کا کام کرتی ہے فتاوی قاضی خان صفحہ ۳۳۶
ج ۴ میں ہے ومثقل الحدید وغیر الحدید فی ذلک سواء ان خزق حل والا فلا مثقل لوہے
اور غیر لوہے کا برابر ہے یہ بھی اگر نفوذ کر جاوے تو حلال ہے اس کا مارا ہوا بھی والا نہیں نیز اسی
میں عدم حلت شکار معراض و گولی کے لکھا ہے الا ان یکون شئ قد حددہ وطولہ کالسہام وامکن
ان یرمی بہ فان کان کذلک وخزقہ بحدہ حل اکل البتہ شکار گولی و معراض وغیرہ کا اُسوقت
حلال ہوگا کہ جب انھیں کوئی چیز مثل تیر کے تیز کردے پھر وہ نفوذ کر کے جرح کرے اپنی تیزی سے
حضرات جن صاحب نے سیسہ کی گولی کے شکار کو حلال قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آگ اور بارود
اس کو تیز کر دیتے ہیں دہار دار کر دیتے ہیں چنانچہ علامہ امیر یمینی نے سبل السلام میں زور دینے
اسے ثابت کر دکھایا ہے تبیین الفتاوی میں شکار بندقہ اصابیہ کے متعلق لکھا ہے والاصل فی
جنس ھذہ المسائل ان الموت ان حصل بالجرح بیقین حل وان حصل بالثقل او شلک فیہ فلا
یحل حتما او احتیاطا انتہی کلیہ قاعدہ اس جیسے مسئلوں میں یہ ہے کہ اگر موت شکار کی یقیناً جرح
کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو تو وہ حلال ہے اور اگر ثقل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو یا اوس
میں شک واقع ہو تو ایسی صورت میں بصورت اول بالضرور و بصورت ثانی احتیاطا جائز نہیں
ہدایہ اخیرین صفحہ ۴۸۳ میں ہے والاصل فی ھذہ المسائل ان الموت ان کان مضافا الی الجرح
بیقین کان الصید حلالا واذا کان مضافا الی الثقل بیقین کان حراما وان وقع الشلک ولا یدری
مات بالجرح او بالثقل کان حراما احتیاطا کلیہ قاعدہ ان مسئلوں کا یہ ہے کہ اگر موت یقیناً جرح
کی طرف مضاف ہو تو وہ شکار حلال ہوگا اور جب یقیناً ثقل کی طرف مضاف ہو تو حرام ہوگا اور
اگر شک واقع ہوا اور نہ معلوم ہو کہ جرح سے مرا ہے یا ثقل سے تو وہ شکار احتیاطاً حرام ہوگا۔
حضرات دیکھا کیا عمدہ کلیہ ہے کیا مولوی صاحب حلال کہنے والوں کو اب بھی انگشت نما کر سکتے
ہیں مولوی صاحب تو نواب سے ادہار ہی کہائے بیٹھے ہیں علاوہ ازین نواب بھی اسمیں متفرد نہیں
ملاحظہ ہو مرقاۃ ملا علی قاری زیر ین حدیث علی فصل اول میں قال مکحول والاوزاعی وغیرہما من
فقہاء الشام یحل ما قتل بالمعراض والبندقۃ امام نووی شرح مسلم صفحہ ۱۴۷ ج ۲ میں فرماتے ہیں
قال مکحول والاوزاعی وغیرہما من فقہاء اھل الشام یحل مطلقا وکذا قال ھولاء وابن ابی لیلی
انہ یحل ما قتلہ بالبندقۃ وحکی ایضا عن سعید بن المسیب اوزاعی و مکحول وغیرہ فقہا اہل شام
معراض اور گولی کے شکار کو مطلقا حلال فرماتے ہیں ابن ابی لیلی فقیہ اور سعید بن المسیب بھی یہی

کہتے ہیں پیارے ناظرین انصاف تو کیجئے کہ بدو الاہلہ والے سے کیوں جلے بیٹھے ہیں ہماری مولوی صاحب کو خدا ہی سمجھ عنایت کرے علامہ شیخ محمد بیرم تونسی نے ایک رسالہ بنام تحفۃ الخواص فی حل صید بندقۃ الرصاص لکھا ہے مگر مولوی صاحب تو بس انہیں نواب صاحب سے اودھار کہائے ہوئے ہیں صحیح بخاری ہیں گولی ہطینہ کو موقوذہ فرمایا ہے اور حدیث عدی بن حاتم سے معراض کے عرض سے مرے ہوئے کو حرام اور معراض کے نفوذ سے مرے ہوئے کو حلال بیان فرمایا۔ اور یہی مسئلہ ہدایہ میں بھی بعینہ ہے ملاحظہ ہو اخیرین ص۴۸۱ وما اصابہ المعراض بعرضہ لم یوکل وان جرحہ یوکل برہان میں ہے البندقۃ مثل المعراض بندقہ گولی مطینہ مثل معراض کے ہے معلوم ہوا کہ معراض اگر خزق کرے تو وہ جانور حلال ہوتا ہے سواسی طرح گولی کا حکم ہے ؎ راہ سیدھی چل لے شوخ کہ ایک عالم تجھے سیدھا کہے۔ **قولہ ۱۶** غیر مقلدین کے نزدیک اگر کوئی نماز قصدًا چھوڑ دے اور پھر اوسکی قضا کرے تو قضا سے کچھ فائدہ نہیں اور وہ نماز اوسکی مقبول نہیں اور نہ اُس نماز کا قضا کرنا اوس کے ذمہ واجب ہے وہ بیچارہ ہمیشہ گنہگار رہے گا۔ **اقول** حضرات غور سے اس مسئلہ کو ملاحظہ فرمائیں حلبی کبیر ص۴۹۲ میں ہے فصل فی قضاء الفوائت من ترک صلٰوۃ لزمہ قضاؤھا سواء ترکھا بعذر غیر مسقط او بغیر عذر خلافا لاحمد فان عندہ اذا ترکھا عمدا بغیر عذر لا یلزمہ قضاءھا لکونہ صار مرتدا یعنی جس نے نماز ترک کی لازم ہے اُسپر اوسکی قضا خواہ اوس نے اُسے چھوڑ دیا ہو عذر غیر مسقط کے ساتھ یا بلا عذر کے برخلاف امام احمد رحمہ کے اِس لئے کہ نزدیک اوس کے جبکہ اسے چھوڑ دے جان بوجھکر بلا عذر کے تو نہیں لازم آتی اُسپر قضا اوسکی اس لیے کہ وہ اِس سے مرتد ہو جاتا ہے۔ عالمگیری ب۱۱ قضاء الفوائت ص۱۲۹ مطبوعہ کلکتہ میں ہے تبئین سے ولا علی المرتد مافاتہ زمن ردتہ الخ کذا فی التبئین مرتد پر زمانہ ردت میں جو نماز فوت ہو گئی ہے اُسکی قضا نہیں ملتقی الابحر واخر باب قضاء الفوائت میں ہے ولا یلزم قضاء مافاتہ زمان الردۃ زمانہ ردت کی فوت شدہ نماز کی قضا لازم نہیں یہ تو نصوص حنفیہ ہیں علامہ شوکانی درازی المضیہ میں اور نواب والاجاہ روضۃ الندیہ میں تحریر فرماتے ہیں وقد اختلف اہل العلم فی قضاء الفوائت المتروکۃ لا لعذر فذہب الجمہور الی وجوب القضاء وذہب داؤد الظاہری وابن حزم وبعض اصحاب الشافعی الی انہ لا قضاء علی العامد غیر المعذور بل قد باء باثم ما ترکہ من الصلٰوۃ والیہ ذہب شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیۃ بلا عذر نماز متروکہ کی قضا میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے

جمہور اسطرف گئے ہیں کہ قضا واجب ہے اور داود ظاہری اور ابن حزم اور بعض تلامذہ امام شافعی
اس طرف گئے ہیں کہ قصدًا بلا عذر ترک کرنے والے پر قضا نہیں اُسپر گناہ ترک کا قائم رہتا ہے
اسی طرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی گئے ہیں شیخ محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ میں فرماتے
ہیں وصل فی فصل العامد والمغمی علیہ اختلف العلماء فیہ فمن قائل ان العامد یجب علیہ
القضا ومن قائل لایجب علیہ القضاء وبہ اقول وما اختلف فیہ احد انہ اثم الی ان قال
وصل الاعتبار فی ذلک اما العامد فی ترک ما امرہ اللہ تعالیٰ بہ فلا قضاء علیہ فانہ ممن
اضلہ اللہ علے علم فینبغی ان یسلم اسلاما جدیدا فانہ مجاہر انتہی عارف باللہ شیخ
محی الدین ابن العربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں قصدًا نماز ترک کرنے والے اور مغمی علیہ کی
نماز متروکہ کی قضا میں علماء نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں قصدًا ترک کرنے والے پر بھی
قضا واجب ہے اور بعض کہتے ہیں قصدًا عمدًا ترک کرنے والے پر واجب نہیں میں بھی یہی کہتا
ہوں اسکی وجہ یہ فرمائی کہ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو کہ ممن اضلہ اللہ علے علم ہیں اسکو
لایق ہے کہ از سر نو اسلام لاوے اسلئے کہ وہ مجاہر ہے مالکیہ میں سے ابن حبیب بھی اسی کے
قائل ہیں۔ اسی طرح ابن حنبل بھی کہتا ہے ما لفظہا قال ابن حبیب لا یجب القضاء وابن حنبل بناء
علے ان ترک الصلوٰۃ مع الاعتراف بوجوبہا کفر والکافر لا یصلی المرتد اذا مات لا یقضیہ
واحتجا بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین المومن والکافر ترک الصلوٰۃ خواجہ حسن بصری رح
فرماتے ہیں چنانچہ کتاب الصلوٰۃ امام ابن القیم صہ ۳۰۹ جو کہ مجموعہ حدیث میں مندرج ہے ملاحظہ
فقال محمد بن نصر المروزی فی کتابہ فی الصلوٰۃ حدثنا اسحٰق حدثنا النضر عن الاشعث عن الحسن
قال اذا ترک الرجل صلاۃ واحدۃ متعمدا فانہ لا یقضیہا قال محمد وقول الحسن ھذا یحتمل
معنیین احدھما انہ کان یکفرہ بترک الصلوٰۃ متعمدا فلذلک لم یر علیہ القضاء لان الکافر
لا یوم بقضاء ما ترک من الفرائض فی کفرہ الی آخرما قال رح یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ
جو آدمی ایک نماز عمدًا چھوڑ دے تو اُسکی اُسپر قضا نہیں اب رہا مولویصاحب کا فرمانا کہ وہ
بیچارہ ہمیشہ گنہگار رہے گا مولوی صاحب سے کوئی پوچھے تو سہی کہ کیا وہ بیچارہ انہیں کے یہاں
گنہگار رہے گا یا آپ کے یہاں بھی اگر وہ واقعی آپ کے یہاں بھی گنہگار رہتا ہے تو پھر یہ ابلہ
فریبی کیسی لو سن لو مولویصاحب کے مذہب میں بھی تو وہ بیچارہ ہمیشہ کا گنہگار ہی ٹھیرتا ہے
دیکھو در مختار باب قضاء الفوائت اذ التاخیر بلا عذر کبیرۃ لا تزول بالقضاء بل بالتوبۃ

بحر الرائق ورق ۳۳۸ قلمی ملاحظہ ہو اما ثم تاخیرها عن الوقت الذی هو کبیرة فباق لا یزول بمجرد القضاء المجرد عن التوبة بل لا بد منها صاحب بحر الرائق ودر مختار بلکہ شامی تک نے کہا کہ نماز کا تاخیر ہی کرنا بلا عذر کے کبیرہ ہے سو گناہ اس تاخیر کا خالی قضا ہی سے دور نہیں ہو سکتا بلا توبہ کے والا اسپر یہ گناہ ہمیشہ باقی رہے گا. علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں واداؤها بعد جماعة من غیر عذر فانها یسقط القضاء ولا یرتب علیها الثواب علامہ طیبی حنفی بھی یہی فرماتے ہیں اگرچہ قضا سے نماز ساقط ہو جاویگی مگر اوسپر ثواب مرتب نہیں ہوتا. میرے پیارے ناظرین انصافاً حق کی داد دین صرف نواب ہی کو انگشت نما بنانا یا عامہ اہل حدیثوں کو الزام دینا لکھوی صاحب کا کہاں تک صحیح ہے اب ہم اُس اصل مقصد کو کہ جو ماخذ ہے فریقین عدم وجوب قضا کے قائلین کا بیان کرتے ہیں قدرے غور سے ملاحظہ فرماویں اصول والوں مے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ آیا قضا کے لئے جدید امر کی ضرورت ہے یا اوسی پہلے ہی حکم سے ایک فریق اس امر کا قائل ہے کہ قضا کے لئے حکم اول ہی کافی ہے انکے نزدیک فوت شدہ کی قضا واجب ہے علامہ خیر الدین نعمان بن الآلوسی البغداوی الحنفی جلار العینین صـ۲۴۳ میں فرماتے ہیں لعل ماذکرہ الاصولیون من قولهم اذا اخرج المکلف الواجب عن وقته المعین له شرعا فهل یجب القضاء بالامر السابق بمعنی انه لیستلزمه لاشتماله علیه ام لا یجب القضاء الا بامر جدید فیه مذهبان وبالاول قال القاضی عبد الجبار من المعتزلة والرازی فخر الدین وحکی عن الشیرازی ابی اسحٰق وبالثانی قال الاکثرون انتهی اصل لقول من لا یوجب القضاء لانه لم یرد فیه امر جدید بل الامر الجدید ورد فی الناسی والنائم لا المتارك عمدا کما هو فتدبر انتهی علامہ ابن الحاجب اصولی مختصر منتهی الاصول میں فرماتے ہیں مسئلہ القضاء بامر جدید وبعض الفقهاء بالاول علامہ امیر ابن الحاج التقریر والتحبیر صـ۱۲۵ ج ۲ میں فرماتے ہیں هل یجب بما یجب به الاداء او بامر آخر فاکثر الاصولیین منهم اصحابنا العراقیون وصاحب المیزان وعامة الشافعیة والمعتزلة یجب بامر آخر توضیح تلویح صـ۲۲۲ مطبوعہ نولکشور میں ہے والقضاء یجب بسبب جدید عند البعض نور الانوار صـ۲۵ میں ہے خلافا للعراقیین من مشائخنا وعامة اصحاب الشافعی فانهم یقولون لا بد للقضاء سبب جدید سوی سبب الاداء الی ان قال فلا تظهر ثمرة الخلاف بیننا وبینه الا فی الفوائت فعندنا یجب القضاء فی الفوائت وعنده لا یعنے اکثر اصول والے اونمیں حنفیوں میں سے عراق والے مشائخ اور میزان والا ہیں اور تمامی شوافع اسی طرف گئے ہیں کہ قضا کے لئے جدید

حکم کی ضرورت ہے کیا مولوی صاحب اپنے عراقی بھائیوں کو ترچھی نگاہ سے تاک سکتے ہیں حضرت
جس مسئلہ کو نواب نے بیان کیا ہے وہ اسی اصول کی بنار پر علاوہ ازیں وہ اسمیں متفرد نہیں بلکہ
ایک جماعت اہل علم کا بھی یہی مسلک آپ صاحبون نے ملاحظہ فرمالیا انصاف سے کام لیں کہ آیا
اہل حدیث اسکی وجہ سے ترچھی نگاہوں انگشت نما کرنے کے ہوسکتے ہیں یا مولانا صاحب کی کمال وجہ
کی ابلہ فریبی نظر آتی ہے خدا ہی توفیق سمجھنے کی دے۔ امام نووی نے کیا ہی عمدہ فیصلہ فرمادیا ہے
شرح صحیح مسلم کے صـ ۳۳۹ ج ا میں انما یجب علیہ قضآ الصلوة ونحوھا بامر جدید ھذا ھو الصحیح
المختار عند اصحاب الفقه والاصول ھ یعنے نماز کی قضا جدید حکم سے واجب ہوتی ہے اور یہی
مذہب ہے صحیح فقہ اور اصول والوں کا۔ حضرات جن لوگو نکی نماز کسی وجہ سے فوت ہو جاتی ہے تو
اوس کا تو قضا کرنا بالاتفاق واجب ہے یہ نہیں کہ وقت نکل گیا تو نماز ہی جاتی رہی وہ ادا ہی نکرے
اس کے لئے تو امر جدید موجود ہے یہ بات کہ قضا بلا امر جدید کے واجب نہیں عمدًا ترک کرنیوالے
پر کہ وہ ترک سے کافر ہو جاتا ہے اب اسکے لئے جدید امر کی ضرورت ہے اس لئے کہ وہ مرتد ہو جاتا ہی
واجب القتل یہان تک کہ توبہ کرے اسکے حق میں کوئی جدید حکم قضا کا نہیں ہے مرتد کی فوت شدہ
نماز کے عدم قضا کا حکم فقہا حنفیہ سے بھی آچکا ہے چنانچہ آپ نے ملاحظہ فرما ہی لیا ہے ؎ راہ
سیدھی چل لے شوخ کہ ایک عالم تجھے سیدھا کہے۔ **قولہ** ۲۷ غیر مقلدین کے نزدیک تمام جانورونکا
پیشاب حلال ہے الخ **اقول** میرے پیارے ناظرین یہی مذہب امام نخعی اور امام محمد اور زفر اور امام
مالک اور امام احمد وغیرہ کا بھی ہے بلکہ امام نخعی جناب امام اعظم ابی حنیفہ رح کے دادا استاد کے
نزدیک تمام پاک جانوروں کے پیشاب پاک ہیں ملاحظہ ہو میزان الکبری امام شعرانی صـ ۱۶۷ ج ا مع
قول النخعی جمیع ابوال الحیوانات الطاھرة طاھر یعنی تمام پاک جانوروں کے پیشاب پاک ہیں جامع
ترمذی میں ہے ھو قول اکثر اھل العلم قالوا لاباس ببول مایوکل لحمه اکثر اہل علم کا یہی مسلک ہے
کہ ماکول اللحم کے پیشاب سے کوئی حرج نہیں اس بارے میں مسند احمد وسنن دارقطنی میں بروایت
برار بن عازب ایک حدیث بھی وارد ہے بلفظ لاباس ببول مایوکل لحمه ایک روایت جابر میں ہے
مااکل لحمه لاباس ببوله یعنے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اُنکے پیشاب میں کوئی طرح کا حرج نہیں ان
روایتوں میں کلام ہے حضرات مولوی صاحب سے پوچھیئے تو سہی کہ آپ کے نزدیک ماکول اللحم کے
پیشاب کے ناپاک کہنے کی کیا دلیل ہے یہی کہتے ہوئے نظر آویں گے کہ حضرت صـ نے فرمایا استنزھو
من البول مولوی صاحب تو کیا انکے بڑے بڑے یہی دلیل اپنی کتابوں میں پیش کررہے ہیں چنانچہ

ہدایہ وغیرہ کو ملاحظہ فرمالیں مگر حضرات ان لوگوں نے البول سے تمام ابوال کو شامل کرلیا ہے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اس لئے کہ صحیح بخاری میں اسی قصہ میں بلفظ کان لا یستنزہ من بولہ وارد ہے جو صریح دلالت کرتا ہے کہ وہ مرد معذب فی القبر اپنے ہی پیشاب سے بچتا نہیں تھا بلکہ امام بخاریؒ نے صاف تصریح کردی ہے کہ آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے آدمیوں کے پیشاب کے اور کسی کا ذکر نہیں فرمایا اسمیں آدمی کے ہی پیشاب کا بیان ہے مانصہ ولم یذکر سوی بول الناس لہذا حدیث استنزھو من البول میں البول کا الف لام یا تو بعوض ضمیر کے ہے جو کہ دوسری روایت میں مصرح ہوچکا ہے بلفظ من بولہ یا الف لام البول کا عہد کے لئے ہے پس بس علامہ مجتہد العصر امیر یمنی سبل السلام صہ زیر حدیث ۱۷ ج اس میں فرماتے ہیں والحدیث نص فی بول الانسان لان الالف واللام فی البول فی حدیث الباب عوض عن المضاف الی عن بولہ بدلیل لفظ البخاری فی صاحب القبرین فانہا بلفظۃ کان لا یستنزہ عن بولہ الف لام کا ضمیر مضاف الیہ کے عوض آنا نحاۃ کے نزدیک شائع ذائع ہے ملاحظہ ہو مغنی اللبیب بحث ال مسئلۃ اجاز الکوفیون وبعض البصریین وکثیر من المتاخرین نیابۃ ال عن الضمیر المضاف الیہ علامہ نحوی ابن مالک اندلسی الجیانی تسہیل میں فرماتے ہیں وقد تقوم فی غیر الصلۃ مقام ضمیر قال العلامۃ الدمامینی فی شرحہ وقد تقوم الی فی غیر الصلۃ مقام ضمیر رابط او غیرہ ثم قال فالضمیر اعم من ضمیر الغائب وضمیر الحاضر علامہ سندی محشی صحیح بخاری زیر باب ماجاء فی غسل البول وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لصاحب القبر لا یستتر من بولہ ولم یذکر سوی بول الناس لکھتے ہیں ای ذکرہ بولہ وذکرہ بمنزلۃ وذکر بول الناس لان خصوصیۃ الاشخاص مطرحۃ فی باب الاحکام الابدئیل واما بول غیر الناس فلا ذکر لہ فی الحدیث فلا یصح الاستدلال بہ علی نجاسۃ بول ماکول اللحم وکذا لا یصح الاستدلال علی ذلک بروایۃ لا یستنزہ من البول لوجوب حملہ علی معنی بولہ توفیقا بین الروایات اما بجعل اللام علی العھد او علی انہ بدل المضاف الیہ الخ۔ علامہ سندی نے بخوبی واضح کردیا کہ مراد البول سے آدمیوں ہی کے پیشاب مراد ہیں اس حدیث سے ماکول اللحم کے پیشاب کے ناپاک ہونے پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں اور نہ اس روایت سے کہ جسمیں صرف البول ہی وارد ہوا ہے اسلئے کہ اسکو اس روایت پر حمل کرنا واجب ہے کہ جسمیں لفظ بولہ وارد ہے خواہ لام کو عہدی قرار دیا جائے خواہ عوض ضمیر بہر کیف اس روایت کا اس روایت پر محمول کرنا واجب ہے تا دونوں روایتوں میں توفیق ہوجاوے۔ حضرات یہ بھی

ایک حنفی ہی ہیں مگر مصنف اور مولوی صاحب بھی حنفی ہی ہیں مگر متعصب و متعسف صرف فرق
اسیقدر ہے۔ حضرات جس دلیل پر نازاں تھے علاوہ بول انسان جمیع حیوانات کے پیشاب کے
ناپاک پر استدلال پکڑتے تھے اوسکی تو یہ کیفیت ہے جیساکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ کیا
اب اس روایت سے خلاف مرضی شارح ناپاک پر احتجاج پکڑ سکتے ہیں اور معرض احتجاج میں
پیش کر سکتے ہیں اور کلیہ قاعدہ شرعیہ الاصل برارۃ الذمۃ بھی موجود ہے اس کے رفع کرنے کے
لئے ایسی دلیل چاہیئے جو اس سے بدرجہ فوق ہو دیکھا چاہیئے مولوی صاحب البول کے علاوہ
کونسی دلیل پیش کرکے اپنا الو سیدھا کریں گے۔ **قولہ ۱۸** غیر مقلدین کے نزدیک دریا کے
مردہ زندہ سب جانور حلال ہیں الخ **اقول** ۔ گریہی بے خبری حضرت والا ہوگی تو تار پود پدری تہ و
بالا ہوگی۔ اگر مولوی صاحب ہدایہ ہی میں ملاحظہ فرمالیتے تو آپکی یہ نوبت نہ آتی ہدایہ آخیرین صفحہ ۳۴۸
میں ہے قال مالک وجماعۃ من اہل العلم باطلاق جمیع ما فی البحر یعنی امام مالک اور ایک جماعت
اہل علم نے علی الاطلاق سب دریائی جانوروں کو حلال کہا ہے۔ فتاوی حب المفتی اور مختار الفتاوی
میں ہے قال الشافعی یحل اکل کل حیوان الماء لاطلاق قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر امام شافعی نے
کہا تمام پانی کے جانوروں کا کھانا حلال ہے اطلاق قول اللہ تعالیٰ کے کہ حلال کیا گیا تمہارے
لئے شکار دریا کا۔ اسمیں اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کی قید نہیں لگائی اسی ہدایہ میں ہے وعن الشافعی
رح انہ اطلق ذالک کلہ علامہ عینی شرح کنز میں لکھتے ہیں قال الشافعی جمیع انواع حیوان البحر حلال
لقولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر من غیر فصل وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البحر ھو الطہور ماؤہ
والحل میتتہ وبہ قال مالک واحمد فی روایۃ امام شافعی بھی کہتے ہیں بلکہ امام مالک واحمد بھی کہ
دریائی تمامی اقسام کے جانور حلال ہیں ایک روایت میں امام شافعی اور احمد کے استثنا مینڈک اور
مگر کی آئی ہے امام بغوی شرح سنہ کے باب حکم المیاہ میں حدیث ھو الطہور ماؤہ والحل میتتہ فرماتے
ہیں فیہ دلیل علی ان حکم جمیع انواع حیوان البحر اذا ماتت سواء فی الحل وھو ظاہر القرآن قال
اللہ تعالیٰ احل لکم صید البحر انتہی یعنے جو حضرت نے دریا کے بارہیں فرمایا ہے کہ اُس کا پانی پاک
ہے اسکے مردہ حلال ہیں اسمیں دلیل اس امر کی کہ حکم تمامی قسموں دریائی جانوروں کے جبکہ مرجاویں
برابر ہے حلال ہونے میں اور یہی ظاہر قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حلال کیا گیا
تمہارے لئے شکار دریا کا بعض شروح موطا میں زیر حدیث مذکور لکھا ہے وبھذا تمسک مالک
والشافعی واحمد علی اباحۃ میتات البحر اسی حدیث سے امام احمد اور شافعی اور مالک نے دلیل

پکڑی ہے کہ دریائی مردہ حلال ہیں امام نووی شرح صحیح مسلم ص۱۴۸ ج ۲ میں ارشاد فرماتے ہیں و ممن قال اباحۃ جمیع حیوانات البحر الا الضفدع ابوبکر الصدیق وعمر وعثمان و بن عباس رح تمام دریائی جانوروں کے حلال کہنے والے علاوہ مینڈک کے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ حضرات دیکھا مولوی صاحب نے کیسی ابلہ فریبی کی ہے درپردہ ان اصحاب کرام پر تبرا کر رہے ہیں نہ معلوم کہ مولوی صاحب نے کب سے روافض کا تقیہ اختیار کیا ہے خدا ہی خیر کرے **قولہ ص۱۹** غیر مقلدین کے نزدیک چاندی سونے کے برتن استعمال کرنا جائز ہیں الخ **اقول** اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی + جلتا ہے جو گھر وہ کہیں اپنا ہی گھر نہو۔ مولوی صاحب سنبھل کر بیٹھ جائیے اور کتابیں ہاتھوں میں اٹھا کر غور سے ملاحظہ کریں اور ہوش میں آجاویں فتاوی مطالب المومنین ورق ۲۷۵ قلمی ملاحظہ ہو فالحاصل ان اباحنیفۃ اعتبر حرمۃ الاستعمال فیما یتصل ببدنہ صورۃ وقال الاصل فی الاشیاء اباحۃ الانتفاع والحرمۃ بعارض ورد فی تحریم الاکل والشرب فی آنیۃ الذھب والفضۃ وکل مایشبہ المنصوص علیہ فی الاستعمال یلحق بہ وماعداہ یبقی علے اصل الاباحۃ الخ اصل چیزوں میں فائدہ اٹھانا ہے اور حرمت عارضی ہے اور نص صرف سونے اور چاندی کے برتن میں کہانے اور پینے کی حرمت میں وارد ہوئی ہے اور جو مشابہ منصوص علیہ ہے اُسے قیاساً منصوص سے لاحق کیا جاتا ہے علاوہ اس کے باقی رہتا ہے اصل اباحت پر معلوم ہوا کہ علاوہ اکل وشرب کی حرمت قیاسی ہے حضرات جو لوگ قیاس کے ہی حجت کے قائل نہیں اونھیں اسکے نہ ماننے پر الزام دینا بیجا نہیں تو اور کیا ملاحظہ ہو میزان شعرانی ص۱۳۲ ج ا فی قول للشافعی مع قول داود انما یحرم الاکل والشرب خاصۃ امام شافعی اور داود ظاہری کے نزدیک صرف کہانا پینا ہی اُنمیں حرام ہے باقی وجوہات استعمال ان کے نزدیک درست ہیں درمختار کتاب الخظر والاباحۃ میں ہے ونقل الطعام من اناء الذھب الی موضع اخر او صب الماء او الدھن فی کفہ لا بعلی راسہ ابتداء ثم استعملہ لا باس بہ مجتبی وغیرہ شامی وغیرہ کے تحت میں فرماتے ہیں کالنھایۃ والکفایۃ فقد نقلا عن شرح الجامع الصغیر لصاحب الذخیرۃ قبیل صورۃ الادھان ان یاخذ آنیۃ الذھب والفضۃ ویصب الدھن علی الراس واما اذا ادخل یدہ فیھا واخذ الدھن ثم صبہ علے الراس من الید فلا یکرہ اھ زاد فی التاتار خانیہ وکذا اخذ الطعام من القصعۃ ووضعہ علے خبز وما اشبہ ذلک ثم اکل لا باس بہ اھ قال فی الدر واعترض علیہ بانہ یقتضی ان لا یکرہ اذا اخذ الطعام من آنیۃ الذھب والفضۃ

بلعقه ثم اكله منها وكذا الواخذه بيده واكله منها ينبغي ان لا يكره ثم قيل ولكن لا ينبغي ان يفتي بهذه الرواية لئلا ينفتح باب استعمالها اھ یعنے سونے اور چاندی کے برتن سے کہانا اور پانی و تیل اولا دوسرے برتن یا ہتھیلی میں اٹھا کرلیں پھر استعمال کریں تو کچھ حرج نہیں اور جو کہ تیل کا ان برتنوں سے سر میں لگانا منع ہے وہ اس طرح ہے کہ سونے اور چاندی کے برتن ہی کو اُٹھا کر اُنسے سر میں تیل ڈالے لیکن جبکہ اُن برتنوں میں ہاتھ ڈالکر تیل لیکر سر میں ڈالے ہاتھ سے تو مکروہ نہیں کہانا بھی اسی طرح جبکہ سونے چاندی کے پیالہ کانسہ سے لیکر روٹی وغیرہ پر رکھے پھر کہا وے تو کوئی حرج نہیں اسی طرح سے کہانا سونے اور چاندی کے برتن میں سے چمچہ سے لیکر کہا وے یا ہاتھ سے اٹھا کر کہاوے تو یہ بھی مکروہ نہیں لیکن اس روایت پر اسوجہ سے فتوی دینا نہیں چاہیے کہ سونے چاندی کے استعمال کا دروازہ کہل جاویگا۔ حضرات غور تو کیجیے این خانہ ہمہ آفتاب ست کیوں مولوی صاحب اسکو کیا کہتے ہیں کسی نے سامنے سے ناک پکڑی اور کسی نے گردن کی طرف سے ہاتھ گہما کر ناک پکڑی تو دونوں ہی نے پکڑلی اب اگر گہما کر پکڑنے والا سامنے سے پکڑنے والے کو مطعون کرے تو اوسکی کمال درجہ کی سفاہت سمجھی جاویگی۔ حضرات غور تو کیجیے کیسے چپکے چپکے ڈرتے ہوئے فقہار حنفیہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ مسئلہ عام ہو جاویگا۔ تو لوگ سب کے سب استعمال کرنے لگ جاویں گے اور ہمارے آبا و اجداد کی جائدادمیں نقصان وارد ہو جاویگا ارے جب یہی ڈر تہا تو منہ ہی کیوں کھولتے الغرض حاصل ان کے کلام کا یہ ہوا کہ استعمال سے مصلحۃً لوگوں کو روکا جارہا ہے ورنہ اصل استعمال تو اُنکے یہاں بھی درست ہے ہیں آراستہ اور زینت کی غرض سے سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کا تو ذکر ہی نہیں کرتا کہ یہ تو اُن کے یہاں درست ہی ہے مزے سے مکان آراستہ ان سے کیا کریں کوئی ان کے مذہب میں پوچھنے والا نہیں ہے۔ حضرات کہیں مولوی صاحب یہ نہ بلبلا اٹھیں کہ ہمارے ہدایہ وغیرہ میں تو ادہان وغیرہ کو مکروہ لکھا ہے ہم پہلے ہی اس کا دفعیہ کر دیتے ہیں کہ واقعی ادہان وغیرہ مکروہ لکھا ہے مگر صورت وہی جسے نہایہ وغیرہ میں لکھا ہے اور شامی صاحب نے تفصیل بھی کردی ہے اور اس طرح کا استعمال کرنا کہ اُسمیں سے لیکر ہاتھ یا اور چیز سے کام میں لیں تو یہ صورت منع کی حنفیہ کے یہاں نہیں۔ لیجیے حضرات یہ تھے نواب کو مطعون کرنیوالے اور راسپر غرانیوالے اب غراتے رہیں۔ غرانا بے سود ہوگا۔ اگر پھر بھی غرانے کا ارادہ ہو امام شافعی رح پر بلبلایا کریں ع ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا **قولہ** عنـ۲۰ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی

عورت سے زنا کیا ہے وہ شخص اوسکی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اوسی زنا سے پیدا ہوئی ہو یعنی اپنی زنا کی لڑکی سے اُسکو نکاح کرنا جائز ہے الخ۔ ناظرین یہ اصل مسئلہ امام شافعی اور ایک روایت سے امام مالک کا ہے ملاحظہ ہو میزان الکبری شعرانی ص۱۲۵ ج ۲ ومن ذلک قول ابی حنیفۃ ومالک فی احدی روایتہ انہ یحرم علی الرجل نکاح المتولدۃ من زناہ مع قول الشافعی ومالک فی الروایۃ الاخری انہا تحل مع الکراھۃ امام نووی شرح صحیح مسلم ص۱۷۱ ج ا میں فرماتے ہیں زاد الشافعی یجوز نکاح البنت المتولدۃ من مائہ بالزنا امام شافعی کے نزدیک وہ لڑکی جوکہ اُس کے زنا سے پیدا ہوئی ہے اُس سے نکاح جائز ہے۔ تفسیر نیسا بوری علامہ رازی اور صاحب معراج الدرایہ اور ابن الہمام نے اِس مسئلہ کو امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے اور امام شافعی کے استدلال کو بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرات اگر صاحب عرف الجاوی نے بھی لکھدیا ہو تو اُس نے کونسی جرم کی بات کی امام شافعی کو اچھی طرح کوسئے آپ اہلحدیثوں کو کیوں بدنام کررہے ہیں یہ صحاح ستہ موجود ہے یہ بات نکال کر دکھلادیں اگر اُنمیں ہے تو آپ سچے امام فخر الدین رازی نے بڑے زوروں کے ساتھ اِس مسئلہ کو بیان کیا ہے اُنھیں برا کہئے آپکو چاہئے تہا اس مسئلہ کو ان لوگونکی طرف منسوب کرتے تب تو مزہ تہا اب سہی دیکھا چاہئے کن پر وار ہوتا ہے امام شافعی کو دیکھا چاہئے کہ اہل سنت سے خارج و اسلام سے باہر کرتے ہیں اِس مسئلہ کی وجہ سے یا نہیں ہم بھی منتظر ہی ہیں کہ مولوی صاحب انھیں دیکھا چاہئے کہ کس حد تک پہونچاتے ہیں **قولہ** ۲۱ غیر مقلدین کے نزدیک مشت زنی کرنا یا کسی اور چیز سے مثل جمادات کے منی کو خارج کرنا اُس شخص کو کہ جسکی بیوی وغیرہ نہو مباح ہے۔ پھر بعض مرتبہ مستحب ہوجاتا ہے اور کبھی واجب ہوجاتا ہے۔ اگر گناہ میں مبتلا ہوجانے کا خوف ہو الخ **اقول** ۵ اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ہوتا ہے گھر خراب وہ اپنا ہی گھر نہو۔ مولوی صاحب نے شاید یہ خیال فرمالیا ہو کہ بوئے غسلین میں جو مشت زنی کو ہماری طرف نسبت لگائی ہے چلو انھیں کے سر پہ تھوپدیں مگر مولوی صاحب نے یہ نہیں خیال فرمایا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں اسمیں آپنے الزام کیا دیا۔ حضرات غور تو کریں کہ اگر اِس مسئلہ کی وجہ سے صاحب عرف الجاوی کو نسب نما قرار دیکر اہلحدیثونکو برا تصور فرمایا جاوے تو پہلے امام ابوحنیفہ اور اُنکے معتقدین لایق طعن ہونگے اسلئے کہ یہ تو خاص الخاص امام اعظم صاحب کا ہی مسئلہ ہے لو دیکھو بحر الرائق بحث موجبات غسل ورق ۳۴ قلمی فی المحیط ولو ان رجلا عزبا بہ فرط شھوۃ لہ ان یستمنی بعلاج تسکن شھوتہ ولا یکون ماجورا علیہ لیت یجو سراس براس ھکذا اردی عن ابی حنیفۃ رح اگر بے بیوی والا شہوتی آدمی ہو تو اُس کو شہوت کی تسکین کے لئے مشت زنی درست ہے اسمیں اسے اجر نہیں ملے گا بلکہ نہ اجر اور نہ گناہ

اسی طرح مروی ہے ابو حنیفہ رح سے شامی صفہ ۲۲۴ ج ۳ میں ہے یجب لو خاف الزنا اگر زنا کا خوف ہو تو واجب
ہے نیز صفہ ۱۶ ج ۲ میں بھی اسی طرح لکھا ہے فرمایئے جناب آپنے اس مسئلہ کے بیان سے کیا نتیجہ نکالا حضرات
اہلحدیثوں کے یہاں کسر شہوت کا نسخہ مشت زنی نہیں ہے بلکہ اُنکے سچے امام نے کسر شہوت کے لئے
نسخہ روزہ فرمایا ہے. قربان جایئے اُس صادق و مصدوق امام پر کہ اپنی امت کو وہ اکسیر صفت فامع
شہوت نسخہ فرما کر قعر ہلاک سے بچایا. حضرات خیال تو فرمایئے کہ ڈیڑھ دمڑی کا حکیم اگر مشت زنی کا اُس سے
پوچھا جاوے تو صبح سے شام تک اُس کے نقائص بیان کرنے سے نہ تھکے چہ جائیکہ حکیم امت ایسے رذیل
کام کے کرنیکی اجازت فرماویں ع ہم الزام اونکو دیتے ہیں قصور اپنا نکل آیا. مثل مشہور ہے اُلٹا چور کوتوال
کو ڈنڈے. ایک نہیں اگر تمام جہان مشت زنی کو جائز کہیں تو کہتے رہیں اہل حدیث تو رسول کریمؐ ہی
کے شیدا ہیں سب جھوٹا ہے جتن خدا کا رسول ہے سچا اور اگر مولوی صاحب اپنی دھن کے پورے
ہیں تو لایئے یہ صحاح معیار اسلام متداول بین الناس ہے نکالکر بتایئے نہیں تو آپ الٹی شامی بحر الرائق
کھول کر دیکھ لیجئے کس کا مسئلہ ہے **قولہ** ص ۲۲ غیر مقلدین کے نزدیک بجو کھانا حلال ہے الخ **اقول** بے
ادب کرتے ہیں توہین نبوی + اہل بدعت کو خدا صاحب آداب بنا. ناظرین جامع ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ا
باب ماجاء فی اکل الضبع ابن ابی عمار قال قلت لجابرؓ الضبع اصید ھی قال نعم قلت اٰکلھا قال نعم
قلت اقالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم ھذا حدیث حسن صحیح وقد ذھب بعض اھل العلم
الی ھذا ولم یروا باسا باکل الضبع وھو قول احمد واسحاق وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث
فی کراھیۃ اکل الضبع ولیس اسنادہ بالقوی ابن ابی عمار نے کہا میں نے جابر سے پوچھا کہ بجو کا شکار
ہے کہا ہاں میں نے کہا اس کا کھانا بھی کہا ہاں مینے کہا کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہا ہاں یہ حدیث حسن صحیح ہے بعض اہل علم اسی طرف گئے ہیں اور نہیں دیکھا بجو کے کھانے میں کوئی
حرج شرعی یہی قول امام احمد اور اسحق کا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے کھانیکی کراہیت
میں ایک حدیث مروی ہوئی ہے. ولیکن اوسکی اسناد مضبوط نہیں ہے یہ تو ترمذی شریف کے اندر
صاف طور سے بیان آچکا ہے. چاہیں حدیث نبوی پر مضحکہ اوڑائیں چاہیں جامہ سے یک لخت باہر
ہو جاویں ہمارا کچھ بگڑتا نہیں اگر حدیث ہی پر آدمی بدنام کیا جاوے تو یوں سمجھیئے کہ یہ اس کے لئے
باعث فخر ہے درر والغرر میں لکھا ہے قال مالک واحمد والشافعی یحل الضبع والضب یعنی امام
مالک اور امام احمد اور امام شافعی نے کہا بجو اور گوہ حلال ہیں علامہ کمال الدین دمیری نے حیوۃ الحیوان
میں لکھا ہے واحتج الشافعی بما روی عن سعد بن ابی وقاص انہ کان یاکل الضبع وبہ قال ابن عباس

وعطاء امام شافعی نے حجت پکڑی ہے اُس چیز سے کہ مروی ہوا ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ وہ تھے
کہاتے بجو کو اور یہی مذہب ہے ابن عباس اور عطا کا دیکھا چاہیئے اب مولوی صاحب کیسے برا کہتے ہیں
قولہ ص۳۳ ۲ غیر مقلدین کے نزدیک قربانی میں اگر ایک بکری میں ہزار آدمی شریک ہوں تو جائز ہے لیکن
گائے اور اونٹ میں سات آدمی سے زائد شریک قربانی نہیں ہو سکتے الخ **اقول** حضرات یہ شراکت
کا مسئلہ کس عرف الجادی میں ہے مولوی صاحب ہی قسم کہا کر کہدیں کہ ص۲۵۱ میں ہزار آدمیوں کا شریک
کرنا ایک بکری میں لکھا ہے لو میں محنتانہ دس روپے دیتا ہوں صرف اُسمیں تو اتنا ہی ہے واین زعم کہ شاۃ
جز یک کس یا سہ کس فقط مجزی نیست یا غیر شاۃ افضل است محتاج دلیل نیست یعنے یہ خیال کہ بکری
سوائے ایک یا تین آدمیوں کے کفایت نہیں کرتی یا علاوہ بکری کے افضل ہے یہ دعوہ محتاج دلیل کا
ہے حضرات یہ ہے صاحب عرف الجادی کا کہنا اسمیں شراکت ہزار کس اور حصہ داری کا کہاں ذکر ہے
مولوی صاحب شریک کرنے اور کفایت کرنے میں ہی تمیز نہ کر سکے ترمذی شریف ص۱۹۳ ج ا باب ماجاء
ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت ابن ماجہ ص۲۳۴ ج ا مطبوعہ ھند باب من ضحی بشاۃ عن
اہلہ ابوداؤد ص۳۲ ج ۲ باب فی الشاۃ یضحی بھا عن جماعۃ خلاصہ انکا یہ ہے کہ ایک بکری تمام گھر والونکی
طرف سے کفایت کرتی ہے یا یوں کہیئے کہ گھر والونکی طرف سے ایک بکری کی قربانی دینے کا مسئلہ یا
یوں کہیئے کہ ایک بکری کا ایک جماعت کی طرف سے قربانی کرنے کا مسئلہ پھر اس مسئلہ کو حدیث سے
ثابت فرمایا ترمذی میں ہے عن عطاء بن یسار یقول سألت ابا ایوب کیف کانت الضحایا علی
عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان الرجل یضحی بالشاۃ عنہ وعن اھل بیتہ الحدیث
وقال ھذا حدیث حسن صحیح عطا بن یسار فرماتے ہیں پوچھا میں نے ابو ایوب سے کیونکر تھی قربانیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پس جواب دیا کہ تھا ہم میں آدمی قربانی کرتا ایک بکری کی
اپنی طرف سے اور اپنے گھر والونکی طرف سے ترمذی رحمہ نے فرمایا والعمل علی ھذا عند بعض اھل العلم
وھو قول احمد واسحق واحتجا بحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ضحی بکبش فقال ھذا عمن
لم یضح من امتی اور عمل اسپر ہے بعض اہل علم کا اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحاق بن راھویہ کا
اور دلیل پکڑی ہے ان دونوں نے ساتھ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپنے قربانی کی ایک
دنبہ کی اور فرمایا یہ اُن لوگونکی طرف سے ہو کہ جنہوں نے میری امت سے قربانی نہیں کی ہے۔ کنز
العمال ص۲۲۶ ج ۳ قسم افعال الحج بعنمن ذکر اضاحی ھی عن علی انہ کان یضحی بالضحیۃ الواحدۃ
عن جماعۃ اھلہ ابن ابی الدنیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک قربانی کل گھر والونکی طرف سے دیتے تھے

جامع الصغیر میں سیوطی رحمہ زیر شمائل نبوی لفظ کان میں لکھتے ہیں کان یضحی بالشاة الواحدة عن جمیع اهله حاکم عن عبد الله ابن هشام یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بکری کی قربانی کرتے تمام اپنے گھر والونکی طرف سے نیز اسکو امام بخاری رحمہ نے اپنی صحیح کے باب بیعہ الصغیر میں روایت کیا ہے مناوی رحمہ تیسیر شرح جامع الصغیر میں ص۲۷۸ ج ۲ میں فرماتے ہیں وبه قال الجمهور جمہور کا بھی یہی مذہب ہے شیخ سلام اللہ حنفی شرح موطا میں عطار بن یسار کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں فیه دلیل علی ان الشاة الواحدة تجزی عن الرجل وعن اهل بیتة وان کثروا وروی عن ابی هریرة وابن عمر انهما کان یفعلان ذلك واجازه مالك والشافعی واسحق انتهی عطار کی حدیث میں دلیل ہے اس امر کی کہ ایک بکری کفایت کرتی ہے آدمی اور اس کے گھر والونکی طرف سے اگرچہ بہت ہی ہوں اور مروی ہے ابوہریرہ اور ابن عمر سے کہ یہ دونوں کرتے تھے اسے اور جائز رکھا ہے اسے مالک اور شافعی اور اسحق نے امام خطابی معالم السنن شرح ابی داود میں حدیث من محمد وال محمد ومن امتہ محمد کی شرح میں فرماتے ہیں فیه دلیل علی ان الشاة الواحدة تجزی عن الرجل وعن اهله وان کثروا وروی عن ابی هریرة وابن عمر رضی اللہ عنهما انهما کان یفعلان ذلك واجازه مالك والاوزاعی والشافعی واحمد بن حنبل واسحق بن راهویه ترجمہ اوپر گذرا اور جائز رکھا ہے اسے مالک اور اوزاعی اور شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ نے امام نووی شرح صحیح مسلم کتاب الاضاحی ص۱۵۶ ج ۱ میں فرماتے ہیں من محمد وال محمد ومن امة محمد الخ واستدل بهذا من جوز تضحیة الرجل عنه وعن اهل بیته واشتراکهم معه فی الثواب وهو مذهبنا ومذهب الجمهور وکرهه الثوری وابو حنیفة واصحابه وزعم الطحاوی ان هذا الحدیث منسوخ او مخصوص وغلطه العلماء فی ذلك فان النسخ والتخصیص لا یثبتان بمجرد الدعوی دلیل پکڑی ہے اوس حدیث سے اس شخص نے کہ جو جائز رکھتا ہے ایک قربانی کو اپنی طرف سے اور اپنے گھر والونکی طرف سے اور شریک کرتا ہے انکو ثواب میں اور یہ مذہب ہے ہمارا اور مذہب ہے جمہور علما کا صرف مکروہ جانا ہے ثوری اور ابو حنیفہ اور اس کے شاگردوں نے اور طحاوی نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا مخصوص ولیکن علما نے اسکی غلطی بیان فرمائی ہے اس کہنے میں اس لئے کہ منسوخ ہونا یا مخصوص کا ہونا محض اپنے کہنے سے ثابت نہیں ہوا کرتا بلا دلیل کے حضرات اگر حدیث تضحیہ کبشین منسوخ ہوتی تو علماء احناف اس حدیث کو معرض احتجاج میں نہ پیش کرتے اس لئے کہ ہدایہ حج عن الغیر کے بیان میں لکھا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ایک کے کرنے سے سب کو ثواب پہونچ جاتا ہے جبکہ ان کو اسمیں شریک

کرے وہ عبادت کوئی سی ہو دلیل اسپر وہی حدیث کبشین والی ثم قال جعل تضحیتہ احدی
الشاتین لامۃ ابن الہمام فرماتے ہیں فقد روی ھذا عن عدۃ من الصحابۃ وانتشرت مخرجوہ
فلا یبعد عن یکون القدر المشترک ھو انہ ضحی عن امتہ مشہورا یجوز تقیید الکتاب بہ ھ
یہ حدیث بہت سے صحابہ سے مروی ہے تمام کا محصل ضحی عن امتہ مشہور ہے جائز ہے مقید کرنا کتاب
اللہ کا ساتھہ اوسکے خلاصہ ابن الہمام کے کلام کا یہ ہے کہ وہ حدیث کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ایک کبش کو امت کی طرف سے قربانی میں دینا مشہور حدیث ہے کہ جس سے کتاب اللہ
کے عموم کو خاص کرنا بھی جائز ہے اور مطلق کو مقید کرنا بھی ۔حضرات جب یہ حدیث اس پایہ کی
ہے تو پھر طحاوی جیسے کا اس کے منسوخ کرنے کا دعوی کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ دعوی
بے دلیل اور غلط صریح ہے ۔حضرات یہ خاص مرض مقلدین میں ہی ہے کہ جہان حدیث امام
مذہب کے خلاف ثابت ہوئی اور کوئی چارہ ترک کا نہ ملے تو جھٹ دعوی خصوصیت کا یا
منسوخ کا کر دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے ہمارا پیچھا چھوٹ جاویگا۔ بہلا انصاف
تو کریں کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ موقع ان باتوں کے ذکر کا نہیں ہے ہم نے اس کلام سے ارسال
البریدمیں فراغت پالی ہے اُسمیں ملاحظہ فرمالیں ۔حضرات کیا یہ مسئلہ عرف الجادی کا واقعی
قابل تشنیع ہے اور مولوی صاحب ہزار کس کی شرکت حصہ داری کی عرف الجادی میں سے
دکہلا کر دس روپے کی امید کریں گے باید دید **قولہ** ص۱۱۲ غیر مقلدین کے نزدیک زیارت قبر نبوی
کے واسطے مدینہ منورہ جانا جائز نہیں ہے اسی طرح تمام انبیا علیہم السلام کی قبور کا حکم ہے الخ **اقول**۔
حضرات یہ وہ منازلیں ہیں کہ جنکی مسافتیں اک زمانہ گذرا تہا کہ طے ہو چکی تہیں مجھے اسمیں زیادہ طول
دینے کی چنداں ضرورت نہیں ۔حضرات قرون خیر ہی میں اس مسئلہ کی چہان بین ہو چکی ہے مولوی
صاحب ناحق اہلحدیثوں کو بدنام کرتے ہیں یا ان سے لوگوں کو بدظن کرنا چاہتے ہیں موطا امام مالک
ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعہ میں ہے قال ابو ہریرۃ فلقیت بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری فقال
من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان تخرج الیہ ماخرجت سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الی ثلاثۃ مساجد الی المسجد الحرام والی
مسجدی ھذا والی مسجد ایلیاء او بیت المقدس یشک قلت واخرج ھذہ القصۃ ایضا الامام
النسائی فی ذکر الساعۃ التی یستجاب فیھا الدعاء یوم الجمعۃ لفظہ فخرجت فلقیت بصرۃ بن ابی
بصرۃ الغفاری فقال من این جئت قلت من الطور قال لو لقیتک من قبل ان تاتیہ لم تاتہ قلت

له ولم قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام ومسجدی هذا ومسجد بیت المقدس یعنے ابوہریرہ رض فرماتے ہیں میں حضرت بصرہ بن ابو بصرہ غفاری رض سے ملا انہوں نے کہا کس جگہ سے تو آیا ہے ابو ہریرہ نے کہا میں طور سے آیا ہوں حضرت بصرہ غفاری رض نے کہا اگر تجھ سے میری ملاقات طور کی طرف جانے سے قبل ہوتی تو تو نہ جاتا وہاں ابو ہریرہ رض نے کہا مینے بصرہ رض سے کہا اسکی کیا وجہ ہے ابو ہریرہ رض سے حضرت بصرہ رض نے فرمایا میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے نہ سواری تیار کی جاوے مگر تین مسجدونکی طرف بیت اللہ ومسجد نبوی وبیت المقدس اس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ بصرہ رض کے نزدیک سوائے تین مسجدوں کے کسی جگہ زیارت کے لیئے سفر کرنا درست نہیں ابو ہریرہ رض نے بھی انکی بات کو رد نہیں کیا اور حکم اس حدیث کا اُنکے نزدیک عام ہے جو سب جگہوں کے علاوہ تین مسجدوں کے شامل ہے صحیحین وغیرہ میں ابو ہریرہ رض کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری صـ۵۳ ج ۳ میں لکھتے ہیں قال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم شد الرحال الی غیرها عملا بظاهر الحدیث واشار القاضی حسین الی اختیاره وبه قال عیاض وطائفة ویدل علیه ما رواه اصحاب السنن من انکار بصرة الغفاری علی ابی هریرة خروجه الی الطور وقال له لو ادرکتك قبل ان تخرج ما خرجت واستدل بهذا الحدیث فدل علی انه یری حمل الحدیث عموما ووافقه ابو هریرة یعنے شیخ ابو محمد جوینی نے کہا حرام ہے کجاوہ ان جگہوں کے علاوہ میں کسنا عمل کرنے کو ظاہر اس حدیث پر اور اشارہ کیا ہے قاضی حسین نے اپنے اسکے اختیار کرنے کا اور یہی مذہب ہے قاضی عیاض اور ایک گروہ کا اور دلالت کرتی ہے اس مذہب پر وہ روایت کہ جسے سنن والوں نے روایت کیا ہے بصرہ رض کے انکار کو ابو ہریرہ رض کے طور کی طرف نکلنے پر اور کہا اگر میں تجھ سے تیرے جانے سے پہلے ملتا تو تو نہ نکلتا اور دلیل پکڑی حضرت بصرہ رض نے اس پر اس حدیث سے پس معلوم ہوا کہ انہوں نے حدیث کو اُسکے عموم پر محمول کیا اور ابو ہریرہ نے بھی اونکی موافقت کی جلاء العینین صـ۲۱۳ میں علامہ ابن الالوسی شرح جامع الصغیر سے نقل فرماتے ہیں امام مالک کے مذہب کو کہ انه منع شد الرحل لمجرد زیارة القبر المکرم یعنے امام مالک نے مجرد زیارت قبر نبوی کے لیئے کجاوہ کسنے کو منع کیا ہے احیاء العلوم میں امام غزالی لکھتے ہیں ذهب بعض العلماء الی الاستدلال به علی المنع من الرحلة لزیارة المشاهد وقبور العلماء والصالحین بعض علماء نے اس حدیث سے مشاہد اور قبور علما اور صلحاء

کی زیارت کے سفر کو منع ہونیکی دلیل پکڑی ہے مجمع بحار الانوار شدہیں صفحہ ۱۸۶ ج ا ہے واختلف فی شدھا الی قبور الصالحین والی المواضع الفاضلۃ فحرم ومبیح قبور الصالحین اور مواضع فاضلہ کی طرف سفر کرنیمیں اختلاف ہے بعضے حرام کہتے ہیں اور بعضے مباح کہتے ہیں حضرات میں اس جگہ آپ صاحبوں کے پیش نظر اک سوال معہ جواب مائتہ مسائل مصنفہ مولانا مولوی محمد اسحق صاحب مولانا محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند کے استاد کاجو کہ شیخ شیوخ الھند ہیں کرتا ہوں. سوال برائے زیارت قبور اولیاء است آمدن از کابل بہندوستان وازینجا بانجا چہ حکم دارد جائز یا گناہ کدام گناہ جواب درین مسئلہ علماء راختلاف دارند بعضے جائز داشتہ و بعضے حرام نوشتہ چنانچہ درقسطلانی شرح صحیح بخاری وترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مرقوم ومسطور ست وفی الترجمۃ مذکور ہکذا اما در مسافرت برائے زیارت قبور صالحین ورسیدن بمواضع متبرکہ اختلاف است بعضے مباح دانند و بعضے حرام انتہی وفی القسطلانی واختلف فی الرحال الی غیرھا کالذھاب الی زیارۃ الصالحین احیاء واموا تا والمواضع الفاضلۃ فیھا للصلوۃ والتبرک بھا فقال ابو محمد الجوینی یحرم عملا بظاھر الحدیث واختارہ القاضی حسین وبہ قال قاضی عیاض وطائفۃ والصحیح عند امام الحرمین وغیرہ من الشافعیۃ الجواز انتہی وفی شرح المشکوۃ لملا علی قاری ذھب بعض العلماء الی الاستدلال بہ المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاھدۃ وقبور العلماء والصالحین انتہی عن ابی ھریرۃ رض قال لقیت بصرۃ الغفاری فقال من این اقبلت الی رواہ مالک فی الموطا وفی حجۃ اللہ البالغۃ قولہ صلعم لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد بیت المقدس اقول کان اھل الجاھلیۃ یقصدون مواضع معظمۃ بزعمھم یزورونھا ویتبرکون بھا وفیہ من التحریف والفساد مالا یخفی فسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفساد لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعۃ لعبادۃ غیر اللہ والحق عندی ان القبر ومحل عبادۃ ولی من اولیاء اللہ والطور کل ذلک سواء تمام ہوئی عبارت مائتہ المسائل کی اسکی عبارتونکا ترجمہ اوپر گذر چکا شاہ ولی اللہ صاحب سے نقل کیا کہ میرے نزدیک قبر اور ولی کے عبادت کی جگہ اور طور سب کے سب منع ہونے میں برابر ہیں۔ تذکیر الاخوان تتمہ تقویۃ الایمان فصل ساتویں میں ہے ف یعنی زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرکے جانا درست نہیں مگر کعبہ کو اور مسجد اقصیٰ کو اور مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی کی زیارت کے واسطے جانا درست ہے اگلی امتوں کے لوگ کوہ طور اور مرقع عیسے اور یوحنا کی قبر وغیرہ کو زیارت کرنے دور دور سے سفر کرکے جاتے

تھے اِس حدیث سے وہ جانا منع ہو گیا کہ سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے اور مکن پور اور اجمیر اور بہڑائچ اور بغداد اور کربلا اور نجف اشرف کو صرف قبروں کی زیارت کو سفر کر کے جانا درست نہیں ھ اِس کتاب کو مولوی بہابخہ راندیری نے گجراتی و انگریزی میں بھی چھپوایا ہے ہر ایک دیکھ سکتا ہے حضرات ان عبارتوں سے خوب واضح ہو گیا کہ صاحب عرف الجادی ہی اِس مسئلہ میں تنہا نہیں ہیں بلکہ یہ وہ مسئلہ ہے کہ جسمین ایک قدیمی اختلاف چلا آرہا ہے بعضے مباح کہتے ہیں بعضے حرام و ناجائز کہنے والون میں حضرت بصرہ غفاری و ابو ہریرہ و دیگر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اور امام ابو محمد جوینی اور قاضی عیاض اور قاضی حسین اور ایک جماعت علمار کی اور حضرت شیخ الہند شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ ہیں۔ صرف اہل حدیثوں کو ہی کیوں انگشت نما بنار کھا ہے **قولہ** ۲۵ غیر مقلدین کے نزدیک اگر کسی کافر نے کفر کی حالت میں منت مانی تھی تو اسلام لانے کے بعد اُس کا پورا کرنا واجب ہے الخ **اقول** حضرات پیارے ناظرین صاحب عرف الجادی نے کوئی نئی بات نہیں لکھی تھی صرف صحیحین کی حدیث کا ترجمہ بیان کیا ہے غور سے ملاحظہ فرماویں صحیح بخاری ص ۵۰۵ ج ۱ باب اذا نذر او حلف ان لا یکلم انسانا فی الجاھلیۃ ثم اسلم ایضا باب اذا نذر فی الجاھلیۃ ان یعتکف ثم اسلم نسائی باب اذا نذر ثم اسلم قبل ان یفی ابو داود باب نذر الجاھلیۃ ثم ادرک الاسلام ابن ماجہ باب الوفاء بالنذر نیز باب فی اعتکاف یوم ولیلۃ جامع ترمذی باب فی وفار النذر جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جاہلیت کی نذر کا بعد اسلام کے پورا کرنا چاہیئے یا نہیں جس کو حدیث ابن عمر سے ثابت کر دکھایا کہ پورا کرنا ضروری ہے وہ حدیث یہ ہے ان عمر قال یا رسول اللہ انی نذرت فی الجاھلیۃ ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام قال اوف بنذرک وفی روایۃ النسائی فامرہ ان یعتکف وکذا لابن ماجۃ یعنی حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے اللہ کے رسول میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی یہ کہ اعتکاف کرونگا میں ایک رات کا مسجد الحرام میں حضرت نے فرمایا پوری کر تو اپنی نذر کو۔ مرقاۃ میں ملان علی قاری طیبی سے نقل فرماتے ہیں دل الحدیث علی ان نذر الجاھلیۃ اذا کان موافقا لحکم الاسلام وجب الوفا اِس حدیث میں دلیل ہے اِس امر کی کہ نذر جاہلیت کی جبکہ موافق حکم اسلام کے ہو تو واجب ہے پورا کرنا اوس کا علامہ سندی محشی صحیح بخاری حاشیہ سنن ابن ماجہ میں فرماتے ہیں لا مانع من القول بان نذر الکافر ینعقد موقوفا علی اسلامہ فان اسلم لزمہ الوفاء بہ فی الخیر والکفر ولکن یمنع عن انعقادہ منجزا لکن لا نسلم ان یمنع عنہ موقوفا وحدیث الاسلام یجب ما قبلہ من الخطایا

لاینافیه لان نفی الخطاب الا فی النذر ورلیس النذر منہا واللہ اعلم اھ نہیں ہے مانع کہنے سے اس بات کے کہ نذر کافر کی منعقد ہوتی ہے موقوف اُس کے اسلام پر پس اگر اسلام لایا وہ تو لازم آئے گا اُسکو پورا کرنا اوسکا بھلائی کے کاموں میں اور کفر اگرچہ مانع ہے نذر جاری ہونے والی کے منعقد ہونے کو لیکن ہم یہ نہیں تسلیم کرتے کہ وہ اوس سے نذر موقوف علی اسلامہ کو بھی مانع ہو۔ حضرات ناعاقبت اندیش احادیث نبویہ پر بھی تو حرف گیری کرنے لگ گئے صاف حدیث کا کھلا مسئلہ تھا مگر پھر بھی عاملین حدیث نبویہ کو مطعون کرتے ہیں ان سے کوئی پوچھے تو سہی کہ آپ جو اس حدیث پر حرف گیری کر رہے ہیں کیا آپ کے پاس کوئی صریح حدیث اس بارے میں حضرت سے عدم وفا کی ہے اگر ہے تو پیش کرو والا خدا سے ذرا ڈرو کیوں بے ادب کرتے ہیں توہین حدیث نبوی + اہل بدعت کو خدا صاحب آداب بنا۔ **قولہ ۳۶** غیر مقلدین کے نزدیک کوئی پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا تھوڑا ہو یا بہت نجاست پیخانہ ہو یا پیشاب یا اور کوئی نجاست ہو ہاں اُسوقت ناپاک ہوگا کہ بو مزہ رنگ ظاہر ہو الخ **اقول** ناظرین غور فرماویں کہ مولویصاحب نے کن کن لوگوں پر زبان درازی کی ہے اور در پردہ کیسے کیسے بزرگان دین پر تبرا کیا ہے علامہ نیساپوری اپنی تفسیر میں اور علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں فمذھب الحسن البصری والنخعی ومالک وداود والیہ میل الغزالی ان الماء لا ینجس مالم یتغیر سواء کان الماء قلیلا او کثیرا یعنے مذہب امام حسن بصری اور امام نخعی اور امام مالک اور امام داود ظاہری اور میلان امام غزالی یہی ہے کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا جبتک کہ بو رنگ مزہ نہ بدلے خواہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ امام بغوی شرح سنہ باب الماء الذی لا ینجس میں فرماتے ہیں وذھب جماعۃ من اھل العلم الی ان الماء القلیل لا ینجس بوقوع النجاسۃ فیہ مالم یتغیر طعمہ او ریحہ وھو قول الحسن وعطاء والنخعی وبہ قال الزھری گئی ہے ایک جماعت اہل علم کی اسطرف کہ پانی تھوڑا ناپاک نہیں ہوتا پلیدی گرنے کی وجہ سے جبتک کہ مزہ بو نہ بدلے اور یہی مذہب ہے خواجہ حسن بصری اور عطار اور ابراھیم نخعی اور زہری کا اسی طرح تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں بھی مسطور ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ الفرقان امام شوکانی نے نیل الاوطار میں ۳ مذہب کو ابن عباس وابوہریرہ وسعید بن المسیب وعکرمہ وجابر بن زید وابن ابی لیلی وثوری رحمہم اللہ کا بھی بیان فرمایا ہے سبل السلام ص میں لکھا ہے فذھب القاسم ویحیی بن حمزۃ وجماعۃ من الآل ومالک والظاھریۃ واحمد فی احد قولیہ وجماعۃ من اصحابہ الی انہ طھور قلیلا کان او کثیرا یعنے قاسم اور یحی بن حمزہ اور ایک جماعت اہل بیت کی اور مالک اور ظاہریہ اور امام احمد ایک

قول ہیں اور ایک جماعت اُنکے تلامذہ سے یہی مذہب ہے کہ وہ پانی پاک ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت سٹ
میں ہے وھو قول جماعۃ من الصحابۃ کما فی البحر یعنی یہی مذہب ایک جماعت کا ہے صحابہ کرام سے جیسا
کہ بحر میں لکھا ہے نیز صفحہ مذکورہ میں ہے وقال ابن حزم فی المحلی انہ روی عن عائشہ ام المومنین وعمر
بن الخطاب وعبد اللہ بن مسعود وابن عباس والحسن بن علی ابن ابی طالب ومیمونہ ام المومنین
وابی ھریرۃ وحذیفۃ بن الیمان والاسود بن یزید وعبد الرحمن اخوہ وابن ابی لیلی وسعید بن جبیر
وابن المسیب ومجاھد وعکرمۃ والقاسم بن محمد والحسن البصری وغیر ھولاء ھ یعنی ابن حزم نے محلی
میں کہا ہے کہ یہی مروی ہے بی بی عائشہ ام المومنین اور عمر بن الخطاب اور ابن مسعود اور ابن عباس
اور حسن بن علی بن ابی طالب اور میمونہ ام المومنین اور ابو ہریرہ اور حذیفہ بن الیمان اور اسود بن
یزید اور انکا بھائی عبد الرحمن اور فقیہ ابن ابی لیلی اور سعید بن جبیر اور سید التابعین ابن المسیب اور
مجاہد اور عکرمہ اور قاسم بن محمد اور خواجہ حسن بصری اور سوائے ان لوگوں کے ان سب کا یہی مذہب ہی
حضرات آپنے ملاحظہ فرمالیا مولویصاحب عرف الجادی والیکو آڑ میں رکھکر کیسے کیسے بزرگوں کا شکار
کرتے ہیں حضرات مذہب حنفی میں دہ دردہ کا مسئلہ مشہور ہے گہرائی کی ظاہر روایت میں کوئی
حد نہیں بعضے کہتے ہیں کہ اتنا گہرا ہو کہ آدمی لپ سے پانی اوٹھاوے تو اٹھاتے وقت پانی کی جگہ زمین
نظر نہ آوے بعضے کہتے ہیں کشادہ انگلیوں کے ساتھ چار انگل کی گہرائی ہو بعضے کچھ بعضے کچھ جب یہ
بات طے ہو گئی تو اب سنیئے کہ فتح القدیر صـ۳۳ ج ا میں ہے ولو سقطت نجاسۃ فی عشر فی عشر ثم انتقص عن العشر
اقل فھو طاھر یعنی اگر دہ دردہ میں نجاست پلیدی پڑ جاوے اور پھر پانی دہ دردہ سے بہت کم ہو
جاوے توبھی وہ پانی پاک ہے بحر الرائق میں ہے دہ دردہ پانی جاری کی طرح ہے جس جگہ پلیدی گری
ہو وہاں وضو کرنا درست ہے مانصہ ثم فی قولہ کالجاری اشارۃ الی انہ لا یتنجس موضع الوقوع
وھو مروی عن ابی یوسف رح وبہ اخذ مشائخ بخاری وھو المختار عندھم کذا فی التبیین وقال
فی فتح القدیر وھو الذی ینبغی تصحیحہ الخ خواہ وہ پلید نظر آتی ہو یا نہ کوئی فرق نہیں ابن الہمام اس
مسئلہ کی تصحیح فرما رہے ہیں مشائخ حنفیہ بلخ و بخاری کے نزدیک یہی مختار ہے مولویصاحب اسی
پر راضی رہیے۔ **قولہ** ۷۷ غیر مقلدین کے نزدیک نمازی کے کپڑوں کے واسطے طہارت شرط نہیں
اگر ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو اوسکی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ صحیح ہوتی ہے الخ **اقول** حضرات
دلیل الطالب کی اصل عبارت یہ ہے غور سے ملاحظہ فرماویں مارا شکے در وجوب طہارت ثیاب در
حالت صلوٰۃ از مصلی با ثواب متنجسہ بنا بر ادلہ مذکورہ شک نیست اما نزاع در شرطیت موثرہ در عدم

صلوۃ ست و دلیلے کہ موجب این قضا باشد قائم نیست الخ یعنے مجھے اسمیں توشک نہیں کہ نماز کیلئے کپڑوں کا پاک ہونا واجب ہے اور ناپاک کپڑوں میں پڑھنے والہ گنہگار ہے اون دلیلونکی روسے کہ اوپر بیان ہو چکی ہیں صرف مجھے نزاع ہے اسکے شرط ہونیمیں جو عدم صلوۃ میں موثر ہو کوئی دلیل اس بارے میں قائم نہیں ہوئی جس سے یہ حکم ثابت ہو۔ حضرت نواب تو واجب بھی کہتے ہیں مگر ابن عباس ابن مسعود سعید بن جبیر امام مالک تو وجوب ہی کے قائل نہیں اور قدیم قول شافعی میں بھی شرط نہیں چنانچہ نیل الاوطار میں نقل کیا ہے ملاحظہ ہو صـ۲۶ج ۲ وروی عن ابن مسعود و ابن عباس وسعید بن جبیر وهو مروی عن مالك انها لیست بواجبة یعنی ابن مسعود ابن عباس سعید بن جبیر اور امام مالک سے مروی ہے کہ یہ واجب نہیں ونقل صاحب النهایة عن مالك قولین احدهما ازالة النجاسة سنة ولیست بفرض صاحب نہایہ نے امام مالک کے دو قول نقل کئے ہیں ایک انمیں کا یہ ہے کہ نجاست کا دور کرنا سنت ہے فرض نہیں میزان الکبری شعرانی صـ۱۹۶ج ۱ میں ہے والروایة الثانیة عنه الصحة مطلقا وان کان عالما عامدا امام مالک کی دوسری روایت یہ ہے کہ نماز مطلقا اوسکی صحیح ہے اگرچہ جانکر اور عمداً ہی کیون نہو شرح سنہ کے باب من علیه الدم میں ہے روی عن محمد بن سیرین قال نحر ابن مسعود جزورا فقام الی الصلوة وعلی صدره من فرثها ودمها قال ابوموسی الاشعری رضی الله عنه ما ابالی لو نحرت جزورا فتلطخت بفرثها ودمها واکلت من شحمها ولحمها ثم صلیت ولم امس ماء انتهی مروی ہے محمد بن سیرین سے کہ ابن مسعود نے اونٹ ذبح کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے اور اُنکے سینہ پر اوسکی لید اور خون تھا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے پرواہ نہیں اِس بات کی کہ میں اگر اونٹ ذبح کرکے اوسکے لید اور خون میں لتھڑ جاؤں اور کھاؤں چربی اور گوشت اوس کا پھر بلا چھوئے پانی کے نماز پڑھوں مجمع الزوائد صـ۱۶۵ج ۱ میں ہے عن ابن سیرین قال نحر ابن مسعود جزورا فتلطخ بدمها وفرثها واقیمت الصلوة فصلی ولم یتوضأ رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله ثقات یعنی ابن مسعود نے اونٹ ذبح کیا پس لتھڑ گئے خون اور لید میں اور تکبیر ہوئی نماز کی سو نماز پڑھی اور نہ وضو کیا حضرات نواب تو وجوب کا بھی قائل ہے نجس کپڑوں سے نماز پڑھنے والیکو گنہگار بھی کہتا ہے مولوی صاحب کے بعض مشائخ نے تو ناپاک کپڑومیں نماز کی رخصت ہی دیدی ملاحظہ ہو مختار الفتاوی ورق ۲۲ قلمی میں جامع ظہیر الدین سے نقل کیا ہے رخص بعض المشائخ الصلوۃ فی الثوب النجس من غیر عذر یعنے بعض مشایخوں نے رخصت دی ہے نماز کی پلید کپڑوں میں بلا عذر کے

فتاوی خانی میں ہے ولو صلی فی ثوب محشو بطانتہ طاہرۃ وظہارتہ کذلک وحشو نجاسۃ جازت صلوتہ فی قول محمد یعنے اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے کہ ابرا اور نیچے کا کپڑا پاک ہو اور روئی کی جگہ پلیدگی بہری ہو تو امام محمد کے نزدیک اُسمیں نماز پڑھنا درست ہے اب تو مولوی صاحب سرویوں میں رضائی اور شیروانی اور جبہ بھی نجاست بھر کے سلوا کر پہنا کریں نماز تو ہو ہی جاتی ہے پھر کیا خوف ہے نجاست میں گرمائی زیادہ ہو گی اور مولویصاحب کے مذہب میں نجاست غلیظہ مثل گوہ موت وغیرہ مقدار ہتھیلی کپڑا سنا ہوا ہو تو اُسمین نماز درست ہے اور نجاست خفیفہ میں چوتہائی کپڑے کی رخصت ہے۔ ہدایہ وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیے یہ ہے مولویصاحب کے یہاں شرطیت کی کیفیت۔ حضرات ہاتھی کے دانت کہانیکے اور دکہانے کے اور بہلا نواب نے تو ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنے میں گنہگار تو کہا ہے آپ کے یہاں تو انھیں معافی میں رکہا ہے گنہگار بھی نہیں میرے پیارے ناظرین انصاف کریں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ **قولہ** ۲۸ غیر مقلدین کے نزدیک نمازی کے بدن کیواسطے طہارت شرط نہیں ہے الخ **اقول** حضرات اس کا ذکر بھی نمبر ۲۰ سے بخوبی واضح ہے اب ذرا مولویصاحب کے یہاں کی بھی بدنکی پاکی ملاحظہ فرما کر انصاف سے داد حق کی دیں جوہرۃ النیرہ شرح قدوری صہ میں علامہ حدادی فرماتے ہیں اذا لم یستنج بحجر ولا غیرہ وکانت لم تجاوز مخرجھا جازت صلوتہ یعنی جبکہ نہ استنجا کرے پتھر سے اور نہ علاوہ پتھر کے اور ہو وہ پلیدی اپنے مخرج سے بڑھی ہوئی نہو (یعنی حلقہ دبر ہی سنا ہوا ہو) تو درست ہے نماز اوسکی بحر الرائق ورق ۱۸۳ میں ہے ہذا بعمومہ یتناول ما اذا کان مقعدتہ کبیرۃ وکان فیہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرہم ولم یتجاوز المخرج فانہ ینبغی ان یعفی عنہ اتفاقا لاتفاقہم علی ان ما علی المقعد ساقط یعنی دبر پر کی نجاست بالاتفاق معاف ہے اگرچہ دبر کا حلقہ کسی کا مقدار درہم سے بڑا ہو اور نجاست زیادہ درہم سے اتنی بات ضرور ہے کہ حلقہ سے تجاوز نہ کیا ہو تب بھی معاف نماز درست وجائز حضرات یہ دین ہے یا تھیٹر کا کھیل سو ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا **قولہ** ۲۹ غیر مقلدین کے نزدیک بے وضو آدمی قرآن شریف چھو سکتا ہے الخ **اقول** حضرات ابہی مولوی صاحب بغیر وضو کو لئے پھرتے ہیں یہاں تو ان کے امام صاحب کے یہاں جنبی تک کا چھونا درست ہے مولوی صاحب نے فضول اس نمبر سے سیہ برسفید کیا ہے اِس لئے کہ یہ بات تو مولوی صاحب نمبر ۹ ہی میں کہہ چکے ہیں شاید نمبر کے لوگونکی آنکھوں میں زیادہ گرد کہانے کی غرض سے ہو ہمنے نمبر ۹ کے جواب میں فراغت پالی ہے ملاحظہ

فرمالیں علاوہ ازیں مزید تشفی کے لئے ملاحظہ ہو ابن عباس اور ضحاک وغیرہ کا بھی یہی مذہب تھا اسی طرح حماد اور حکم کا بھی یہی مذہب تھا ملاحظہ ہو نیل الاوطار اور شرح سنہ امام بغوی باب لایمس المحدث المصحف کو نیز یہی مذہب ہے ابراہیم نخعی کا حماد امام صاحب کے استاذ ہیں اور ابراہیم نخعی انکے دادا استاذ ابن عباس صحابی ضحاک تابعی ناظرین خود انصاف کرسکتے ہیں نواب وغیرہ نے اگر کہا تو کیا قصور کیا **قولہ** نـ۳۲ غیر مقلدین کے نزدیک ساہی اور خارپشت اور گوہ (ضب) کہانا حلال ہے الخ

اقول حضرات ہم اسجگہ صرف عبارت عرف الجادی محولہ مولویصاحب ہی کی آپ صاحبوں کے پیش نظر کرنا انسب سمجھتے ہیں تا معلوم ہوجاوے کہ مولویصاحب آیا واقعی اس الزام دینے میں سچے ہیں یا محض انکی افترا ہے وچون ابن عمر از قنفذ یعنے خارپشت کہ بہندیش ساہی خوانند پرسیدند گفت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الایہ پیری نزد ابن عمر نشستہ بود وی گفت ذکر کردہ شد قنفذ نزد رسول اللہ فرمود پلیدی از پلید ہاست اخرجہ احمد و ابو داؤد و اسنادش ضعیف است بنابر جہالت این شیخ و شاید ارجح خبث اوست و خبیث حرام ست لقولہ عزوجل ویحرم علیہم الخبائث الخ یعنے جب ابن عمر سے کسی نے ساہی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اُسکے جواب میں آیت قل لا اجد الآیۃ کو پیش کیا (یعنی ابن عمر نے حلال خیال کیا)، ایک بزرگ ابن عمر کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ ساہی آپ کے سامنے ذکر کیا گیا تو رسول خدا نے فرمایا یہ پلیدی ہے پلیدیوں سے روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد سے سند اسکی بوجہ مجہول ہونے شیخ کے ضعیف ہے شاید ارجح اسکی حرمت میں اس کا پلید ہونا ہی ہے اور ہر پلید حرام ہے بدلیل قول اللہ تعالی ویحرم علیہم الخبائث کے. حضرات کیا عرف الجادی والا ساہی کو حلال کہہ رہا ہے. یہی روایت دلیل الطالب ص۴۶۴ میں بھی وارد ہوئی ہے. خیر لیجئے علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں فرماتے ہیں قال الشافعی یحل اکل القنفذ امام شافعی نے کہا ساہی کا کہانا حلال ہے مباہج الامہ ص۵۰ میں ہے ومنہا القنفذ وہو حلال عند مالک والشافعی میزان الکبری شعرانی ص۶۲ جواب ۲ میں ہے ومن ذلک قول مالک والشافعی بحل اکل القنفذ امام مالک اور شافعی کے نزدیک ساہی حلال ہے. سبل السلام ص۱۹۵ ج میں ہے وذہب مالک وابن ابی لیلی الی انہ حلال امام مالک و ابن ابی لیلی کے نزدیک ساہی حلال ہے. رہا مسئلہ گوہ جسے فارسی میں سوسمار کہتے ہیں سو صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلوا فانہ حلال ولکنہ لیس من طعامی کہاؤ کہ یہ حلال ہے میں اسلیے تمہارے ساتھ نہیں کہاتا کہ یہ میرے کہانے میں سے نہیں ہے امام طحاوی شرح معانی الآثار ص۳۱۲ ج ۲ میں فرماتے ہیں اخیر فیصلہ فثبت بتصحیح ہذہ الآثار

انہ لا باس باکل الضب و ھو القول عندنا اور نیز امام طحاوی مشکل الآثار صفحہ ۲۸۲ ج ۴ میں آخیری ڈگری یوں فرماتے ہیں ففیما ذکرنا مما قد دل علی اباحۃ اکل لحم الضب و کل ما روی فی ھذا سوی ذلک ففیما دوینا فی ھذا الباب ما یجزی منہ واللہ نسالہ التوفیق امام طحاوی فرماتے ہیں ہمارے نزدیک بھی گوہ حلال ہے عینی شرح صحیح البخاری میں ارشاد فرماتے ہیں الاصح عند اصحابنا ان الکراھیۃ تنزیھیۃ لا تحریمیۃ لظاھر الاحادیث الصحیحۃ انہ لیس بحرام یعنے ہمارے حنفیوں کے نزدیک کراہیت تنزیہی ہے نہ تحریمی واسطے ظاہر حدیثوں صحیحہ کے کہ یہ حرام نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۳۶ ج ۲ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں واراد بالنھی الکراھۃ التنزھیۃ مراد کراہیت سے کراہیت تنزیہی ہے۔ علامہ ابن ملک حنفی نے بھی گوہ کو حلال کہا ہے۔ پیارے ناظرین یہ تو غیر مقلد نہیں انہیں کیا ہو گیا یہ تو حنفی ہی ہیں پہلے ان کو کوسیئے ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ حضرات ایک طرف تین امام حلال کہہ رہے ہیں اور ایک طرف صرف ایک امام کثرت کو قبول کرنا چاہئے قلت کو ترک کیجئے **قولہ ۳۱** غیر مقلدین کے نزدیک ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والے کا وضو ٹوٹ جاتا ہے جو شخص وضو کرے اور کہیں قسمت سے اُس نے نیچا پائجامہ پہن لیا تو اُس کا وضو رخصت ہو گیا الخ **اقول** سے بے ادب کرتے ہیں توہین حدیث نبوی + اہل بدعت کو خدا صاحب آداب بنا۔ حضرت یہ مولویصاحب جسپر تمسخر اُڑا رہے ہیں وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے دیکھو مشکوۃ باب الستر فصل ثانی عن ابی ھریرۃ قال بینما رجل یصلی مسبل ازارہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذھب فتوضا ثم جاء فقال رجل یا رسول اللہ مالک امرتہ ان یتوضأ قال انہ کان یصلی وھو مسبل ازارہ وان اللہ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل ازارہ رواہ ابو داؤد حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ایک وقت ایک آدمی تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کہا کہ جاؤ وضو کر پھر آیا وہ (یعنے وضو کرکے اور نماز پڑھی اُس نے) ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول آپنے کیوں اسے وضو واپس کرنے کا ارشاد فرمایا تہا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تہبند لٹکا کر نماز پڑھتا تہا اور اللہ تعالیٰ ٹخنے سے نیچے لٹکانیوالے کی نماز نہیں قبول فرماتا۔ شیخ عبد الحق شرح فارسی مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ وظاہر در فہم چنان می آید کہ اسبال ناقض وضو باشد یا موجب کراہیت دران اما شراح بیان آن چنیں کردہ اند اس حدیث سے ظاہر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا ناقص وضو ہے یا موجب کراہیت کا اسمیں مگر شارحین نے اس کے خلاف اس اس طرح بیان تاویلیں کی ہیں۔ حضرات اب میں مولویصاحب کے سرگروہ کی کتاب بہشتی زیور سے ایک بات لکھدینا ہوں

جس سے مولوی صاحب کے کلام کی پڑتال بخوبی ہو جاوے گی ملاحظہ ہو صفحہ ۴۵ عقیدہ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے اللہ رسول کی کسی بات میں شک کرنا یا اُس کو جھٹلانا یا اسمیں عیب نکالنا یا اُس کے ساتھ مذاق اوڑانا ان سب باتوں سے ایمان چلا جاتا ہے۔ اب انصاف سے فرمایئے مولوی صاحب کے ایمان کا کیا حال ہے آیا رہا یا گیا۔ حضرات یہ مذہبی عصبیت وحمیت کا اصل ثمرہ ہے۔ **قولہ** ع۳۲ غیر مقلدین کے نزدیک وضو میں اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو وضو نہیں ہوتا لیکن اگر کسی نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی اور جانور کو بغیر بسم اللہ ذبح کر ڈالا تو وہ جانور حرام نہیں ہوتا الی آخر ما قال **اقول** حضرات اس میں مولوی صاحب نے دو الزام اہل حدیثوں کو دیئے ہیں ایک تو بغیر بسم اللہ کے وضو کا نہ ہونا دوسرا بلا بسم اللہ کے ذبیحہ کا حرام نہ ہونا حضرات الزام اول کو سنیئے ابو داوُد ترمذی احمد ابن ماجہ میں حدیث ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ یعنی نہیں ہے وضو اُس آدمی کا جو کہ بسم اللہ نہ کہے شیخ عبد الحق فارسی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں۔ نزد احمد در روایتی باختیار جماعہ از اصحاب وے واجب ست و شرط وضو ست بحکم این حدیث کہ نفی وضو میکند نزد عدم تسمیہ ایک روایت میں نزدیک امام احمد کے ساتھ اختیار کرنے ایک جماعت کے تلامذہ اُن کے سے واجب ہے۔ اور شرط وضو کی ہے اس حدیث کے حکم کی رو سے جو کہ بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ سے وضو کی نفی کرتی ہے امام بغوی شرح سنہ کے باب التسمیۃ علی الوضوء میں فرماتے ہیں وذہب بعض اہل العلم الی انہ لو ترک التسمیۃ اعاد الوضوء گئے ہیں بعض اہل علم اس طرف کہ بسم اللہ کے چھوڑ دینے سے وضو کو دہرایئے امام ترمذی نے بیان کیا ہے اپنی جامع میں قال اسحق ان ترک التسمیۃ عامدا اعاد الوضوء وان کان ناسیا او متاولا اجزاہ امام اسحق بن راہویہ نے کہا اگر بسم اللہ عمدا چھوڑ دے تو وضو پھر سے کرے۔ اور اگر بھول کر نہ کی تو کوئی ضرورت نہیں مکرر وضو کی۔ میزان الکبری شعرانی صفحہ ۱۳۷ ج ا میں ہے مع قول داود واحمد انہا واجبۃ لا یصح الوضوء الا بہا داوُد ظاہری اور امام احمد کے نزدیک یہ واجب ہے بلا اس کے وضو صحیح نہیں۔ اصل بنا اختلاف کی یہ ہے کہ بعض اسکو دلا نفی کمال پر مبنی کرتے ہیں ان کے نزدیک سنت ہے اور بعض نفی صحت پر حمل کرتے ہیں انکے نزدیک فرض شرط و رکن وضو ہے نفی کمال کی شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۲ کمال ابن الہمام نے فتح القدیر میں تردید کی ہے الغرض حضرات حدیث الغواشیہ میں نواب نے صرف حدیث ہی کا ترجمہ تحریر فرمایا ہے مولوی صاحب اگر اہل حدیثوں کو حدیث ہی کیوجہ سے بدنام کرنا چاہتے ہیں تو ایک دفعہ نہیں کروڑ دفعہ بدنام کیا کریں

آپ انکی تنکیس وتنقیص سمجھیں خداوند عالیجناب کے دربار میں انہیں یہ باعث رفعت ہے الزام ثانی کے متعلق غور سے سنیئے حضرات یہ الزام دو صورتوں کو مشتمل ہے ایک یہ کہ جان بوجھ کر بسم اللہ کو ترک کرنا اور دوسرا یہ کہ بھول کر صورت اولی یعنے جان بوجھ کر بسم اللہ ترک کرنا ذبیحہ امام شافعی کے نزدیک حلال ہے۔ ملاحظہ ہو میزان الکبری شعرانی صـ٦ـ ج ٢ من ذلک قول الشافعی ان ترک التسمیۃ علی الذبیحۃ عمدًا او سہوًا لایضر ہدایہ آخرین میں ہے قال الشافعی اکل فی الوجہین امام شافعی کے نزدیک دونوں صورت میں وہ ذبیحہ حلال ہے امام نووی شرح صحیح مسلم صـ١٤٥ـ ج ٢ میں فرماتے ہیں فمذہب الشافعی وطائفۃ انہا سنۃ فلو ترکہا سہوًا او عمدًا حل الصید والذبیحۃ وھی روایۃ عن مالک واحمد مذہب امام شافعی وایک گروہ کا یہ ہے کہ بسم اللہ سنت ہے اگر کوئی عمدًا یا سہوًا چھوڑ دے تب بھی شکار اور ذبیحہ حلال ہے اور یہی روایت ہے امام مالک اور امام احمد سے ملا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں فلو ترک التسمیۃ اختلفوا فیہ فذہب جماعۃ الی انہ حلال روی ذلک عن ابن عباس والیہ ذھب مالک والشافعی واحمد اگر ذبیحہ پر بسم اللہ چھوڑ دے تو اُسمیں علماء نے اختلاف کیا ہے ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ یہ ذبیحہ حلال ہے۔ مروی ہوا ہے یہ ابن عباس سے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد کا امام طحاوی شرح معانی الاثار صـ١٦ـ ج ا میں فرماتے ہیں ما ثبت فی حکم النظر ان من ترک التسمیۃ علی الذبیحۃ متعمدًا لا توکل لقد تنازع الناس فی ذلک فقال بعضہم توکل وقال بعضہم لا توکل یعنے نہیں ثابت ہوا حکم نظری میں کہ متروک التسمیہ ذبیحہ کا کھانا درست نہیں بلکہ لوگوں نے تنازع کیا ہے۔ اسمیں بعضوں نے کہا درست ہے کھانا بعضوں نے کہا نہیں۔ حضرات معلوم ہو گیا کہ یہ مسئلہ کن لوگوں کا ہے ان لوگوں کو مولویصاحب کیا فتوی دینگے باید دید علاوہ ازیں اہلحدیثوں کا مسلمہ مسئلہ یہ ہے چنانچہ صحیح بخاری کتاب الذبائح باب التسمیۃ علی الذبیحۃ ومن ترک متعمدا وقال ابن عباس من نسی فلا باس بہ وقال اللہ تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق والناسی لا یسمی فاسقا الخ مسئلہ ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا اور مسئلہ عمدًا ترک کرنے والے کا ابن عباس نے کہا جو بھول جاوے تو اُس کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہ کھاؤ بے بسم اللہ کے ذبیحوں کو کہ وہ فسق ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے امام بخاری رحمہ اللہ نے عمدًا و نسیانا میں فرق بتا دیا ناسی کا ذبیحہ حلال عامد کا نہیں یہ ہے حضرت ائمہ حدیث کا مسئلہ صحیح بخاری وہ کتاب ہے کہ جسپر شرق وغرب کا اتفاق ہے۔ عرف الجادی کوئی معیار

اسلام کی کتاب نہیں اس کتاب کی وجہ سے اہل حدیثوں کی جماعت کو مطعون کرنا عقلمندوں کی شان سے بعید ہے ایک مسئلہ قاضی خان وغیرہ کا بھی گوش ہوش سے سنیئے ملاحظہ ہو ص ۳۳ ج ۴ اذا رمی سہما الی جرادة او سمکة وترک التسمیة عامدا فاصاب صیدا اخر فقتله فانه یحل اکله وعن ابی یوسف روایتان فی روایة لا یوکل لان المصاب لا یحل بلا تسمیة والصحیح المختار انه یوکل یعنی جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑ کے تیر مارا ٹڈی یا مچھلی کی طرف سو وہ تیر دوسرے شکار کو لگا اور اُسے مار ڈالا تو وہ شکار حلال ہے ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ کہایا نہ جاوے اس لئے کہ وہ بے بسم اللہ کے مرا ہے ولیکن صحیح اور مختار یہی ہے کہ اُس کا کہانا درست ہے دیکھا حضرات یہ ذبیحہ کیسا حلال کر دیا بلا بسم اللہ کے دیکھا کہ شوافع اب تو اسے کہا جاویں گے تو جہٹ کہدیا کہ یہ ذبیحہ تو حلال دوسروں کے حصہ نہیں جا سکتا انصاف تو یہ تہا کہ یہ شافعیوں کا حق تہا مگر حرص میں آکر بے بسم اللہ کا بھی حلال کر دیا دوسرا مسئلہ لو ہدایہ ص ۳۲ آخرین قاضی خاں ص ۳۴۲ ج ۴ میں لو قال الحمد للہ او سبحان اللہ یرید التسمیة حل یعنے ذبح کے وقت بسم اللہ کی جگہ الحمد للہ یا سبحان اللہ کہے اور بسم اللہ جانکر نہ کہے اور بسم اللہ کے ارادہ سے یہی کہدے تو وہ ذبیحہ حلال ہے۔ دیکھا جناب اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے این خانہ ہمہ آفتاب ست۔ حضرات ملت نعمانی کی بسم اللہ یہ ہے۔ انھیں دوسروں پر حرف گیری کرتے کچہ خرخشہ نہ پیدا ہوا اپنے گھر کی صفائی پہلے لازم تہی خود را فضیحت دیگر را نصیحت حضرات اس بسم اللہ کو بہی ایک وقعت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے ؎ ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ **قولہ** ص ۲۲ غیر مقلدین کے نزدیک خون بدن سے کتنا ہی نکلے اوس سے وضو نہیں ٹوٹتا الخ **اقول**۔ حضرات غور سے ملاحظہ فرماویں کہ آیا یہ کن کن لوگوں کا مذہب ہے کیا واقعی اہل حدیث ہی انگشت نما کے لایق ہیں یا اور بھی امام بغوی شرح سنہ کے باب ما یوجب میں فرماتے ہیں اما خروج النجاسة من غیر الفرجین فاختلف اهل العلم فیه فذهب جماعة الی انه لا یوجب الوضوء ویروی ذلک عن عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ بن عباس و بن ابی اوفی والیه ذهب من التابعین عطاء وطاؤس والحسن والقاسم بن محمد وسعید بن المسیب به قال مالک والشافعی انتهی ملخصا یعنے نجاست قبل و دبر کے علاوہ سے نکلنے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ اس سے وضو واجب نہیں مروی ہوا ہے یہ ابن عمر اور ابن عباس و ابن اوفی سے اسی طرف گئے ہیں تابعین میں سے عطا طاؤس حسن بصری قاسم بن محمد سعید بن المسیب اور یہی مذہب ہے مالک اور شافعی کا سبل السلام ص ۳۲ ج ۱ میں ہے قال زید بن

علے والشافعی ومالک والناصر وجماعۃ من الصحابۃ والتابعین ان خروج الدم من البدن من غیر السبیلین لیس بناقض زید بن علی اور امام شافعی اور امام مالک اور ناصر اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین نے کہا کہ قبل و دبر کے سوا خون کا بدن سے نکلنا ناقض وضو نہیں موطا امام مالک دارقطنی میں ہے فصلی عمر وجرحہ یثعب دما نماز پڑھی عمر رض نے اور زخم انکا بہتا تہا خون سے شرح موطا میں ہے فی الاثر دلیل علے ان الدم السائل لا ینقض الوضوء کما قالت بہ الائمۃ الثلاثۃ یعنے حضرت عمر کے اثر میں دلیل ہے اس امر کی کہ خون بہنے والا ناقض وضو نہیں۔ جیسا کہ امام مالک امام شافعی امام احمد نے کہا ہے مصفی شرح موطا میں شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں۔ بالجملہ ارجح مذاہب در موجبات وضو مذہب حسن بصری ست کہ وضو از ما خرج من السبیلین و از نوم می شکنند و از لمس مراۃ و مس ذکر و قی و رعاف نمی شکنند۔ بالجملہ ارجح مذہبوں کا موجبات وضو میں مذہب حسن بصری رح کا ہے کہ وضو دبر اور قبل سے نکلنے اور نیند سے ٹوٹتا ہے اور عورت اور ذکر کے چھونے اور قے اور نکسیر سے نہیں ٹوٹتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۴۹ ج ا میں کیا عمدہ فیصلہ تحریر فرمایا ہے قال ابراھیم بالوضوء من الدم السائل والقی الکثیر والحسن بالوضوء بالقہقہۃ فی الصلوۃ ولم یقل دمالک اخرون وفی کل ذلک حدیث لم یجمع اھل المعرفۃ بالحدیث علے تصحیحہ والاحسن فی ھذا ان من احتاط فقد استبرأ لدینہ وعرضہ ومن لا فلا سبیل علیہ فی صراح الشریعۃ ابراہیم نخعی بہنے والے خون اور قے کثیر سے وضو کو کہتے ہیں اور حسن قہقہہ سے اور دوسروں نے اسے نہیں کہا اور ہر ایک میں حدیث آئی ہے۔ مگر حدیث کے پہچان والون نے اسکی صحت پر اتفاق نہیں کیا لہذا اصح یہ ہے کہ جسنے اس میں احتیاط کی اُسنے اپنے دین و عزت کو بری کیا اور جس نے احتیاط نہ کی اُسپر ترچھی نگاہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔ حضرات شاہ ولی اللہ بھی تو حنفی ہی ہیں مگر راست گوئی متعصب کو کہان نصیب ہوسکتی ہے۔ حضرات دستور المتقی والے نے صرف یہی لکھا ہے کہ "جسقدر روایتیں اس بارے میں آئی ہیں کہ خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سب ضعیف ہیں"۔ اب فرمائیے انہوں نے کونسی اوپری یا انوکھی بات بیان کی ہے کہ جسپر مولوی صاحب اس قدر جامہ سے باہر ہو رہے ہیں کیا یہ بات شاہ صاحب نے نہیں فرمائی۔ حضرات ہمیں صرف اسوقت یہی دیکھنا منظور ہے کہ اب مولویصاحب شاہ صاحب سے کیا معاملہ کرتے ہیں باید دید۔ **قولہ ۳۲** غیر مقلدین کے نزدیک رمضان کے مہینہ میں اگر کسی نے کچھہ جان بوجھ کر کچھہ کہا پی لیا تو اُسپر روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں فقط قضا اُس روزہ کی کرلے الخ **اقول**۔ حضرات اولاً آپ عبارت دستور المتقی کو ملاحظہ فرمالیں "روزہ کی حالت میں اگر جان کر

کھاپی لے تو اُسپر قضا لازم ہے کفارہ نہیں ہے۔ اگرچہ علمار نے اِس بارے میں اختلاف کیا ہے۔ مگر تحقیق صحیح یہی ہے کہ حضرت سے جانکر صحبت کرنے کے حق میں کفارہ کا حکم ثبوت کو پہونچا ہے۔ اور کسی میں نہیں" اب عبارت جامع ترمذی کی بھی ملاحظہ فرمالیں واما من افطر متعمداً من اکل اوشرب فان اهل العلم قد اختلفوا فی ذلك فقال بعضهم علیه القضاء والکفارة وشبهوا الاکل والشرب بالجماع وهو قول سفیان الثوری وابن المبارك واسحق وقال بعضهم علیه القضاء ولا کفارة علیه لانه انما ذکر عن النبی صلی الله علیه وسلم الکفارة فی الجماع ولم یذکر عنه فی الاکل والشرب وقالوا لا یشبه الاکل والشرب الجماع وهو قول الشافعی واحمد یعنے عمداً کھاپی لینے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے بعضے نے کہا اُسپر قضا اور کفارہ دونوں ہیں اور انکو جماع سے تشریح دی ہے یہی مذہب ہے سفیان ثوری ابن المبارک اور اسحق کا اور بعض اہل علم نے کہا صرف قضا ہے کفارہ نہیں اس لئے کہ جو کفارہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ جماع میں ہے اور آپ سے اکل وشرب میں مروی نہیں ہوا اور کہا انہوں نے کہ اکل وشرب جماع کے مشابہ نہیں یہی مذہب ہے امام شافعی وامام احمد کا علامہ شمنی شرح نقایہ میں لکھتے ہیں وقال الشافعی واحمد لا کفارة علی من اکل اوشرب عمداً لان الکفارة وردت فی الجماع امام شافعی واحمد نے کہا عمداً کھانے پینے میں کفارہ نہیں اس لئے کہ کفارہ جماع ہی میں وارد ہوا ہے مصفی شرح موطا میں ہے وکفارہ مخصوص است بجماع دون اکل وشرب نزدیک شافعی واحمد امام احمد وشافعی کے نزدیک کفارہ جماع کے لئے خاص ہے اکل وشرب میں نہیں امام غزالی کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ احیار العلوم میں بیان فرمایا ہے حضرات آپ خود انصاف کرسکتے ہیں کہ اگر دستور المتقی والے نے اِس مسلک کو اختیار کیا تو کیا جرم کیا ہے امام شافعی امام احمد امام غزالی وغیرہ علمار کو آپ کن نگاہوں سے ملاحظہ فرماتے ہیں علاوہ ازیں یہ مسئلہ اہل حدیثوں کے یہاں جس طرح صحیح اور لایق عمل ہے صحیح بخاری شریف کو ملاحظہ فرمالیں اور پھر زبان درازی کیجئے دستور المتقی کوئی معیار اسلام نہیں جسکی پابندی لازم ہو۔ **قولہ** غیر مقلدین کے نزدیک مسافر ہرگز مقیم نمازی کے پیچھے اقتدا نہ کرے اگر کہیں مسافر پھنس جائے اور بغیر امام کے پیچھے نماز پڑھے ہوئے خلاصی نہیں ہے تو مجبوری پچھلی دو رکعتوں میں شریک ہو نہ اگلی میں الخ **اقول** حضرات یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اس لیئے کہ جو لوگ اس کے قائل ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ قصر مسافر پر واجب ہے۔ حضرت سے کوئی صورت اسکی خاص نہیں کہ فلاں حالت میں نماز قصر نہیں اور اختلاف ائمہ نماز سے روا نہیں اور کوئی دلیل ایسی نہیں کہ اسوقت قصر نہیں

چاہیئے اس میں صاحب البنیان ہی تنہا قائل نہیں ملاحظہ ہو نیل صـــ ج ۳ واختلف فی العکس (ای اقتداء المسافر بالمقیم) فذهب الهادی والقاسم وابوطالب وابوالعباس وطاؤس و داؤد والشعبی والامامیة الی عدم الصحة لقوله صلی اللہ علیہ وسلم لا تختلفوا علے اماسکم وقد خالف فی العدد والنیة الی وقد خصصت الهادویة عدم صحة صلاة المسافر خلف المقیم بالاولیین من الرباعیة وقالو بصحتها فی الاخیرتین یعنے مسافر کے مقیم کے ساتھ اقتدا کرنے میں اختلاف ہے ہادی اور قاسم اور ابوطالب اور ابوالعباس اور طاؤس اور داؤد ظاہری اور امام شعبی اور امامیہ اس طرف گئے ہیں کہ اقتدا صحیح نہیں اس لئے کہ حضرت نے فرمایا نہ اختلاف کرو تم اپنے امام پر اس میں تو گنتی اور نیت میں مخالفت ہے ہادویہ نے اول کی دو میں اقتدا کو منع کیا ہے اور اخیر کی دو میں جائز حضرات اسمیں غور کریں کہ آیا صرف صاحب البنیان ہی ترچھی نگاہوں کے لایق ہیں۔ یا طاؤس وشعبی جو کہ تابعین سے ہیں وہ بھی علاوہ ازین یہ مسئلہ اہل حدیثوں کا نہیں ہے ملاحظہ ہو صحیح مسلم صـــ۲۴۳ ج ۱ وکان ابن عمر اذا صلے مع الامام صلے اربعا واذا صلاها وحده صلے رکعتین ابن عمر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو پڑھتے نیز صـــ۲۴۱ ج ۱ میں ہے عن موسی بن سلمة الهذلی قال سالت ابن عباس کیف اصلی اذا کنت بمکة اذا لم اصل مع الامام فقال رکعتین سنة ابی القاسم صلے اللہ علیہ وسلم ابن سلمہ ہذلی نے ابن عباس سے پوچھا کہ میں مکہ میں امام کے ساتھ نہ ہوں تو کس طرح پڑھوں کہا دو ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ان روایتوں کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام نسائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ حضرات یہ ہے صحیح مذہب اہل حدیثوں کا کہ جس پر شرق وغرب کے متفق ہیں مگر حنفیوں کے مذہب میں جیساکہ ہدایہ شرح وقایہ کنز قدوری جامع الصغیر بلکہ تمام متون وشروح متفق ہیں کہ مسافر کو غیر مسافروں کے وقت سے خارج میں اقتدا بالکل درست نہیں ہے میرے پیارے ناظرین کیا یہ لوگ ھادویہ کے چھوٹے بھائی نہیں گوہ کا بھائی کون؟ یاد۔ **قولہ ۳۵** غیر مقلدین کے نزدیک پردہ کا حکم سوائے ازواج مطہرات کے اور کسی عورتوں کو نہیں الخ **اقول** حضرات ناظرین اصل عبارت البنیان کی یہ ہے ملاحظہ ہو وآیت حجاب خاص درباره ازواج مطہرات آمدہ درحق زنا امت یعنے خاص پردہ ازواج مطہرات ہی کے بارہ میں آیا ہے نہ امتونکی عورتوں کے حق میں۔ اس عبارت کو شیخ عبدالحق رح کی عبارت سے موازنہ فرماکر حق کی داد دیں شیخ صاحب شرح فارسی مشکوۃ یعنی اشعۃ اللمعات صـــ۳۰۲ ج ۳ میں فرماتے ہیں حجاب از سنت کہ از خانہ

پیش مردم بیروں نیاینده اگرچه پوشیده باشند و آن از خواص ازواج مطهره آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ست رضی اللہ عنہن اجمعین پردہ وہ کہ گھر سے باہر مردوں کے سامنے نہ آویں اگرچہ اوڑھے ہوئے
ہوں یہ ازواج مطہرات کے خواص سے ہے شرح معانی الآثار میں ص ۳۹۲ ج ۲ امام طحاوی فرماتے
ہیں قال ابو جعفر فکن امہات المومنین قد خصص بالحجاب مالم یجعل فیہ سائر النساء مثلہن
یعنے امہات المومنین کو ایسے حجاب کے ساتھہ خاص کیا ہے کہ اُس پردہ میں دوسرونکو نہیں شامل
کیا قرآن شریف آیت فسئلوھن من وراء حجاب کے فائدہ کو تمام قرآن شریف میں ملاحظہ فرمالیں
اِس آیت میں حکم ہوا پردہ کا کہ مرد حضرت کی ازواج کے پاس نجاویں۔ سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ
حکم واجب نہیں اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں اور اگر نہ
سامنے ہو تو بہتر ہے منہ رح" حضرات ان صاحبون کے کلام اور صاحب البنیان کے کلام کو موازنہ
فرماکر بلکہ اگر ممکن ہو تو شرح معانی الآثار مجلد ثانی بحث حجاب کو بھی بغور ملاحظہ فرماکر حق کی داد
دیں اور پھر مولوی صاحب کی ترچھی نگاہ کو بھی ملاحظہ فرماویں کیا واقعی یہ بات ترچھی نگاہ سے دیکھنے
کے لایق ہے حضرات جو بات مولوی صاحب نے البنیان والے کی طرف نسب کی ہے محض افترا ہے
صاحب البنیان نے یہ کب کہا کہ حکم حجاب ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت کو نہیں حضرات
یہ تو ایک خاص حجاب کا بیان کر رہے ہیں کہ جس میں کسی کا اختلاف ہی نہیں مولویصاحب کی
یہ مرضی ہوگی کہ یہ لوگ بے پردگی کو درست رکھتے ہیں مگر یہ ایک بہتان وافترا دکج فہمی کا ثمرہ ہے۔
حضرات بھلا اہل اسلام ہو کر بے پردگی درست کہیں حاشا وکلا ایسے ایسے جعلی بہتانوں سے اہلحدیثونکی
تنقیص نہیں ہوسکتی۔ کیا مولویصاحب قسم کھاکر کہہ سکتے ہیں کہ صاحب البنیان نے حجاب شرعی
کی زنان امت سے نفی کی ہے کیا اصل کتاب میں دکہانے کی ہمت ہے باید وید **قولہ** ص ۲۷۔ غیر
مقلدین کے نزدیک سر کے تمام بالوں کا منڈانا خلاف سنت اور خارجیوں کی علامت ہے الخ **اقول**
عبارت البنیان کی یہ ہے دربہی از حلق تمام راس دلیلے نیامدہ اگرچہ خلاف سنت وازسیما خوارج ست و
جز نسک وقوع آن از حضرت ثبوت صہ معلوم نہ شدہ الخ تمام سر کے منڈوانے میں منع کی کوئی دلیل
نہیں آئی اگرچہ حضرت کے فعل کے خلاف اور خوارج کی علامتوں سے ہے اور سوائے حج کے حضرت سے
وقوع میں نہ آیا ہو۔ حضرات صاحب البنیان تو سر مونڈانے کے قائل ہیں انکی عبارت صاف نداکر رہی
ہے اسمیں تو شک نہیں کہ سر مونڈوانا حضرت سے بجز حج وعمرہ کے ثابت نہیں شرح مشکوٰۃ فارسی
میں شیخ عبدالحق دہلوی رح فرماتے ہیں وثابت نشدہ است حلق از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غیر

حج وعمرہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں زیر حدیث قزع فرماتے ہیں ان الرجل مخیر بین الحلق وترکہ لاکن الافضل الا یحلق الا فی احد النسکین کما کان علیہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابہ وانفرد منہم علی کرم اللہ وجہہ آدمی مخیر ہے سر کے منڈولنے اور نہ منڈوانے میں لیکن افضل یہی ہے کہ نہ منڈواوے مگر حج یا عمرہ میں جیسا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روش پر مع اپنے اصحابوں کے صرف انہیں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ منفرد ہوئے ہیں (کہ وہ بالوں کو کتروایا کرتے) شیخ عبدالحق دہلوی رح نے حدیث سیماہم التحلیق (یعنے علامت ان خارجہ کی سر منڈوانا ہے) میں فرمایا شاید کہ این بدان جہت فرمودند کہ تحلیق دران زمان درعرف متعارف نبود یہ۔ آپ نے شاید اسوجہ سے فرمایا کہ سر منڈوانا حضرت ؐ کے زمانہ میں متعارف نہ تہا۔ غنیۃ الطالبین ص۷ ج ا امام احمد سے دو روایتیں نقل فرمائی ہیں حج وعمرہ کے علاوہ سر منڈانے میں ایک مکروہ ثانی جائز منجملہ اوله کراہیت سر منڈانا علامت خوارج کو بھی بیان کیا ہے حضرت عمر سے صبیغ کے بارے میں نقل کیا کہ اگر سر منڈا دیکھونگا تو تیری گردن اتارونگا وغیرہ وغیرہ حضرات انصاف سے کام لیں کیا مولویصاحب سر منڈانا علاوہ حج وعمرہ کے حضرت سے ثابت کر کے سنت ہی ثابت کر سکتے ہیں اپنے فتاوون پر نہ ناز کریں حضرات یہ لوگ بھی تو حنفی ہی ہیں البنیان کے مصنف کو کیوں نشانہ قرار دے رکھا ہے علاوہ ازیں الحدیثوں کے یہاں سر مونڈانا تو منع نہیں ہے یہ تو مولوی صاحب کی خوش فہمی ہے ملاحظہ فرماویں ابوداؤد باب فی الحلق اور نسائی باب الرخصۃ فی حلق الراس وغیرہ وغیرہ کتب صحاح کو صاف مونڈلنے کی اجازت نظر آرہی ہے **قولہ** ص۳۱ غیر مقلدوں کے نزدیک کافروں سے حیلہ کر کے ان شہروں میں سود لینا جائز ہے الخ **اقول** اصل عبارت البنیان کی ملاحظہ فرماویں وہ فرماتے ہیں '' اگر مسلمانے قرض از کافرے چیزے بگیرد بروئے ادا واجب ست تا عذر لازم نیاید واگر قصد ادائے دارد لیکن اورا میسر نشدہ قرضہ معذور است آثم نشدہ این حیلہ از برائے گرفتن قرض سودی از کفار این دیار می تواند شد لکن ارتکاب آن از تقوی بعید ست '' یعنے اگر کوئی مسلمان کسی کافر سے قرض لے کوئی چیز تو اسپر اُس کا ادا کرنا واجب ہے تا عذر لازم نہ آوے باوجود قصد ادا رکہنے کے اسے میسر نہوا ادا کرنا تو وہ معذور ہے گنہگار نہوگا یہ بہانہ قرض سودی ان شہروں کے کفار وں سے لینے کے لئے ہو سکتا ہے مگر تقوی سے دور ہے۔ مولویصاحب کیا یہ دراصل بیاجی دھندا کہلایا جاتا ہے۔ نہیں مولوی صاحب سے کوئی پوچھے تو سہی قرض جو سودی کہلایا جاتا ہے وہ کونسا قرض ہے

آیا قرض سودی میں نفع طرفین متصور ہوتا ہے یا قرض دینے والے کا نفع متصور ہے۔ لیجئے اسی پر فیصلہ ہے کسی فقیہہ نے یہ نہیں کہا کہ قرض لینے والے کا بھی نفع متصور ہے اگر اس کا نفع بھی متصور ہو تو بس معاملہ ہی تمام ہے مولوی صاحب کو اس بات کے کہتے ہوئے کچھ غیرت طاری ہوئی جھوٹ بہتان وغیرہ اہل حدیثوں کو دیکر بدنام کرنا آپ ہی کا شیوہ ہے ان سے پوچھیں کہ کیا آپکے یہاں ایسا آدمی جو کہ کفاروں سے قرض لے اور ادا کا ارادہ بھی رکھتا ہو اور ادا کرنا میسر نہوا کیا یہ گنہگار اور خدا کے یہاں حق العباد میں اس کافر کو دلایا جاویگا۔ لیجئے آپ تو مفتی بنے ہیں فتوی دو دیکھو ہدایہ اخرین او اخر باب الربوا میں لکھا ہے لان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر حربیوں کا مال اون کے شہروں میں حلال ہے جس طریق سے چاہے مسلمان اُس سے لے وہ لیا ہوا حلال ہو گا بشرطیکہ اُسمیں غدر نہو حضرات فتح القدیر شامی وغیرہ میں اس کے مال کو جوا کھیل کے لینے کو بھی طیب حلال فرمایا ہے مولویصاحب ابتو جوا بھی حلال اللہ اللہ حضرات دیکھا کیسے دھڑلے سے کفاروں کے مال کو حلال کر رہے ہیں خواہ بیع فاسد سے ہو خواہ جوئے بازی سے بہرکیف انکا مال حلال خوب مزے سے کھاویں پیویں چاروں انگلی مولویصاحب کی گھی میں **قولہ** ص۳۹ غیر مقلدین کے نزدیک لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے الخ **اقول** ناظرین اصل عبارت البنیان کو ملاحظہ فرمائیں ”لفظ جلالت چنانچہ بعض فقرا می کنند سنت صحیحہ بدان وارد نہ گشتہ بلکہ نقل وعقل دال ست بر خلاف آن بنا بر عدم افادہ کلام وذکر الہی بروجھی باید کہ جناب نبوت صلعم تعلیمش بامت فرمودہ بصیغہ شاید کہ نشانش دادہ و آن کلمہ طیب لا الہ الا اللہ ست و آمد کہ این کلمہ افضل کلام ست بعد قرآن پس سنت گذاشتن ودست ببدعت زدن یعنے چہ وچون اللہ اللہ گفتن ما تو رنیست ہو ہو وحق حق ولخوان سرودن چہ قسم جائز می تواند شد ذکر بدون جملہ مفیدہ مہمل باشد“ یعنے لفظ جلالت کا جس طرح کہ بعض فقرا کرتے ہیں اسمیں کوئی حدیث صحیح نہیں آئی۔ بلکہ عقل اور نقل دونوں ہی اس کے خلاف دال ہیں بنا بر عدم افادہ کلام اور جو طریقہ ذکر الہی کا ہے اور جس طریقہ سے کرنا چاہئے اوسکی تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو کردی ہے وہ کلمہ طیب لا الہ الا اللہ ہے اور مروی ہے کہ یہ افضل ذکر ہے بعد قرآن شریف کے سو سنت کو چھوڑ کر (حضرت کے بتائے ہوئے ذکر کو چھوڑ کر) لوگوں کے نکالے ہوئے کو پکڑنا اور صرف اللہ اللہ ہو ہو حق حق کے نعرے مارنا جو کہ منقول نہیں کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ ذکر خدا بلا جملہ مفیدہ مہمل ہوتا ہے اور مہمل کا ذکر بے سود۔ حضرات

اب کلام شفار العلیل ترجمہ القول الجمیل ص۵۶ کی عبارت بھی ملاحظہ فرمایں فصل ۶ ف مولٰنا (یعنے شاہ ولی اللہ) نے فرمایا کہ اثبات مجرد (یعنے فقط اللہ کا ذکر کرنا) شریعت میں کہیں ثابت نہیں اسواسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھہ یا بعض ادعیہ کے ساتھہ وارد ہوا ہے" حضرات یہ کتاب تو غیر مقلدین کی نہیں یہ تو حنفی المذہب والے کی ہے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا صاحب البنیان نے کچہہ ادنٰی بات کہی ہے جو آپ کو سم قاتل معلوم ہوتی ہے۔ خدا جانے مولویصاحب کیوں اہلحدیثوں سے ادہار کہائے بیٹھے ہیں مولوی صاحب اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ذکر الہی اسم مفرد اللہ اللہ یا مضمر ہو ہو معتبر طریق سے دکہلادیں تو منہ مانگا انعام ہم سے لیں۔ باید دید **قولہ** ص۴۳ غیر مقلدین کے نزدیک بعض صحابہ فاسق تہے نعوذ باللہ منہ چنانچہ حضرت معاویہ رض کہ انہوں نے ارتکاب کبائر اور بغاوت کی ہے الخ **اقول** حضرات اصل عبارت البنیان کی یہ ہے وہا انفقیر معلوم ست کہ بعضے صحابہ درزمان آنحضرت صلعم مرتکب کبائر شدہ اند وبحدود وتعزیرات سزا یاب گردیدہ مثل ماعز اسلمی کہ درزنا مرجوم شد ومثل حسان کہ درقذف عائشہ شریک گردید مگر آنحضرت صلعم بکفر ایشان ولعن ایشان نفرمود" اسمیں تو شک نہیں کہ بعض صحابہ آپ کے مرتکب کبیرہ کے ہوئے تہے اور حدود وتعزیرات کی سزا پاچکے تھے مثل ماعز اسلمی کے زنا میں مرجوم ہوئے تھے اور حسان بی عائشہ کی تہمت میں شریک ہوئے تھے مگر آنحضرت صلعم نے ان کے کفر اور لعن کا ارشاد نہیں فرمایا حضرات البنیان میں امیر معاویہ کا ذکر کہاں ہے یہ حاشیہ مولویصاحب کا اختراع کیا ہوا ہے۔ حضرات جو بات صاحب البنیان نے لکہی ہے کیا مولویصاحب اوسکا انکار کرسکتے ہیں کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ماعز اسلمی زنا کی حد میں مرجوم نہیں ہوئے حسان بی عائشہ کی تہمت میں شریک نہ ہوئے تھے جب آپ اس کا انکار نہیں کرسکتے تو پھر یہ طرہ کیسا امیر معاویہ کو تو حنفیوں نے باغی قرار دیا ہے ملاحظہ ہو فتاوی شامی ص۴۲۷ ج ۳ وکان علے ومن تبعہ من اھل العدل وخصمہ من اھل البغی یعنے علی اور جو اُن کے ساتھہ والے عدل پر تھے اور اُنکے خصم مقابل باغی تھے۔ حضرات دیکہا مولوی صاحب کا مذہبی اعتقاد اپنا بوجہ دوسروں پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ امیر معاویہ واسکے ساتہہ والوں کو باغی کہیں اور دوسروں پر الزام دیتے جاویں ملاحظہ کرو شرح عقائد نسفی ص۱۱۶ غایۃ امرھم البغی والخروج علے الامام لیجیئے عقائد والوں نے بھی انہی باغی ٹہرا دیا ہر ہم الزام اُنکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔ حضرات حنفی مذہب کے تمام کتب متون وفتاوی میں

بالاتفاق یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جنھیں حد قذف کی وجہ سے لگی ہے اُنکی شہادت مقبول نہیں جیسے
دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیئے کہ حسان و مسطح بی بی عائشہ پر تہمت رکھنے والے ابو بکرہ وغیرہ مغیرہ
بن شعبہ وغیرہ پر تہمت رکھنے والے انکی شہادت گواہی مقبول نہیں اگرچہ انہوں نے توبہ بھی کی تھی
حضرات جن کے یہ اعتقاد وہ دوسروں پر حملہ کیا کریں گے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا مضمون ہے
لکن هذا آخر ما اردنا ایراده فی دفع تهم المقلدین وصولتهم علی من یبدیهم الا تباع فی التقیر
والقطمیر واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین وصلے الله علی النبی حضرات مولویصاحب نے فرقہ
حقہ اہل حدیث کثر الله سوادہم و دمر اعدائهم پر ناحق حملہ کیئے تھے اور اُنکی کسی مسلمہ کتب سے انہیں
الزام نہیں دیئے تھے لائق تو یہ تھا کہ مولویصاحب کی ان ہفوات کی طرف التفات نہ کیا جاتا مگر
بنظر احقاق حق و نفع خلائق قلم اٹھایا حضرات ہمنے جو مسائل حنفیہ کی طرف نسبت کیئے تھے وہ انکی
معتمد کتابوں کے مسئلہ تھے ہم نے آج کل کے مقلدین کی کتابوں کے مسئلے نہیں لکھے تھے اگر
لکھتے تو نہ معلوم انکی ہفوات کے لئے کس قدر دفتر ہوجاتے سچ بات تو یہ ہے کہ اس ناچیز کی طبیعت
میں آج کل کے اہل علم کی تصانیف کے دیکھنے کا شوق ہی نہیں حتی الامکان مسئلہ کی تحقیق
اگلوں سے کرنے کی رہتی ہے ۔ حضرات جن مسائل پر مولویصاحب نے ترچھی نگاہ سے دیکھا ہے
اُنکی شان سے بعید تھا اسوجہ سے کہ مولویصاحب مقلد ہیں اور نواب صدیق الحسن محقق مجتہد
مقلد کو مجتہد پر مواخذہ کرنا جائز نہیں دیکھو علامہ مفتی تافلانی حنفی فرماتے ہیں ومن اداه اجتهاده لدليل
قام عنده فی فرع فقهی بعد تبحره فی العلم لا یلام عرضه ولا یعاب وان خالف المذاهب الاربعة
او المذاهب المنقرضة الغير المتبعة والمقلد اذا التزم مذهبا لا يجوز له الطعن فی رجل برع
ونال رتبة الاجتهاد لينفق ذو سعة من سعته الخ علامہ محمد تافلانی مفتی قدس شریف حنفی
فرماتے ہیں جو آدمی اپنے اجتہاد سے بعد تبحر علم میں حاصل کرنے کے کسی مسائل فروعی وفقہی میں
بعد قیام دلیل کے اس کے نزدیک کہے تو وہ معیوب اور لایق ملامت نہیں اگرچہ چاروں مذہبوں
یا تمامی مذاہب منقرضہ کے خلاف ہی ہو مقلد جب ایک مذہب کا ملتزم ہوجاوے تو اُس کو ایسے
آدمی میں طعن کرنا درست نہیں جو کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گیا ہے ہر مجتہد کو اپنی تحقیق میں کوتاہی نکرنا
چاہیئے حضرات یہ قدس شریف کے مفتی کا کلام ہے اسے غور کریں یہ کلام مفتی رہنے علامہ
صفی الدین کے رسالہ کی تقریظ میں فرمایا ہوا ہے یہ تقریظ جلاء العینین صـ ۸۶ کے حاشیہ میں
بعد رسالہ علامہ صفی الدین مرقوم ہے نیز علامہ امیر ابن الحاج التقریر والتحبیر میں صـ ۳۴۲ ج ۲ میں

تحریر فرماتے ہیں واکل متروک التسمیۃ عمدا من مجتہد ومقلدہ ای المجتہد فلیس بفسق اذ لو فسقنا بشئ من ہذا لفسقنا بارتکاب عمل متفرع علی رای یجب علیہ الحکم بموجبہ فان علی المجتہد اتباع ظنہ وعلی المقلد اتباع مقلدہ وانہ باطل یعنے کہانا متروک التسمیہ کا کسی مجتہد کا اور اُس کے متبوعین کا فسق نہیں اس لیے کہ اگر ہم فسق ٹہراویں بوجہ کسی شئے کے انمیں سے تو لازم آوے گا ہر اُس مجتہد کو فاسق کہنا کہ جو فرعی مسئلہ میں اپنے اجتہاد سے عمل کرتا ہے اس لئے کہ ہر مجتہد پر اپنے ظن کی اتباع لازم ہے اور مقلد پر اتباع مقلد بالفتح کی لہذا وہ خیال باطل ہے۔ حضرات ان باتوں سے دو باتیں نکلیں ایک یہ کہ مولویصاحب مقلد ہیں بالکسر لہذا انہیں کسی مجتہد پر زبان درازی کرنا درست نہیں دوسری یہ بات کہ مجتہد اپنے اجتہاد کا تابع ہوتا ہے اُسے تقلید جائز نہیں لہذا اُس کے اجتہاد کی وجہ سے وہ لعن وطعن وملامت وترچھی نگاہ کے لایق نہیں اگرچہ وہ فروعی مسئلہ تمام مذہب والوں ہی کے خلاف ہو۔ حضرات اگر مولویصاحب میں ذرہ برابر غیرت ہوگی تو آیندہ کسی مجتہد پر حرف گیری نہ کریں گے اگر غیرت ہی کو بالائے طاق رکھدینگے تو چاہیں وہ کرتے رہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہوگا اذا لم تستح فافعل ما شئت۔ حضرات ہماری بھی طبیعت چاہتی ہے کہ مولویصاحب کو بھی ان کے مذہبی معتمد متوں وفتاووں سے انہیں کچھ نمونہ مشتے از خروارے نعم البدل عنایت کئے جاویں اور انکو انتباہ النائمین بوصول روائح خرافات المقلدین کی سرخی سے موسوم کرتا ہوں۔

نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر ✤ اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

۱؎ امام صاحب کے نزدیک رنڈی کی کمائی حلال وطیب ہے دیکھو ذخیرۃ العقبٰی المعروف بحاشیہ چلپی علی شرح الوقایہ صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ نولکشور ان ما اخذتہ الزانیۃ ان کان بعقد الاجارۃ فحلال عند الامام الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما۔ ۲؎ امام اعظم صاحب کے نزدیک مزدوری مقرر کرکے زنا کرنے والے پر حد شرعی نہیں دیکھو قاضی خان صفحہ ۴۰۰ ج ۴ درمختار ہاشمی صفحہ ۲۸۸ وغیرہ وغیرہ لو استاجر امراۃ لیزنی بہا فزنی بہا لا یحد فی قول ابی حنیفۃ ۳؎ چوپایہ ومردہ سے وطی کرنے میں نہ روزہ فاسد ہو نہ غسل لازم آوے نہ وضو جاوے چوپایہ کی فرج میں دخل کرنا اور کوزہ میں بلکہ منہ میں برابر ہے دیکھو قاضی خان صفحہ ۱۰۵ او لا یلاج فی فرج بہیمۃ او میتۃ ولم ینزل لا یفسد صوم ولا یلزم الغسل معراج الدرایہ قلمی ورق ۳۰۵ ج ۲ عالمگیری صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دہلی والا یلاج فیہ کالا یلاج فی الکوز ونحوہ لا یوجب الغسل ولا ینقض الطہارۃ

خزانۃ الروایات میں ہے فی الظہیریۃ فرج البھیمۃ بمنزلۃ الفم ۔ ۴ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت
مشرق میں ہو اور مرد مغرب میں اور کسی طرح انکا عقد نکاح ہوگیا اور وطی کی نوبت بھی نہ آئی ہو اور
ان میں ہو بھی مسافت سال بھر کی اور نکاح کے چھٹے ماہ میں بچہ ہوا تو وہ بچہ اسی مرد کا ہوگا۔ اور یہ
اسکی کرامت یا جن تابع ہونے پر مبنی ہوگا۔ دیکھو درمختار صفحہ ۲۳۱ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا
دخول کتزوج المغربی بالمشرقیۃ بینہما مسافۃ سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا لتصورہ
کرامۃ واستخداما اسی طرح معراج الدرایہ قلمی ورق ۱۹۸ ج ۲ فتح القدیر نولکشور صفحہ ۳۴۴ ج ۲
میں بھی ہے ۔ ۵ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی عورت کسی پر دعوہ کردے کہ میرا اس سے نکاح ہوا ہے
حالانکہ اس سے نکاح نہیں ہوا ہے اور وہ عورت دو جھوٹے گواہ قاضی کے پاس لا کھڑے کردے
قاضی صاحب سے ڈگری کرائے تو اب اُس سے وطی کرانا کرنا رہنا سب امام صاحب کے نزدیک
درست دیکھو ہدایہ اولین صفحہ ۲۹۳ درمختار صفحہ ۱۶۲ ومن ادعت علیہ امرأۃ انہ تزوجہا واقامت
بینۃ فجعلہا القاضی امرأتہ ولم یکن تزوجہا وسعہا المقام وان تدعہ یجامعہا وھذا عند
ابی حنیفۃ ۔ ۶ آستین میں کتے کا پلہ رکھکر نماز درست ہے حنفیہ کے نزدیک دیکھو شامی
صفحہ ۲۱۴ ج ا طم من صلی وفی کمہ جرو تجوز صلاتہ ۔ ۷ محرمات ابدیہ ماں بہن بیٹی سے جان بوجھ
کر نکاح کرے اور وطی بھی کرے تو امام صاحب کے نزدیک حد نہیں دیکھو ہدایہ مع الفتح صفحہ ۵۹۳
ج ۲ من تزوج امرأۃ لا یحل نکاحہا فوطیہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ قاضی خان صفحہ ۴۸۶
ج ۴ میں ہے وان قال علمت انہا علی حرام عند ابی حنیفۃ ۔ ۸ امام ابو یوسف کے نزدیک سور
کا چمڑہ دباغت سے پاک ہوجاتا ہے اُس کا بیچنا اوسے پہنکر نماز پڑھنا جا نماز بنانا درست
دیکھو حلبی کبیر مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۴۵ اما اذا دبغ جلد الخنزیر فقد طہر ویجوز بیعہ والانتفاع بہ
والصلوۃ فیہ وعلیہ ۔ ۹ سور امام صاحب کے نزدیک نجس العین نہیں دیکھو درمختار کتاب
الصید قہستانی سے الخنزیر لیس بنجس العین عند ابی حنیفۃ ۔ ۱۰ حنفیہ کے نزدیک اگر کتے کو
بسم اللہ کہکر ذبح کرے تو اُسکے گوشت و چمڑے کے ساتھہ بلا دباغت نماز درست دیکھو منیہ مع
شرح حلبی کبیر صفحہ ۳۳ اما اذا ذبح بالتسمیۃ وصلی مع لحمہ او جلدہ قبل الدباغۃ یجوز ۔ ۱۱ امام
محمد کے نزدیک کتے بھیڑیے مذبوحہ کی کھالوں پر نماز درست دیکھو قاضی خان نولکشور صفحہ ۱ ج ۱
وذکر الناطفی عن محمد اذا صلی علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلاتہ ۔ ۱۲ کتے
کے چمڑے کا ڈول و جا نماز حنفیہ کے نزدیک بنانا درست دیکھو درمختار صفحہ ۲۵ فتح القدیر

ص۳۹ ج اوّل تحفہ جلد۲ مصلی و دکلاء نمبر۱۳ حنفیہ کے نزدیک دبر سنی ہوئی سے نماز درست اگرچہ کسی کی دبر بڑی ہی کیوں نہو مگر دبر کے حلقہ سے تجاوز نہ کر گئی ہو دیکھو جوہرۃ النیرہ شرح قدوری ص۲ ج اول بحر الرائق قلمی ورق ۸۳ اذا لم یستنج بحجر ولا بغیرہ وکانت لم تجاوز مخرجھا جازت صلاتہ وعبارۃ البحر کذا ھذا یتناول ما اذا کان مقعدتہ کبیرۃ وکان فیہ نجاسۃ اکثر من قدر الدرھم ولم تجاوز المخرج فانہ ینبغی ان یعفی عنہ اتفاقا لاتفاقھم علی ان ما علا المقعد ساقط اسی طرح ذخیرۃ العقبے حاشیہ چلپی میں بھی ہے نمبر۱۴ اگر کپڑا خون سے ناپاک ہو گیا ہو تو اوسکی نجاست امام تمرتاشی حنفی کے نزدیک دور ہو جاتی ہے۔ پیشاب کے ساتھہ دھو لینے سے دیکھو فتح القدیر ص۷۴ ج اول غسل الثوب المتنجس بالدم بالبول حتی زال عین الدم ھل یحکم بزوال تلک النجاسۃ اختلف فیہ وممن ذھب الیہ التمرتاشی نمبر۱۵ حنفیہ کے نزدیک دہ دردہ میں خواہ کتنی ہی پلیدی پڑی ہو پھر بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا خواہ اوس پلیدی کے اوپر سے وضو کریں خواہ دوسری جگہ سے دیکھو حلبی کبیر ص۹۶ واذا کان الحوض عشرا فی عشر فھو کبیر لا یتنجس بوقوع النجاسۃ مطلقا لا موضع الوقوع ولا غیرہ نمبر۱۶ ایک ہتیلی کے برابر نجاست مغلظہ جیسے خون پیشاب شراب مرغی کی بیٹ گدھے کا موت لگا ہو تو حنفیہ کے نزدیک اوس کے ساتھہ نماز درست دیکھو ہدایہ مع الفتح باب النجاسۃ وتطہیرھا قدر الدرھم وما دونہ من النجس المغلظۃ کالدم والبول و خرء الدجاج وبول الحمار جازت الصلوۃ معہ آدمی کا پخانہ بھی نجاست غلیظہ میں ہی شامل ہے لہذا یہ بھی ہتیلی برابر مضر نماز نہیں حنفیہ کے نزدیک نمبر۱۷ شراب یا کوئی اور پلیدی ہاتھہ انگلی پستان کو لگ جاوے تو تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاویگا دیکھو مختار الفتاوی ورق ۱۴ اذا صاب الخمر یدہ فلحسہ ثلاث مرات بطہر بریقہ درمختار ص۳۲ حلبی کبیر ص۱۵ اور بحر الرائق میں ہے وتطہر اصبع وثدی تنجس بلحس ثلاثا نمبر۱۸ حنفیہ کے نزدیک اگر نمازی کو نماز میں عورت بوسہ دے تو نماز بحال قائم دیکھو عالمگیری مطبوعہ دہلی ص۶۶ اما لو قبلت المرأۃ المصلی ولم یشتہھا لم تفسد صلاتہ نمبر۱۹ اگر مرد جنبی مسلمان ہو تو اوسپر غسل واجب اور اگر عورت حیض گذرنے ہی مسلمان ہوا اوسپر غسل نہیں دیکھو عالمگیری ص۱۰ الکافر اذا اجنب ثم اسلم یجب علیہ الغسل فی ظاہر الروایۃ ولو انقطع دم الکافرۃ ثم اسلمت لا غسل علیھا نمبر۲۰ حنفیہ کے نزدیک ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا کہ جس کے تلے اوپر کا ابرا پاک ہو اور اندر نجاست پلیدی بھری ہوئی ہو درست ہے ولو صلی فی ثوب محشو بطانتہ طاہر وظہارتہ کذلک وحشی بنجاستہ جازت

صلاتہ فی قول محمد خانی ۲۱ برہنہ ذکر سے مباشرت فاحشہ (یعنے ننگے ذکر کھڑے سے ننگی فرج عورت سے رگڑے لگانا) کرنے میں امام محمد کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا اسی پر فتوی بھی اور یہی صحیح ہے دیکھو عالمگیری مطبوعہ دہلی ص۱۳ ج ۱ اذا باشر امراۃ مباشرۃ فاحشۃ بتجرد وانتشار وملاقات الفرج بالفرج اسے ان قال قال محمد لا وضوء علیہ وھو القیاس کذا فی المحیط وفی النصاب ھو الصحیح وفی الینابیع وعلیہ الفتوی کذا فی التاتارخانیہ ۲۲ کتے کے گوشت کو ذبح کرکے بیچنا حنفیہ کے نزدیک درست ہے دیکھو عالمگیری ص۲۷ ج ۴ وفی فتاوی اھل سمرقند اذا ذبح کلبہ وباع لحمہ جاز وکذا اذا ذبح حمارہ وباع لحمہ ۲۳ درندوں وگدھوں کے گوشت کو ذبح کرکے بیچنا حنفیہ کے نزدیک درست عالمگیری ص۶۸ ج ۴ ویجوز بیع لحم السباع والحمر المذبوحۃ فی الروایۃ الصحیحہ ۲۴ خمر کے علاوہ تمام شرابوں کا بیچنا جو کہ حرام ہے درست ہے دیکھو عالمگیری ص۶۳ ج ۴ قال ابو حنیفۃ یجوز بیع الاشربۃ المحرمۃ کلھا الا الخمر ۲۵ جس آدمی کے پاس دو سو درہم ہوں اور چاہے کہ مجھ سے زکوۃ ساقط ہو جاوے تو وہ حنفیہ کے نزدیک اس طرح حیلہ کرے کہ سال تمام ہونے سے قبل ایک دن ایک درہم کا صدقہ کردے یا وہ درہم اپنے چھوٹے فرزند کو ہبہ کردے یا تمام درہم اُسے بخشدے تو زکوۃ اُس سے ساقط ہو جاویگی دیکھو عالمگیری ص۲۹ ج ۲ رجل لہ مائتا درھم اراد ان لا تلزمہ الزکاۃ فالحیلۃ لہ ان یتصدق بدرھم قبل تمام الحول بیوم حتی یکون النصاب ناقصا فی اخر الحول او یھب تلک الدرھم لابنہ الصغیر قبل تمام الحول بیوم او یھب الدرھم کلھا لابنہ الصغیر او یصرف الدراھم علے اولادہ فلا تجب الزکوۃ امام ابو یوسف اخیر ہر سال میں اپنا مال بیوی صاحبہ کو ہبہ کردیا کرتے تھے تاکہ زکوۃ ساقط ہو جایا کرے چنانچہ حموی نے شرح اشباہ والنظائر فن حیل میں اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں اور عامہ فقہا نے اپنی اپنی تصانیف میں اسے اور مورخین نے بیان کیا ہے ۲۶ اگر کسی نے کوئی چیز غصب یعنی چھین کر کھالی تو وہ اُس کے چبانے کی محنت میں حنفیہ کے نزدیک حلال ہو جاتی ہے دیکھو قاضی خان ص۳۴۳ ج ۴ عن ابی بکر الاسکاف انہ قال اذا اکل عین الغصب عن ابی حنیفۃ انہ یاکل حلالا لانہ استھلکہ بالمضغ فیصیر ملکا لہ قبل الابتلاع ۲۷ تمام درندوں کے چمڑونکی جانماز و بانات دیگر حنفیہ کے نزدیک بنانا درست دیکھو عالمگیری ص۲۲۳ ج ۶ لا باس بجلود النمر والسباع کلھا اذا دبغت ان یجعل منھا مصلی کذا فی الملتقط ۲۸ حنفیہ کے نزدیک بہڑ کے وہ

کیڑے کہ جن میں روح تک پڑی نہو وہ بھی حلال اسی طرح ریشم کا بھی کیڑا دیکھو قاضی خان لا باس باکل دود الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الروح تحفۃ الفقہ باب الاکل والشرب میں ہے اکل دود القز قبل ان ینفخ فیہ الروح لا باس بہ ۲۹ شراب پیکر منہ میں تہوک کو ہلانے سے منہ پاک ہو جاتا ہے اور اسی طرح نماز بھی پڑھے تو حنفیہ کے نزدیک صحیح ہو جاتی ہے دیکھو فتح القدیر ص۱۰۷ ج ۱ و شرب خمرا ثم تردد ریقۃ فیہ مرارا طہر حتی لو صلے صحت ۳۰ حنفیہ کے نزدیک پیسوں میں سود نہیں ایک پیسہ دو پیسوں میں بیچنا درست دیکھو ہدایہ اخرین ص۶۵ یجوز بیع الفلس بالفلسین باعیانہما عند ابی حنیفۃ وابی یوسف ۳۱ انڈوں میں حنفیہ کے نزدیک سود نہیں ایک انڈا دو انڈوں کے ساتھ بیچنا درست دیکھو ہدایہ اخرین ص۶۵ یجوز بیع البیضۃ بالبیضتین ۳۲ حنفیہ کے نزدیک چمگادڑ کھانا حلال دیکھو نہایہ سغناقی اور مختار الفتاوی شامی حاشیہ در المختار لا باس باکل الخطاف والقمری والخفاش ۳۳ حنفیہ کے نزدیک کوا اور ہدہد کھانا حلال دیکھو جوہرۃ النیرہ ص۲۲۶ ج لا باس اکل العقعق والھدھد۔ ہدہد کی حلت علامہ محمد ہاشم سندی نے فاکہۃ البستان میں فتاوی ظہیریہ تاتارخانیہ تحفۃ الفقہ کنز العباد جامع الرموز سراجیہ بزازیہ خلاصہ مضمرات خزانۃ المفتین سے نقل فرمائی ہے ۳۴ حنفیہ کے نزدیک الو حلال ہے دیکھو شامی ص۲۹۹ ج ۵ قال فی غرر الافکار عندنا یوکل الخطاف والبوم اسی طرح شرح مجمع عبد الملک اور فتاوی تاتارخانیہ اور تحفۃ الفقہ میں بھی ہے جیسا کہ فاکہۃ البستان میں علامہ سندی نے نقل کیا ہے ۳۵ حنفیہ کے نزدیک طوطا حلال ہے فاکہۃ البستان میں علامہ محمد ہاشم سندی ہروی سے نقل فرماتے ہیں خوردن طوطے بمذہب امام ابو حنیفہ کوفی حلال ست ۳۶ حنفیہ کے نزدیک بت یا شیطان کے لئے غلام آزاد کرے تو آزاد ہو جاتا ہے دیکھو ہدایہ کتاب العتق من اعتق عبدا للشیطان او للصنم اعتق ۳۷ آگ پرستی یا گرجا بنانے یا بت خانہ بنانے کے لئے گھر کرایہ پر دینا حنفیہ کے نزدیک درست ہے دیکھو ہدایہ اخرین ص۴۷۵ من آجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ او یباع فیہ الخمر فلا باس بہ وھذا عند ابی حنیفۃ ۳۸ حنفیہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے پیشانی پر نکسیر بند کرنے کے لئے لکھنا درست ہے دیکھو شامی ص۲۲۲ ج ا قاضی خان ص۳۶۴ عالمگیری ص۱۳۲ ج ۵ وکذا اختارہ صاحب الھدایۃ فی التجنیس فقال لو رعف فکتب الفاتحہ بالدم علے جبہتہ و انفہ جاز للاستشفاء وبالبول ایضا ان علم ان فیہ شفاء لا باس بہ ۳۹ مشت زنی

حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اگر زنا کا خوف ہو تو زنا کے خوف کی قید بھی ضروری نہیں بلکہ زنا سے بچنے کی غرض سے بھی واجب ہے شامی نیز دیکھو شامی صفحہ ۲۶۲ ج ۲ ویجب لو خاف للزنا اسی طرح بحر الرائق میں بھی ہے اسکی عبارت نمبر ۱۲ کے جواب میں گذری وہاں دیکھو نمبر ۴۱ مسلمان اور حربی یعنے کفار کے درمیان سود نہیں ہوتا دیکھو ہدایہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب الی ان قال ما لھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا نمبر ۴۲ حنفیہ کے نزدیک مالک کو اپنے غلام سے سود لینا درست ہے دیکھو ہدایہ اخیرین باب الربوا لا ربوا بین المولی وعبدہ نمبر ۴۳ حنفیہ کے نزدیک استبرا رحم کے ساقط کرنے کے لیئے حیلہ کرنا درست ہے بلا استبرا بھی کارروائی کرنی جائز دیکھو ہدایہ لا باس بالاحتیال لاسقاط الاستبراء عند ابی حنیفۃ نمبر ۴۴ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی اپنی باکرہ بیوی سے جماع کرے اور اُس کا بکر بحال رہے تو بلا انزال غسل لازم نہوگا دیکھو نہایہ شرح ہدایہ للامام السغناقی وفی المحیط لو اتی امراتہ وھی بکر فلا غسل مالم ینزل لان بقاء البکارۃ یعلم انہ لم یوجد الایلاج بحر الرائق میں نیز یہ بات ہدایہ محشی تحشیہ علامہ عبد الحی لکھنوی میں بھی ہے علامہ ابن نجیم نے بحر الرائق ورق ۴۴ میں بھی نہایہ وصیرفی کی ایضاح سے بیان کیا ہے نمبر ۴۵ اگر کوئی مشت زنی کرے یا عورت سے علاوہ فرج مجامعت کرے یا احتلام سے منی اپنی جگہ سے جدا ہو چکی ہو بہر وجہ ذکر کو اتنی دیر پکڑ رکھے کہ شہوت کی حدت منی سے چلی جاوے اور سرد ہو کر نکلے امام اعظم کے نزدیک اسپر غسل نہیں دیکھو فتح القدیر صفحہ ۲۵ ج اول استمنی بکفہ او جامع امراتہ فی غیر الفرج او احتلم فلما انفصل اخذ احلیلہ حتی سکت فارسل فخرج بلا شہوۃ یجب عندھما لا عندہ فتاوی غرائب میں ہے وعند ابی یوسف لا یجب علیہ الغسل وفی الحاوی وبہ ناخذ نمبر ۴۶ بلا انزال ایسی لڑکی سے جماع کرنے میں جو کہ قابل جماع نہیں امام محمد کے نزدیک غسل نہیں دیکھو قاضی خان صفحہ ۱۲ ج ۱ الایلاج فی الصغیرۃ التی لا تجامع مثلھا لا یوجب الغسل فی قول محمد بدون الانزال نمبر ۴۷ شوربے میں خمر ڈالے اوپر سے سرکہ ڈالدے اگر شوربے کا مزہ سرکہ کا ہو جاوے تو وہ حنفیہ کے نزدیک شراب پاک ہو جاتی ہے دیکھو عالمگیری صفحہ ۱۰ ج ۱ ۔۔۔ مطبوعہ کلکتہ واذا صب الخمر فی المرقۃ ثم الخل ان صارت المرقۃ کالخل فی الحموضۃ طہرت ھکذا فی المضمرات نمبر ۴۸ حنفیہ کے نزدیک اگر کپڑے سے پلیدی کو چاٹ لے تو بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے دھونے کی بھی ضرورت نہ رہیگی

دیکھو عالمگیری ص۶۰ ج مطبوعہ کلکتہ ولو لحس الثوب بلسانہ حتی ذھب الا ثر فقد طھر کذا فی المحیط ۴۹ ہم حنفیہ کے امام حلوائی کے نزدیک پائجامہ میں نماز پڑھنا پرہیزگاری کے خلاف اس لئے کہ اُسمیں گوز مارے جاتے ہیں دیکھو اشباہ والنظائر اور بحر الرائق وکان الحلوانی لا یصلی فی سراویلہ ۵۰ حنفیہ کے نزدیک حرام چیزوں مثل شراب پیشاب سے دوا کرنا درست ہے دیکھو ذخیرۃ العقبیٰ لاخی چلپی ورق ۳۳۰ قلمی یجوز التداوی بالمحرم کالخمر والبول نہایہ شرح ہدایہ میں ہے یجوز التداوی بالحرام کالخمر والبول الخ تبیین بحر الرائق میں ہے ففی النہایۃ عن الذخیرۃ الاستشفاء بالحرام یجوز کفایہ شرح ہدایہ و بحر الرائق و در مختار وغیرہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اشیاء محرمہ میں شفا رہے تو علاج اُس سے درست ہے دیکھو شامی ص۳۳۳ ج ۴ کو بھی ۔ ۵۱ اگر مسلمانی لشکر دار الحرب میں داخل ہو خواہ تجارت ہی کی غرض سے اور وہاں کسی سے زنا کرے تو اُسپر حد نہیں دیکھو خزانۃ المفتین ص۵۵ اذا دخل سریۃ من المسلمین فی دار الحرب فزنی رجل منہم ھناک فانہ لا یحد شامی میں بھی اسی طرح ہے اُس میں تجارت کو بھی بیان کیا ہے ۵۲ امام اعظم رح کے نزدیک خالص پیخانہ سے فائدہ خرید و فروخت کا حاصل کرنا جائز دیکھو کفایہ شرح ہدایہ آخیرین عن ابی حنیفۃ انہ لا باس بالانتفاع بالعذرۃ الخالصۃ کافی عینی علی الکنز ص۳۵۲ والتصحیح عن ابی حنیفۃ ان الانتفاع بالعذرۃ الخالصۃ جائزۃ اسی طرح زیلعی نے بھی اسکی تصحیح کی ہے ۵۳ ذمی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تب بھی اُس کا عہد نہیں ٹوٹتا اخیرین ہدایہ ص۷۶۵ مع الفتح او سب النبی علیہ السلام الی ان قال لم ینقض عھدہ ۵۴ ذمی کی شراب اٹھانے پر اجرت لینا حلال ہے امام صاحب کے نزدیک دیکھو ہدایہ کتاب الکراہیہ فصل البیع من حمل لذمی خمرا فانہ یطیب لہ الاجر عند ابی حنیفۃ ۵۵ حنفیہ کے نزدیک احتلام یا مشت زنی سے منی پشت سے جدا ہو جاوے اور ذکر کو اس طرح باندھ دے کہ منی باہر نہ نکلے اور بلا غسل نماز پڑھ لے تو اُسکی نماز صحیح ہے دیکھو حلبی کبیر ص۴۲ احتلم او جامع بکفہ فلما ان فصل المنی عن الصلب شد ذکرہ وصلی من غیر غسل صحت ۵۶ حنفیہ کے نزدیک طبل چی مزمار بجانے والے اور نائحہ کی کمائی حلال دیکھو شامی ص۳۳ ج ۵ فی النہایۃ عن المنتقی عن محمد کسب النائحۃ وصاحب طبل او مزمار او اخذ بلا شرط ودفعہ المالک برضاہ فھو حلال ومثلہ فی المواھب ۵۷ گرجا کی تعمیر کرنا ذمی کی شراب بذات خود اٹھانے کی مزدوری کرنا جائز

کرایہ پر دینا حنفیہ کے نزدیک درست ہے دیکھو درمختار وجاز تعمیر کنیسۃ وحمل خمر ذمی بنفسہ
او دابۃ ؁۵۹ حنفیہ کے نزدیک اپنے جانور پر شراب اٹھانے کی مزدوری کرنا یا سور ذمی کے
چرانے کی مزدوری کرنا جائز ہے دیکھو شامی ص۳۸۶ ج ۵ نقلا عن الزیلعی اور عینی علے الکنز
ص۳۵۳ لو اجر دابۃ ینقل علیہا الخمر او اجر نفسہ لیرعی لہ الخنازیر یطیب لہ الاجر عند ابی
حنیفۃ۔ ؁۶۰ مدینہ کا حرم نہیں دیکھو درمختار لا حرم للمدینۃ۔ ؁۶۱ امام اعظم کے نزدیک تمام
درندوں ذبح کئے ہوئے مردہ کی پوستین کا پہننا درست دیکھو قاضی خان ص۳۶۹ عن ابی
حنیفۃ لا باس بالفراء کلہا من السباع او غیرہا الذکیۃ والمیتۃ فیہ سواء قال دباغۃ
ذکوتہ ؁۶۱ نماز کے ہاتھوں کی جگہ کا پاک ہونا حنفیہ کے نزدیک شرط نہیں دیکھو شرح کیدانی
اور غرائب الفتاوی ورق ۶۸ قلمی ولا یشترط عندنا طھارۃ مکان یدیہ خلافا للزفر
والشافعی ؁۶۲ حنفیہ کے نزدیک ایسے کپڑے پر نماز پڑھنا کہ اندر کی جانب پلید ہو درست
دیکھو اوپر ہی کی کتابیں ویصلی علے ثوب بطانتہ نجس ؁۶۳ نمازی اگر اپنی عورت سے نماز
میں بوسہ لے بلا شہوت کے تو نماز فاسد نہ ہوگی دیکھو فی الفتاوی لا یفسد الا اذا قبلہا
بشہوۃ کذا فی سراج الوھاج ؁۶۴ نمازی اگر عورت کی شرمگاہ شہوت کی نگاہ سے دیکھے تب
بھی نماز میں خلل نہیں آتا ذکر ابن رستم فی نوادرہ قال الامام ابو حنیفۃ المصلی اذا نظر الے
فرج المراۃ بشہوۃ لا تفسد صلاتہ تاتارخانیہ ؁۶۵ اگر مطلقہ رجعیہ کی شرمگاہ کو شہوت
کی نگاہ سے دیکھ لے نماز میں تو بس رجوع ہو گیا نماز میں بھی خلل نہ آئے گا لو رای فرج
المطلقۃ رجعیا بشہوۃ یصیر مراجعا لا تفسد صلاتہ فی روایۃ ھو المختار ؁۶۶ حنفیہ کے
نزدیک نمازی کے گھٹنوں کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں دیکھو غرائب الفتاوی ورق ۱۹ وفتح
القدیر ص۷۵ موضع الرکبتین لیس بشرط عندھم جمیعا ھو المختار ؁۶۷ حنفیہ کے رئیس العقائد
ابو منصور ماتریدی کے نزدیک خدا کو خواب میں دیکھنے والا بت کے پوجاری سے بھی بدتر ہے دیکھو
قاضی خان ص۳۷۷ ج ۴ نیز فتاوی حسب المفتی وجواہر الفتاوی ومختار الفتاوی لو قال رجل رایت
اللہ فی المنام قال الشیخ الامام رئیس اھل السنۃ ابو منصور الماتریدی ھذا الرجل شر من
عابد الوثن امام صاحب نے تو پورے سو دفعہ خدا کو دیکھنے کا فرمایا ہے درمختار وغیرہ میں ملاحظہ
کرنا چاہیے ان کے لئے ابو منصور ماتریدی سے فتوی دریافت کرنا چاہیئے بلکہ بعض مشائخ بخاری
نے تو خواب میں دیکھنے پر تمسخر اوڑایا ہے دیکھو جواہر الفتاوی ؁۶۸ حنفیہ کے امام اعظم اور ابو یوسف

کے نزدیک شراب صرف چار ہی چیزونکی حرام ہے باقی گیہوں جو شہد جوار سبکی شراب حلال اگرچہ نشہ بھی لاوے اور حد بھی نہیں دیکھو ہدایہ اخیرین کتاب الاشربہ الاشربة المحرمة اربعة وقال فی الجامع الصغیر وما سوی ذالک من الاشربة فلا باس بہ پھر کہا وھو نص علی ان ما یتخذ من الحنطة والشعیر والعسل والذرة حلال عند ابی حنیفة لا یحد شاربہ عندہ وان سکر منہ اسی طرح مختار الفتاوی وغیرہ میں بھی ہے مجموعة الفتاوی میں ہے وکذا عند ابی یوسف ۶۹ حنفیہ کے نزدیک عورت کا دودھ کہانے میں کوئی حرج نہیں مختار الفتاوی وغیرہ میں ہے وعن ابی یوسف لا باس باکل لبن المراة درمختار میں ہے لا یحرم المخلوط بطعام مطلقا وان حساہ حسوا اسی طرح بحر الرائق میں ہے۔ ۷۰ امام اعظم کے نزدیک مصلی اگر سجدہ ناپاک جگہ پر بھی کرے تو نماز ہوجائے گی یعنے سجدہ کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں دیکھو فتاوی خزانة الروایات عن الخلاصہ اور شرح کیدانی اما عند ابی حنیفة رضی اللہ عنہ لو حصل سجدة علی مکان نجس لا یمنع جواز الصلوة اور یہی صاحبین کا بھی مذہب ہے۔ ۷۱ حنفیہ کے نزدیک اگر آدمی عورت کے فرج کے علاوہ میں دخول کرے اور انزال ہو تو عورت کی فرج میں گھسیٹر دے بس مرد کو غسل لازم ہوگا عورت کو نہیں دیکھو حسب المفتی رجل جامع امراة فی ما دون الفرج فانزل ثم دخل فرجھا لا یجب الغسل علیھا ۷۲ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک آدمی کو مباشرت فاحشہ درست اس طرح کہ برہنہ ذکر برہنہ فرج آپس میں لڑاویں تو روزہ میں خامی نہ آئے گی دیکھو حسب المفتی المباشرة الفاحشة لا یفسد الصوم عند ابی حنیفة وابی یوسف ۷۳ حنفیہ کے نزدیک اگر بدن میں کہیں ناپاکی پلیدی لگ جاوے تو اُسکو چاٹ کر پاک کرسکتے ہیں دیکھو عالمگیری محیط سے اور قاضی خان اذا اصاب النجاسة بعض اعضائہ ولحس بلسانہ فنظھر ۷۴ حنفیہ کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو رکھکر اونکی پشت پر سجدہ کرے تو درست ہی دیکھو فتاوی حمادیہ من التجنیس اذا وضع کفیہ علی الارض وسجد علیھما یجوز ۷۵ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی عورت پر دعوی نکاح کا کرکے قاضی کے پاس دو جھوٹے گواہ قائم کردے اور قاضی ڈگری دیدے نکاح کی بس اب وہ عورت اُسکے لئے حلال ہے خدا کے گھر تک کوئی نہ پوچھیگا اور پھر وہاں بھی کچھہ پکڑ نہیں دیکھو عینی شرح کنز صفحہ ۲۵ شامی بحر الرائق سے صفحہ ۵۱۶ ج ہم اذا ادعی علی امراة نکاحھا وھی تجحد واقام علیھا شاھدی زور وقضی القاضی بالنکاح بینھما حل المزوج وطؤھا وحل للمراة التمکین منہ عندہ عینی شرح ہدایہ میں ہو وکذا اذا قضی باحلال کے لکھتے ہیں یعنی اذا قضی القاضی باحلال شیء فی الظاھر فھو فی الباطن کذالک ومن صورة رجل ادعی

علی امراۃ نکاحا وھی تجد الی آخر ما قال فی شرح الکنز اسی طرح درمختار و تمام فتاووں میں مرقوم ہے ۷۶ جانور ذبح کرنے کی غرض سے الحمد للہ یا سبحان اللہ بسم اللہ کی جگہ کہکر جانور ذبح کرے تو وہ حنفیہ کے نزدیک حلال ہے بسم اللہ کی ضرورت نہ پڑے گی دیکھو ہدایہ اخرین لو قال الحمد للہ او سبحان اللہ یرید التسمیۃ حل ۷۷ حنفیہ کے نزدیک نماز میں بلی سے پیار کرے یا کتے سے یا گدہے کو چلا وے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی دیکھو بحر الرائق لو استعطف کلبا اوھرۃ او ساق حمارا لم تفسد صلاتہ ۷۸ حنفیہ کے نزدیک اگر نمازی کسی عورت کی فرج کو نماز میں شہوت کی نگاہ سے دیکھ لے تو اوسپر اوسکی ماں اور بیٹی سب حرام ہو جاتے ہیں اور اگر اپنی ساس کی دیکھ لی تو بیوی صاحبہ حرام ہو چکیں دیکھو قاضی خان وان نظر المصلی الی فرج امراۃ بشھوۃ حرمت علیہ امھا وابنتھا ولو نظر الی فرج ام امراۃ حرمت علیہ امراتہ ۷۹ حنفیہ کے نزدیک اگر باکرہ سے علاوہ فرج دخول کیا جاوے اور منی باہر کی اندر داخل ہو کر حمل بھی ٹہیر گیا اور زمانہ جننے کا بھی آگیا تو اب اوسکی بکارت یا تو انڈا داخل کرکے توڑی جاوے یا درہم کے حرفوں کے ذریعہ دیکھو قاضی خان صـ۲۲۶ ج ۴ اذا جومعت البکر فیما دون الفرج ودخل الماء فی فرجھا فحبلت فدنی اوان ولادتھا قالوا یزال عذرتھا ببیضۃ او بحرف دراھم لان خروج الولد بدون ذلک لا یکون ۸۰ بھنگ سے علاج حنفیہ کے نزدیک درست ہے دیکھو مطالب المومنین نقلا عن کاشف البزودی لا باس بالتداوی بالبنج ۸۱ کتونکی ہڈیوں سے علاج حنفیہ کے نزدیک درست دیکھو مطالب المومنین واما عظم الکلب فیجوز التداوی بہ کذا قال مشائخنا ۸۲ نمازی سے اگر کوئی پوچھے کہ کتنی رکعت ہوئی تو اُسے اونگلی سے دو تین کا اشارہ کرنا درست ہے حنفیہ کے نزدیک نماز میں خرابی نہیں آتی دیکھو فتح القدیر صـ۲۴۷ ج ۱ او مثل کم صلیت فاشار باصبعہ ثلاثا او نحوہ لا تفسد فتاوی عالمگیری میں تبیین سے اسی طرح لکھا ہے ۸۳ وضو کے پھر استنجا کرنا درست وضو کے دوہرانے کی حاجت نہیں دیکھو فتاوی سراجیہ اذا توضا ثم استنجی لا یفسد وضوءہ ۸۴ مردہ جانوروں کی ہڈیوں میں تجارت حنفیہ کے نزدیک درست دیکھو بحر الرائق فی التجنیس لا باس ببیع عظام الموتی ۸۵ نمازی کو نماز میں کرتا اوتار دینا جائز نماز فاسد نہ ہوگی دیکھو بحر الرائق وان نزع القمیص لا تفسد ۸۶ ذمی کو صدقہ فطر دینا حنفیہ کے نزدیک درست دیکھو سراجیہ فتاوی غرائب خزانۃ الروایات عالمگیری درمختار لو دفع صدقۃ الفطر الی الذمی جاز ۸۷ حنفیہ کے نزدیک طواف کرتے کرتے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا بھی درست دیکھو درمختار جاز

فیهما اکل و بیع وافتاء ۸۸ سواری کے جانور کو نماز میں کوڑے سے ڈرانا درست نماز میں بھی کوئی
خامی نہ آئیگی فتاوی غرائب میں سیر شیخ الاسلام سے منقول ہے ان کان معه سوط فیهیبها
به لا تفسد صلاته ۸۹ نماز میں سواری کو ایک ایک دو دو دفعہ مارنا ہر رکعت میں درست نماز
میں خامی نہیں آتی دیکھو فتاوی غرائب وفی الخلاصة لو ضرب الدابة مرة فی رکعة ومرة فی
رکعة اخری لا تفسد صلاته وکذا ہو فی خزانة المفتین میں بھی اسی طرح پر ہے ۹۰
نماز میں اگر کوئی اپنی داڑھی سے کھیلے تو اوسکی نماز میں حنفیہ کے نزدیک کوئی خامی نہیں ہے دیکھو
فتاوی غرائب لو عبث بلحیته لا تفسد صلاته ۹۱ اگر نماز کی حالت میں نمازی کتے کو بھگانے
کے لئے چخ کہے یا گدھے کے بھگانے کے لئے چوش کہے تو نماز بحال رہے گی دیکھو فتاوی نوازل
رجل قام فی الصلوة وصلی رکعة فجاء الکلب فقال لدفعه چخ او لدفع الحمار چوش لا یبطل
صلاته ۹۲ حنفیہ کے نزدیک ایسی جوتی کو اوٹھائے ہوئے نماز پڑھنا جو کہ اسقدر ناپاک
ہو کہ اُسکے پہننے سے نماز درست نہو درست ہے دیکھو فتاوی بزازیہ و یجوز ان یحمل نعله فی
الصلوة ان خاف ضیاعه وان فیه نجاسة مانعة ۹۳ خمر میں روٹی اور پیاز ڈالدے
اور پھر وہ سرکہ ہو جاوے بس اب وہ پاک ہے دیکھو خزانة المفتین الرغیف والبصل اذا لقی
فی الخمر صار خلا الصحیح انه یطهر ۹۴ نجاست پلیدی کا نتھرا ہوا تر کپڑا پاک کپڑے میں لپیٹ
دیں کہ تری ناپاک کپڑے کی پاک کپڑے میں ظاہر بھی ہو مگر نچوڑنے سے قطرہ نہ گرے تو وہ پاک
ہی رہے گا۔ اِس سے ناپاک نہو گا دیکھو خزانة المفتین لو لف الثوب النجس فی ثوب طاهر
والنجس رطب فظهرت نداوته فی الثوب الطاهر لکن لم یصر بحال لو عصر سیبل منه شئے
متقاطر لا یصیر نجسا ۹۵ نماز کی حالت میں دو مرتبہ پنکھہ یا آستین سے ہوا کرنا درست نماز
میں خلل بھی نہیں آتا دیکھو خزانة المفتین اذا تروح بمروحة او بکمه مرتین لا یفسد ۹۶ غبار
سے باوجود مٹی پر قادر ہونے کے امام صاحب کے نزدیک تیمم درست ہے دیکھو ہدایہ وکذا
یجوز بالغبار مع القدرة علی الصعید عند ابی حنیفة ومحمد ۹۷ چونہ۔ سرمہ۔ ہڑتال پتھر
چہوسے تیمم امام صاحب کے نزدیک درست ہے غبار ہو یا نہ ہو دیکھو ہدایہ ویجوز التیمم عند
ابی حنیفة ومحمد بکل ما کان من جنس الارض والتراب والرمل والحجر والجص والنورة
والکحل والزرنیخ الی ان قال لا یشترط ان یکون فیه غبار عند ابی حنیفة ۹۸ حنفیہ کے
نزدیک صرف وہی بخاری عدول ہیں کہ جنہیں حدیث بدیر حضرت کی صحبت حاصل ہے اور جنہیں مانہ دراز

تک صحبت نہیں اُنمیں بعض عادول ہیں اور بعض غیر عادول دیکھو توضیح تلویح صفحہ ۳ مطبوعہ نولکشور لان الجزم بالعدالۃ مختص لمن اشتہر بذلک والباقون کسائر الناس فیہم عدول وغیر عدول ۹۹ حنفیہ کے نزدیک گیرو توتیا عقیق زبرجد پہاڑی نمک جیسے لاہوری نمک سیاہ وغیرہ سنگ مرمر لوٹے آبخورے پیالے مٹکہ گل سُرخ مردار سنگ غبار والہ اور بے غبار کا پتھر بلکہ دہلا ہوا سنگ مرمر کوٹا ہوا یا نہ کوٹا ہوا ان سب سے تیمم درست دیکھو فتح القدیر صفحہ ۵ وکذا المصنوع منہا کالکیزان والعقیق والزبرجد والملح الجبلی والطین الاحمر والمغرو المرداسنج والتوتیا والحجر الذی علیہ غبار اولم یکن بان کان مغسولا او املس مدقوقا او غیر مدقوق ان اشیاء کو خزانۃ المفتین اور قاضی خان میں بھی بیان کیا ہے ۱۰۰ امام اعظم کے نزدیک اگر کسی نے تیمم کرکے نماز پڑھ لی اور سواری پر سو گیا سوئے کی حالت میں اوس کا گذر پانی پر ہوا تو بس اوس کا تیمم باطل ہو چکا اب تو وضو کرکے پڑھنا پڑے گا دوبارہ دیکھو ہدایہ والنائم عند ابی حنیفۃ قادر تقدیرا حتی لو مر النائم المتیمم علی الماء بطل تیممہ عندہ اگر اسے اس طرح تسلیم نہ کیا جاوے محض مسئلہ مہمل ہوگا کیا تیمم کرکے سو جانے والے کا تیمم نہیں جاتا وضو والے کا وضو تو جاتا رہے مگر تیمم نہ جاوے سوچئے تو سہی ۱۰۱ کپڑے کو ہاتھ مارنے سے جو غبار اوڑے اوس سے تیمم درست دیکھو خزانۃ المفتین قاضی خان وغیرہ لو ضرب یدہ علی اللبد والثوب وارتفع غبارہ فرفع یدہ فی الھواء فتیمم بہ جاز امام صاحب کے نزدیک باوجود مٹی ہونے کے بھی درست دیکھو ہدایہ مع شروح ۱۰۲ احرام کی حالت میں چوپایہ سے وطی کرنے میں حج میں بالکل خامی نہیں آتی انزال ہو یا نہ ہو دیکھو شامی صفحہ ۲۲۳ ج ۲ فلا یفسد بوطی البھیمۃ مطلقا القصورہ بحر سواء انزل اولا فتح القدیر صفحہ ۲۵۰ ج ۱ - لو جامع بھیمۃ وانزل لم یفسد حجہ ۱۰۳ روزہ کی حالت میں چوپایہ سے وطی کرنے سے نہ کفارہ ہے نہ روزہ ٹوٹتا ہے انزال ہو یا نہ فی الکافی لو جامع بھیمۃ او میتۃ فلا کفارۃ انزل اولم ینزل خلافا للشافعی شامی صفحہ ۱۲۰ ج ۲ میں ہے فلا کفارۃ بھیمۃ او میتۃ ولو انزل بحر بل ولا قضاء مالم ینزل نیز شامی صفحہ ۱۶۰ ج ۲ میں ہے ونقل فی البحر وکذا الزیلعی وغیرہ الاجماع علی عدم الفساد مع الانزال جوہرۃ النیرۃ شرح قدوری صفحہ ۱۷۲ ج ۱ ہدایہ مع الکفایہ صفحہ ۲۸۶ ج ۱ میں ہے ولو جامع میتۃ او بھیمۃ فلا کفارۃ انزل او لم ینزل ۱۰۴ حنفیہ کے نزدیک طواف کیلئے بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں دیکھو فتح القدیر صفحہ ۵۲۹ ج ا فی البدائع انہا لیس بشرط بالاجماع ۱۰۵ امام صاحب کے نزدیک حج کی حالت میں دبر مارنے سے حج فاسد نہیں ہوتا دیکھو ہدایہ

وعن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فی غیر القبل منهما لا یفسد ۱۰۶ حنفیہ کے نزدیک ظاہر روایت
میں مباشرت فاحشہ (یعنے برہنہ ذکر فرج شہوت کے ساتھ لڑانا) سے روزہ نہیں خراب ہوتا یہ اور بوسہ
برابر ہیں دیکھو ہدایہ والمباشرة الفاحشة مثل التقبیل فی ظاہر الروایة ۱۰۷ اپنی عورت سے ذکر
چوسوانا درست دیکھو مطالب المومنین اذا ادخل الرجل ذکرہ فی فم امراته قیل یکرہ وقیل بخلافه
کذا فی متفرقات الاستحسان الذخیرة ۱۰۸ حنفیہ کے یہاں اگر سرکہ میں شراب کا قطرہ گر جائے
تو وہ سرکہ ایک ساعت کے بعد حلال ہوگا اور اگر گرے شراب کوزہ بھر تو فوراً سرکہ کا کھانا حلال
دیکھو درمختار غایة الاوطار وغیرہ وقع الخمر فی خل ان قطرة لم یحل الا بعد ساعة وان کوزة حل فی
الحالة ۱۰۹ اگر آدمی خود اپنی دبر میں اپنے ہی ذکر سے لواطت کرے تو بلا انزال غسل بھی واجب نہیں
دیکھو درمختار اما فی دبر نفسه فرجح فی النهر عدم الوجوب الا بانزال ۱۱۰ حنفیہ کے نزدیک مطلقہ
سے صرف اوسکی دبر مار لینے ہی سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے دیکھو درمختار وطیها ولو فی الدبر علی المعتمد
۱۱۱ اپنی لونڈی یا بیوی کے ہاتھ سے مشت زنی کرانا حنفیہ کے نزدیک درست نہ تعزیر ہے نہ گناہ
دیکھو درمختار والجوہرة النیرہ لو امکن امراته او امته من العبث بذکرہ حتی انزل کرہ لا شیء علیه
شامی صفحہ ۲۴۲ ج ۳ میں ہے ای من حد وتعزیر وکذا من اثم اور صفحہ ۱۶۰ ج ۲ میں ہے عن المعراج ویجوز
ان یستمنی بید زوجة وخادمة ۱۱۲ امام صاحب کے نزدیک دبر مارنے سے روزہ کا کفارہ نہیں دیکھو
فتح القدیر وغیرہ فی الکافی ان وطیٔ فی الدبر فعن ابی حنیفة لا کفارة علیهما شرح شمنی کراس ۱۳ میں
ہے روی الحسن عن ابی حنیفة عدم وجوب الکفارة فی الجماع فی الدبر ۱۱۳ حنفیہ کے نزدیک مجوسی
کی آگ پرستش کی جلانے پر نوکری کرنا درست دیکھو مطالب المومنین لو اجر نفسه من مجوسی لیوقد
له النار لا باس به کذا فی الخلاصة ۱۱۴ سر میں پان کھلوانا حنفیہ کے نزدیک درست دیکھو
حمادیہ من السیر فی السیر الکبیر لا باس للرجل ان یحلق وسط راسه ۱۱۵ حنفیہ کے نزدیک
بادشاہوں کو سلامی کا سجدہ کرنا درست دیکھو حمادیہ من الخیاثیة والمختار ان من سجد للسلطان
علی وجه التحیة لا یکفر اسی طرح فتاوی صغری خلاصہ اور نصاب سے بھی نقل کیا ہے۔ ۱۱۶
حنفیہ کے نزدیک بادشاہ یا ان کے عملداروں کے سامنے تعظیم کی غرض سے زمین چومنے سے کافر
نہیں ہوتا دیکھو حمادیہ من الکبری لو قبل رجل الارض بین یدی احد من اصحاب السلطان تعظیما
له لا یکفر محیط سے ہے قال الفقیه ابو جعفر من قبل الارض بین یدی السلطان او امیر
او سجد فان کان علی وجه التحیة لا یکفر ۱۱۷ امام صاحب کے نزدیک اپنی عورت کے دبر مارنے

یا اپنے غلام کی دبر مارنے سے حد نہیں دیکھو حمادیہ ورق ۱۰۰ من الکافی لو وطی امرأته فی دبرها او لاط
بغلام لم یحد فی قول ابی حنیفة مختار الفتاوی میں ہے ومن لاط بامرأته او بعبد لا یحد وفی
التاتارخانیة وهو الاصح ۱۱۸ حنفیہ کے نزدیک ذمی کی قبر مال نکالنے کیلئے کھودنا درست ہے دیکھو
مختار الفتاوی لا باس بنبش قبورهم لطلب الاموال ۱۱۹ حنفیہ کے یہان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجنا عمر بھر میں ایک ہی بار واجب ہے دیکھو مطالب المومنین وفی معین المفتی الصلاة
علی النبی صلعم واجبة فی العمر مرة فتاوی غرائب میں ہے قال الکرخی لا یجب فی العمر الا مرة وان
سمع اسمه مرارا فی مجلس وصلی علیه مرة یکفی وعلیه الفتوی ۱۲۰ حنفیہ کے نزدیک فرض نماز
کے بعد لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا ایک روایت سے کفر ہے دوسری روایت سے گنہگار ہوتا ہے
فی فتاوی الخانیة من قال لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ بعد اتمام الصلوة المکتوبة ففیه روایتان
فی روایة یکفر وفی روایة لا یکفر الا انه یاثم ۱۲۱ حنفیہ کے نزدیک صرف ٹوپی بلا عمامہ یا اور کسی
دوسری چیز کے نماز مکروہ ہے دیکھو فتاوی غرائب ورق ۱۱۰ رجل صلی مع قلنسوة ولیس فوقها
عمامة او شئی اخر یکره ۱۲۲ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی چاہے کہ کسی عورت سے بلا اطلاع کسی کے
نکاح کرلیں اور صرف مرد اور عورت ہی اسکو جانیں اور وطی بھی حلال ہو اور نکاح عقد کرانیوالے کی
بھی ضرورت نہ پڑے تو یون حیلہ کرے اور لوگوں کے سامنے صرف اتنا ہی کہے کہ میں نے ایسی عورت
سے منگنی کی ہے کہ جسے اپنا کام اپنے ہی اختیار میں ہے صرف اسی سے اُس کا نکاح ہو جاوے گا
وطی بھی حلال البتہ اوس کا بالغہ ہونا ضروری ہے دیکھو حب المفتی اذا اراد الرجل ان یتزوج امرأة
سرا لا یعلم احد فیطأ حلالا فالحیلة ان المرأة اذا کانت بالغة حلت امرها بیدها ثم
قال الرجل خطبت المرأة التی امرها بیدها انعقد النکاح بینهما ۱۲۳ حنفیہ کے نزدیک تمام
حرام جانوروں کا علاوہ سور کے اور بندروں کا خرید و فروخت کرنا درست دیکھو مختار الفتاوے
بیع الفهد جائز وکذا جمیع المحرمات سوی الخنزیر هو المختار ۱۲۴ حنفیہ کے نزدیک زکوة واجب
نہ ہونے دینے کے لئے حیلہ کرنا اس طرح کہ سال ہونے سے پہلے بھروسہ دار آدمی کو ہبہ کرکے سونپ
دے اور پھر اوس سے اپنے لئے ہبہ کرالے یہ باین خیال کہ اگر مین نے زکوة دی تو گنہگار ہونگا
بس جائز و درست ہے دیکھو سراجیہ کتاب المخارج ...... اذا اراد ان یحتال لامتناع وجوب
الزکوة لما انه خاف ان لا یودی فیقع فی المأثم فالسبیل ان یهب النصاب قبیل تمام الحول
من ثقة ویسلم الیه ثم یستوهب ۱۲۵ حنفیہ کے امام ابو یوسف کے نزدیک شفعہ کے باطل

کرنے اور زکوٰۃ کے ساقط کرنے کے لئے حیلے کرنے میں اجر ملتا ہے دیکھو مطالب المومنین سئل ابو یوسف عن الاحتیال فی ابطال الشفعۃ او الاحتیال لکی لا تجب الزکوٰۃ قال یجوز وھو ماجور کذا فی النوازل ۱۲۶ حنفیہ کے نزدیک اجنبی سے خوف فتنہ کا نہو تو بدن کی چمپی کرانا درست دیکھو فتاوی غرائب ورق ۳۴۲ لا باس بان یغمز الاجنبیۃ الرجل فوق الثیاب اذا لم تکن خوف الفتنۃ ۱۲۷ حنفیہ کے نزدیک پورے بچہ کو ساقط کرانا درست دیکھو فتاوی غرائب اما فی زماننا یجوز وان کان مستبین الخلقۃ وعلیہ الفتوی ۱۲۸ ریشمی فرش پر بیٹھنا اور ریشمی ابرا بنانا درست دیکھو مختار الفتاوی ورق ۴۹۲ ولا باس بالجلوس علی بساط حریر ولا باس بجعل اللفاف منہ ۱۲۹ صدقہ فطر حنفیہ کے نزدیک دس بیس برس پہلے ہی سے دیدینا درست دیکھو خزانۃ الروایات ورق ۵۳ فی الخلاصۃ والصحیح انہ یجوز السنۃ او السنتین وھو روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ رح وذکر السنۃ او السنتین وقع اتفاقا قال یجوز مطلقا لو ادی عن عشر سنین او اکثر ابن العابدین شامی نے اسکی تصحیح بزازیہ اور محیط سے بھی نقل کی ہے ۱۳۰ حنفیہ کے نزدیک اگر کسی نے یوں کہدیا کہ اگر میں یہ کام کروں تو میرا غلام آزاد میری تمام مملوکہ چیزیں صدقہ ہیں اور ہوا وہ کام کرنے کا اب اس کے لئے حیلہ یوں کرے کہ اپنے تمام مملوکہ چیزوں کو اور غلام کو بھروسہ وار آدمی کو ہبہ کرکے پھر وہ کام کرلے پھر اس آدمی سے اپنا غلام اور مملوکہ اشیا واپس ہبہ کرالے تو درست دیکھو فتاوی سراجیہ کتاب الحیل رجل قال ان فعلت کذا فعبدی حر وجمیع ما املک صدقۃ فالحیلۃ ان یھب ذلک کلہ ممن یثق بہ ویسلم الیہ ویفعل ذلک الفعل ثم یستوھب ۱۳۱ جانوروں کے مثانہ میں دباغت دیکر دودھ رکھنا حنفیہ کے نزدیک درست دیکھو فتاوی غرائب لو دبغ المثانۃ وجعل فیھا لبنا جاز ۱۳۲ حنفیہ کے نزدیک کتے کے بالوں کے ازاربند کے ساتھ بھی نماز درست دیکھو فتاوی غرائب اذا صلی ومعہ تکۃ من شعر الکلب لا تفسد صلاتہ ۱۳۳ حنفیہ کے نزدیک آدمی چاہے کہ میں اپنی لونڈی سے نکاح بھی کرلوں اور وطی بھی حلال رہے تو وہ یوں حیلہ کرے کہ اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کردے اور پھر نکاح کرلے اسکے بچے بھی احرار ہی ہونگے دیکھو سراجیہ رجل اراد ان یکاتب جاریۃ لہ ویطأھا فانہ یھبھا لابن لہ صغیر ثم تزوجھا ان لم تکن تحتہ حرۃ ویکون اولادہ احرارا ۱۳۴ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت تین طلاق والی حلالہ کرنے کے لئے کسی سے نکاح کرنا چاہے اور اسے یہ ڈر ہو کہ وہ مجھے طلاق نہ دیگا یا معلق رکھیگا تو اس کے لئے یوں حیلہ کرے کہ اس عورت کا خاوند ایک ایسا چھوٹا سا غلام خریدے جو کہ جماع کرسکے پھر اوس سے اوس عورت

کا نکاح جوڑ دے دو گواہوں کے ساتھ پس جب وہ اُس سے وطی کرلے تو وہ غلام اوس عورت کو ہبہ کردے
یا اُسے اُس کا مالک بنا دے جب وہ مالک ہو جاویگی تو بس اونمیں تفرقہ ہو جاویگا پھر اُس غلام کو
ایسی جگہ بھیجدے جہان غلام بکتے ہیں بس وہ اب عدت پوری کرکے اپنے خاوند سے نکاح کرلے دیکھو
سراجیہ اذا ارادت ان تزوج رجلا لیحللها وهی تخاف انه لا یطلقها او یعلقها فالحیلة ان یشتری
زوجها عبدا صغیر قادرا علی الجماع فیزوجها منه بشهادة شاهدین واذا وطی بها یهبها او یملکها
ببیع فاذا ملکه تقع الفرقة بینهما ثم یبعث المملوک الی بلد یباع هناک ثم تزوجها بعد انقضاء
العدة مسئلہ ۱۳۵ حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی چاہے کہ میری لڑکی محرم سمیت حج کرے اور محرم راستہ
میں ساتھ رہے تو یوں کرے کہ اپنی دختر کا خود اپنے غلام سے نکاح کردے مگر غلام کو خبر نہ کرے۔ اور
لڑکی کو آگاہ کردے دیکھو سراجیہ اذا اراد ان یکون لا بنته محرما فی طریق الحج فانه یزوجها بعلمها
من عبد نفسه ولا یعلم العبد مسئلہ ۱۳۶ حنفیہ کے نزدیک سور کے بال آستین میں رکھکر نماز درست
دیکھو مختار الفتاوی من صلی وفی کمه شعر الخنزیر اکثر من درهم یجوز الصلوٰة مسئلہ ۱۳۷ حنفیہ کے نزدیک کسی
صحابی کو گالی دینا یا کسی صحابہ سے بغض رکھنا کفر نہیں دیکھو شامی صفحہ ۴۵۳ ج ۳ سب احد هم من
الصحابة وبغضه لا یکون کفرا مسئلہ ۱۳۸ حنفیہ کے نزدیک کفاروں کے تہوار کا روزہ بلا کراہیت درست
دیکھو مطالب المومنین ذکر صدر الشهید صوم یوم النیروز جائز من غیر کراهیة هو المختار مسئلہ ۱۳۹
حنفیہ کے نزدیک روزہ کی حالت میں ذکر پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے جماع کرنا درست کفارہ تک نہیں
مگر کپڑا ایسا ہو کہ فرج کی حرارت اسمیں سے معلوم نہو دیکھو فتاوی غرائب اذا لف ذکره بخرقة وجامعها
کفر ان لم یمنع الخرقة وصول الحرارة الیه والا فلا اسی طرح فتاوی قنیہ محیط و حیات الصائمین
میں بھی ہے مسئلہ ۱۴۰ حنفیہ کے نزدیک غیبت کرنے سے روزہ میں خامی نہیں آتی دیکھو خزانة الروایات
فی الخانیة الغیبة لا تفسد الصوم مسئلہ ۱۴۱ حنفیہ کے نزدیک اپنے رشتہ داروں کے لڑکوں کو برسم عیدی
یا خوشخبری لے کر آنے والے آدمی کو یا جو نئے پہل کا ہدیہ لاوے انھیں زکوۃ دینا درست درمختار دفع
الزکوة الی صبیان اقاربه برسم عید او الی مبشر او مهدی الباکورة جاز مسئلہ ۱۴۲ حنفیہ کے نزدیک گینڈا
حلال دیکھو فاکہة البستان میں علامہ محمد بن ہاشم سندی فرماتے ہیں اقول قد صرح فی الفتاوی الفقهیة
من مذهب الحنفیة کالجواهر والاخلاطی والفتاوی التمرتاشی بان الحریش بمعنی الکرکدن
یحل اکله وفی تحفة الفقه وکنز العباد ان الحریش یحل اکله عند الشیخین مسئلہ ۱۴۳ حنفیہ کے نزدیک
نمازی سے کوئی درہم دکھا کے پوچھے کہ یہ کھرا ہے تو اُسے اشارہ سے ہاں کرنا درست دیکھو درمختار

وفتح القدیر اذی دراھما وقیل اجنبی فاما انتم ع ۱۴۴ حنفیہ کے نزدیک انگلیوں پر تسبیح اور آیتوں کی گنتی کرنا درست دیکھو فتاوی غرائب وغیرہ قال ابو یوسف ومحمد لا باس فی المکتوبات والتطوع وقالوا ان عد بروس الاصابع لا یکرہ ع ۱۴۵ حنفیہ کے نزدیک جھوٹے دو گواہ قاضی کے سامنے یوں گواہی دیں کہ فلاں آدمی نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدی ہیں اور قاضی جدائی کی ڈگری دیدے پھر اُن دو گواہوں میں سے ایک اُس عورت سے بعد عدت نکاح کرلے تو اُسے حلال ہے ہم بستری وغیرہ دیکھو خزانۃ الروایات ورق ۲۰۷ فی القرا خوانیۃ من اداب القاضی للخصاف اذا شہدا شاھدان بالزور ان رجلا طلق امراتہ ثلاثا ففرق القاضی بینہما ثم تزوج احد الشاھدین بعد انقضاء عدتہا جاز النکاح وحل لہ وطیہا ع ۱۴۶ حنفیہ کے نزدیک سوئے ہوئے گواہوں کے سامنے بھی نکاح اصح مذہب میں ہو جاتا ہے دیکھو خزانۃ الروایات ولو تزوجہا بحضرۃ النائمین ففیہ اختلاف المشائخ الاصح انہ ینعقد عینی شرح کنز ص ۹۵ ولو عقد بحضرۃ النائمین جاز علی الاصح اسی طرح شارح زیلعی نے اور فقیہ زاہدی نے بھی بیان کیا ہے ع ۱۴۷ حنفیہ کے نزدیک قبروں پر گلاب وغیرہ کے پھولوں کا چڑھانا درست ہے دیکھو خزانۃ الروایات وغرائب الفتاوی ومطالب المومنین من کفایۃ الشعبی وضع الورد والریاحین علی القبور حسن ع ۱۴۸ حنفیہ کے نزدیک پلیدی ہاتھوں اور گھٹنوں کے نیچے ہو سجدہ کی حالت میں تو بھی نماز میں خامی نہ آئے گی دیکھو عالمگیری وان کانت النجاسۃ تحت یدیہ او رکبتیہ فی حالۃ السجود لم تفسد صلاتہ فی ظاہر الروایۃ ع ۱۴۹ حنفیہ کے نزدیک بزرگان دین کی قبر کا تین بار طواف کرنا درست دیکھو خزانۃ الروایات اور مطالب المومنین از مفاتیح المسائل فی دستور القضاۃ من الملتقط وان کان قبر عبد صالح ویمکنہ انہ یطوف حولہ ثلاث مرات فعل ذلک ع ۱۵۰ حنفیہ کے نزدیک گھٹنوں اور ہاتھوں کا سجدہ میں رکھنا فرض نہیں دیکھو فتح القدیر لا تجب طہارۃ موضع الرکبتین والیدین لان وضعہما لیس فرضا عندھم ع ۱۵۱ زانی حد کے وقت یوں جھوٹ موٹ کہدے کہ یہ میری عورت ہے بس حد معاف گواہ قائم کرنے کی بھی ضرورت نہیں اگرچہ وہ غیر ہی کی عورت ہے دیکھو درمختار ادعی الزانی انہا زوجتہ سقط الحد وان کانت زوجۃ الغیر بلا بینۃ شامی ص ۱۴۲ ج ۳ میں ہے فی البحر لو ادعی انہا زوجتہ فلا حد وان کانت زوجۃ للغیر ولا یکلف اقامۃ البینۃ ع ۱۵۲ حنفیہ کے نزدیک اگر چور یوں دعوی کردے کہ یہ چیز میری مملوکہ ہے بس حد معاف گواہوں کی بھی ضرورت نہیں صرف دعوی ہی کافی ہے۔ دیکھو ہدایہ واذا ادعی السارق ان العین المسروقۃ ملکہ سقط القطع

عنه وان لم یقم بینة ؎۱۵۳ حنفیہ کے نزدیک وہ آدمی جو صرافی میں انگلیوں کے اندر چھپا کر چوری
کرے تو اُس پر بھی حد کاٹنے کی نہیں دیکھو درمختار ولا یقطع قفاف ھو من یسرق الدراھم بین
اصابعه ؎۱۵۴ حنفیہ کے نزدیک سونے کے برتن کی چوری میں حد نہیں دیکھو درمختار ولو الاناء
ذھبا ؎۱۵۶ حنفیہ کے نزدیک اونٹوں کی قطار میں سے اونٹ کو چرالے یا اونٹ پر کے سامان کو تو
تو اُسپر حد نہیں دیکھو درمختار او من قطار بعیرا او حملا علیه لا یقطع ؎۱۵۷ حنفیہ کے نزدیک مرغی اور
بط کی چوری میں حد نہیں دیکھو درمختار ولو بطا او دجاجا فی الاصح غایه ؎۱۵۸ حنفیہ کے نزدیک
اینٹوں کی چوری میں حد نہیں دیکھو فتح القدیر اور شامی ولا یقطع فی الآجر ؎۱۵۹ حنفیہ کے نزدیک
کھڑی کھیتی چرالانے میں حد نہیں دیکھو درمختار وزرع لم یحصد ؎۱۶۰ حنفیہ کے نزدیک گھر اور مسجد
کے دروازے کی چوری میں حد نہیں دیکھو درمختار و باب مسجد ودار ؎۱۶۱ حنفیہ کے نزدیک قرآن
شریف اور دوسری کتابوں کے چرانے میں حد نہیں دیکھو درمختار وغیرہ و مصحف ودفاتر غیر الحساب
لانها لو شرعیة ککتب تفسیر وحدیث وفقه فکمصحف ؎۱۶۲ حنفیہ کے نزدیک کھڑے خیمہ چرالانے
میں کوئی حد نہیں دیکھو درمختار سرق فسطاطا منصوبا لم یقطع ؎۱۶۳ حنفیہ کے نزدیک نمک چرانے
میں کوئی حد شرعی نہیں دیکھو درمختار زاد فی المجتبی واشنان وفحم وملح ؎۱۶۴ حنفیہ کے نزدیک چونہ
کی چوری میں حد نہیں دیکھو درمختار ونورة ؎۱۶۵ حنفیہ کے نزدیک گوشت اور قیمہ کی چوری میں حد نہیں
دیکھو درمختار ولحم وقد یدا ؎۱۶۶ حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ کا قرآن سے ہونے کا منکر کافر نہیں
دیکھو بحر الرائق ودرمختار لم یکفر جاحدھا ؎۱۶۷ حنفیہ کے نزدیک سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور صرف چھوٹی
سی کوئی بھی آیت پڑھ لے تو درست دیکھو کفایہ شرح ہدایہ قرا آیة قصیرة ولم یقرا بفاتحة الکتاب
جاز فی قول ابی حنیفة ؎۱۶۸ حنفیہ کے نزدیک صرف مدھامتان سے نماز درست دیکھو بحر الرائق و
امافی نحو مدھامتان فذکر الاسبیجابی وصاحب البدائع انه یجوز علی قول ابی حنیفة من
غیر خلاف بین المشائخ اسی طرح صرف ثم نظر سے بھی درست بلا خلاف بین المشائخ نیز صرف
لم یلد سے بھی درست دیکھو بحر الرائق لم یلد یجوز ابو حنیفة الصلاة بها ؎۱۶۹ حنفیہ کے نزدیک
جمعہ کے خطبوں کی جگہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ ہی کہدے تو بس خطبوں کا کام نکل گیا
دیکھو ہدایہ کنز وغیرہ وکفت تحمیدة او تسبیحة او تھلیلة عند ابی حنیفة ؎۱۷۰ حنفیہ کے نزدیک
ایسے گھر میں سے چوری کرنے سے حد نہیں کہ جس میں اُسے آنے جانے کی اجازت ہو دیکھو شامی و
بیت اذن فی دخوله فلا قطع ؎۱۷۱ حنفیہ کے نزدیک رکوع کے بعد کھڑے ہو کر ہاتھ باندھنا درست

دیکھو خزانۃ الروایات فی الملتقط الناصری یضع یمینہ علی شمالہ فی القومۃ بین الرکوع والسجود ۱۷۲ حنفیہ کے نزدیک سجدہ سے اتنا ماتھا اوٹھادے کہ صرف ہوا کو رستہ مل جاوے اور پھر دوسرے سجدہ میں چلا جاوے تو درست دیکھو کفایہ شرح ہدایہ وبعض مشائخنا قالوا لو ازیل جبھتہ عن الارض ثم اعادھا جاز ذلک عن السجدتین ۱۷۳ حنفیہ کے نزدیک جمعہ کا خطبہ لیٹ کر بیٹھ کر کہے تو درست دیکھو فتاوی غرائب خطب مضطجعا او قاعدا یجزی لہ کذا روی عن ابی حنیفۃ ۱۷۴ حنفیہ کے نزدیک اللہ اکبر کی جگہ فارسی ترکی انگریزی گجراتی بنگالی چینا وغیرہ وغیرہ عربی زبان کے سوا سب زبان میں کہکر نماز میں آدمی داخل ہو جاتا ہے دیکھو عینی شرح کنز وکذا سائر لغات العجم مثل السریانیۃ والعبرانیۃ والھندیۃ والترکیۃ ہدایہ میں ہے ویجوز بای لسان کان سوی الفارسیۃ ھو الصحیح ۱۷۵ حنفیہ کے نزدیک اللہ اکبر کی جگہ سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہے تب بھی درست دیکھو کنز وغیرہ لو شرع بالتسبیح والتھلیل او بالفارسیۃ صح ۱۷۶ حنفیہ کے نزدیک اللہ اکبر کی جگہ اللھم بھی درست دیکھو قاضی خان وکذا لو قال اللھم بصیر شارعا عند الفقھاء ۱۷۷ حنفیہ کے نزدیک اللہ اکبر کی جگہ بسم اللہ ہی پڑھ لے تو بھی درست دیکھو بحر الرائق ولو قال بسم اللہ الرحمن الرحیم ففی المبتغی والمجتبی یجوز ۱۷۸ حنفیہ کے نزدیک دعائے قنوت فارسی پشتو ایرانی ترکی سب زبان میں درست دیکھو فتاوی سراجیہ لو قنت بالفارسیۃ او بای لسان کان جاز ۱۷۹ حنفیہ کے نزدیک اللہ اکبر کی جگہ صرف اللہ کہدے یا الرب کہدے تب بھی درست دیکھو قاضیخان او قال اللہ او الرب یصیر شارعا کفایہ میں ہے عن الحسن عن ابی حنیفۃ رحمھما اللہ انہ اذا قال اللہ ولم یزد علیہ صار شارعا وھکذا کل اسم من اسماء اللہ تعالی التسعۃ والتسعین ۱۸۰ حنفیہ کے نزدیک فجر کی سنت اگر رہ گئیں تو پھر انکی قضا ہی نہیں نہ سورج کے پہلے اور نہ بعد دیکھو ہدایہ واذا فاتتہ رکعتا الفجر لا یقضیھما قبل طلوع الشمس ولا بعد ارتفاعھا عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھما اللہ۔ حضرات بندہ کہاں تک لکھے یہ تو صرف آپکے سامنے بطور نمونہ مشتے از خروارے ایک سو اسی تعداد ظاہری ہیں جو کم دو سوسے نہ ہونگے مقلدونکی اُن کتابوں سے جو کہ انکی مشہور و مستند و معتمد متون و شروحات و فتاوی سے ثابت ہیں پیش نظر کیئے ہیں کیا مولویصاحب اور انکے اعوان یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مندرجہ بالا کتابیں ہم حنفیوں کی معتمد نہیں ہینے یہ دعوی نہیں کیا ہے کہ یہ وہ مسائل ہیں کہ جنہیں دنیا بھر کے حنفی مان رہے ہیں حضرات ایسا تو کوئی مسئلہ ہی نہ ملے گا کہ جسمیں دنیا بھر کے حنفی اُسمیں متفق ہوں دور کہاں جاتے ہو بریلوی بھی حنفی اور دیوبندی بھی حنفی اتفاق کسی مسئلہ میں نہیں دیوبندی کو بریلوی کافر کہیں بریلوی کو دیوبندی

اگر خود حنفی مذہب میں اختلاف نہوتا تو یہ نوبت ہی نہ آتی امام صاحب کی آڑ میں کیا کچھ شکار نہیں کرتے ہیں پہلے
پچھلے علمار احناف کے مسئلونکو تو بیان ہی نہیں کیا آپ دیکھتے ہوئے آئے ہیں کہیں آپنے پچھلے علمار کی کتابونکا
حوالہ دیکھا ہوگا یہ جسقدر بھی مسائل پیش نظر ہیں بحمد اللہ اٹکل سے یا جہوٹ بہتان نہیں بلکہ کل کتابیں وقت
تحریر سامنے رکھی ہیں بعض مسائل میں عمداً صفحات کو ترک باین خیال کر دیا کہ ہمارے حریف خود انھیں دیکھ
لینگے اگر مولویصاحب کو نہ ملیں گے اور انھیں خواہش ہوگی تو بندہ موجود ہے بفضلہ وکرمہ مندرجہ بالا کل
کتابیں اس ناچیز کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ حضرات جنکے یہاں نماز بے استنجا درست ہو زنا کی حد مجرد دعوٰ
زوجیت معاف چوری کی حد دعوی ملکیت کر دینے سے معاف نمک چونہ گوشت قیمہ اینٹ سونے کے
برتن مرغی بط کہڑی کہیتی کے چرانے میں حد شرعی نہ آتی ہو پھر تو مزے ہیں زمانہ گرانی کا ہے اینٹیں وچونہ
وغیرہ چراکر مزے سے مکان بنائیے دروازوں کی ضرورت ہو تو کسی مسجد یا گھر کے دروازے چراکر لگا دیجئے
حد تو ہے ہی نہیں کتابوں کی ضرورت ہو تو کتب فروش کے یہاں سے چرا لائیے حد تو ہے ہی نہیں مولوی
صاحبوں کے مزے ہیں مسجد کے مصلیوں کی جوتی چرا لینے میں حد نہو پھر کیا پوچھنا کوئی روپیہ گنتے میں انگلیوں
میں چھپا چھپا کر چرالے تو حد شرعی اُسپر نہو اونٹوں کی اور اسبابوں کی ضرورت ہو تو قطار میں سے اونٹ
سامان کا لدا ہوا چرا لائے اور پھر مزے کیجئے حد بھی شرعی معاف اللہ اللہ قبروں کا طواف درست ہو
پلیدی رعنائی فرد کوٹ میں روئی کی جگہ بھری ہوئی سے نماز درست ہو گدھے کتے کو نماز میں ہانکنے سے
خامی نہ آتی ہو کتے کا پلہ نماز میں اٹھا کر نماز پڑھنا درست ہو غیبت سے مردہ چوپایہ کے ہمبستری سے روزہ
میں خامی نہ آتی ہو صحابہ میں سے کسی کو گالی دینا یا بغض رکھنا کفر نہو بعض صحابہ عدول نہوں اور والصبہ
بن معبد اور معقل بن سنان اور سلمہ بن محبق جیسے اصحاب کرام مجہول العین اور مجہول الحال بلکہ اصول فقہ
والوں کے نزدیک صحابہ ہی میں شمار نہوں تو پھر دین کا خدا ہی حافظ زکوۃ معاف کرانیکے لئے حیلہ درست
ہو تین طلاق والے کو حلال کرنیکے لئے حیلہ درست ہو صدقہ فطر دس بیس برس پیشتر ہی دیدینا درست
ہو تو پھر مزے پر مزے ہیں اگر کسی نے یوں کہدیا ہو کہ میں نے فلاں کام کیا تو میرا تمام مال صدقہ ہے
اور ہو وہ کام کرنیکا بس اب حیلہ کرنا اسمیں درست ہو اُلو طوطی چمگادڑ ہد ہد حلال ہو حربیوں سے جوا کھیل
کر مال لینا سود کہانا جس طرح ہو انکا مال لینا درست ہو پھر کیا کہنا جواری کی تو چاروں بلکہ پانچوں
گھی میں انگلیں مولویصاحب کا احسان رکھنا چاہیے انکی بدولت مذہبی مسئلہ معلوم ہو رہا ہے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر عمر بھر میں ایک ہی بار درود بھیجنا فرض ہو تو پھر آپکی قدر ہی کیا رہی کلمہ پڑھنا بھی
کفر اور گناہ کا کام ہوا تو پھر رہا ہی کیا! اللہ اللہ عملداروں کے اور بادشاہوں کے سامنے سجدہ سلامی

کا کرنا ہی درست ہوا تو پھر کیا ہی پوچھنا شراب کوزہ بھر سرکہ میں گرے تو فوراً سرکہ بھی حلال ہو سبحان
تیری قدرت عورت سے ذکر چسوانا روا ہو تو پھر مزے پر مزے ہیں ننگے ذکر کھڑے سے ننگی فرج کے
رگڑے لگانے میں روزہ کی خامی نہ آتی ہو کپڑا لپیٹ کر عورت سے دخول روزہ کی حالت میں درست
ہو احرام کی حالت میں چوپایہ سے وطی کرنے میں خامی نہ آتی ہو زوجہ لونڈی کے ہاتھ سے مشت زنی کرانا
درست ہو ویر مارنے والے پر کفارہ نہ آتا ہو مجوسی کی آگ جلانے پر نوکری درست ہو قومی کی شراب
اٹھانے گرجہ کی خدمت کی نوکری کرنا درست ہو مکان گرجہ بنانے مے خانہ بنانے بتخانہ بنانے کے لئے
کرایہ پر دینا حلال اللہ اللہ کیا مزے لٹکے ہیں شراب جوار گیہوں جو شہد کی حلال ہو نشہ پر بھی حد نہ
آتی ہو کیا کہنا شرابیوں کے مزے ایں حنفی مذہب رکھئے اور خوب شراب نوش کیجئے اہل حنفی تو
یہی ہیں کہ یہ خاص امام صاحب کا مسئلہ ہے اللہ رے تیری قدرت گیر و نمک لاہوری بلکہ تمام
پہاڑی نمک لوٹے آبخورے پیالے مٹکے مردار سنگ سے تیمم درست ہو پھر تو کیا کہنا نماز میں کرتا
اوتار نا روا ہو ذمی کو صدقہ فطر دینا درست ہو نماز میں پنکھا چلانے سے نماز میں خامی نہ آتی ہو نجاست
پلیدی کا لتھڑا ہوا کپڑا سوکھے کپڑے میں پلٹنے سے کوئی حرج نہو شراب روٹی پیاز ڈالکر سرکہ بنا کر کھانا
روا ہو نماز میں انگلی کے اشارے سے پوچھنے والے کو رکعت کی تعداد بتانا روا ہو پھر تو کیا کہنا اللہ
اللہ بھنگ پیشاب شراب کتے کی ہڈیوں سے علاج درست پھر کیا پوچھنا چت بھی اپنی اور پٹ بھی
اپنی سواری کے جانور کو نماز میں کوڑے سے مارنا روا ہو نماز میں بلی اور کتے سے پیار روا ہو نماز
میں ساس کی فرج پر نگاہ پڑ گئی خدا نخواستہ تو بیوی ہی حرام ہو اللہ اللہ بسم اللہ کی جگہ الحمد للہ یا
سبحان اللہ کہکر جانور ذبح کرنا جائز ہو جھوٹے دعوی سے عورت ہتھا لینا درست ہو جھوٹے گواہ کھڑے
کر کے طلاق ثابت کر دینا روا ہو عورتوں کا دودھ کھانا روا ہو ناپاک جگہ سجدہ روا ہو برہنہ ذکر برہنہ
فرج شہوت سے انکار رگڑنا بھڑانا وضو میں خامی نہ لاسکتے و درندے کی کھال کی ڈول جائے نماز پوستین
وغیرہ روا ہو سور کے چمڑے کو پہنکر بچھا کر نماز درست ہو اسکی خرید و فروخت روا ہو زانیہ کی خرچی ہے
تو یہ بھی حلال ہو احتلام یا مشت زنی سے منی اپنی جگہ سے نکل جاوے اور ذکر کو باندھ لے پھر با
غسل نماز بھی پڑھ لے تو نماز بھی درست ہو غسل بھی پھر نہ آوے حضرت کو ذمی گالی دے تو اُسکا
عہد بھی نہ ٹوٹے ۔ شوربہ میں شراب گرے اور مزہ اُس کا سرکہ کا ہو جاوے تو وہ شراب پاک ہو پلید
کو تین بار چاٹنے سے پاک ہو پائجامہ میں نماز پڑھنا خلاف تقوی ہو خالص گوہ وغیرہ پلیدی کی تجارت
روا ہو سورہ فاتحہ کو خون موت سے نکیہ والے کے ماتھے پر لکھنا روا ہو مشت زنی زنا سے محض بچنے

کی غرض سے واجب ہو شیطان یا بت کے لئے غلام آزاد کرنا روا ہو کتے کے دانتوں کا ہار پہنکر نماز روا
ہو کسی کی چیز لوٹ کھسوٹ کی ہوئی چبانے سے حلال ہو صرف چار قسم کی شراب کے سوا تمام شرابوں کا
بیچنا روا ہو تمام درندوں و گدھوں کے گوشت ذبح کرکے بیچنا روا ہو اللہ اللہ ہتیلی برابر نجاست مغلظہ
گوہ موت وغیرہ کپڑوں میں معاف ہو بدن میں معاف ہو بسم اللہ کے ساتھہ کتے ذبح کیئے ہوئے
کے گوشت و چمڑہ کے ساتھہ نماز پڑھنا روا ہو مزدوری مقرر کرکے زنا کرنے والے پر حد نہ آتی ہو۔ زنا
کرتے کرتے گواہ رکھ کے عقد نکاح کر لینا روا ہو عورت مشرق میں اور مرد مغرب میں ہو اور سال بھر کا
انکار استنہ ہو اور چھٹے ماہ نکاح کے بچہ تولد ہو تو اوسکی کرامت وغیرہ کے کرشمہ تصور ہوں نماز میں بلا
شہوت بیوی کو چوم لینا درست ہو حربی مسلمان کے درمیان سود نہو دار الحرب میں غلام سے مالک
کو سود لینا روا ہو امیر معاویہ ؓ انکی جماعت باغی و ظالم ہوں دہ دردہ میں منوں گوہ موت ڈالدیجئے
ناپاک ہی نہو گا اللہ اللہ گوہ سے سنی ہوئی دبر نماز پڑھنا روا ہو حضرات کیا کیا عجیب و غریب ملت نعمانی میں کرشمہ نظر آرہے ہیں اور کیا کیا
نعمتیں غیر مترقبہ ارزان لٹ رہی ہیں مولویصاحب چاہتے ہیں کہ مخلوق ایسی نعمتوں سے محروم نہ ہو
حضرات غور تو کریں کہ یہ کس قدر دین سے بے باکی و بے شرمی و بد تہذیبی و بے تمیزی کے کام ہیں کہ
جن پر ایک ادنے بازاری شہدہ بھی تمسخر اوڑاویگا مولوی صاحب کے یہاں یہ دین داری کے کام سمجھے
جاویں۔ اللہ اللہ ناظرین یہ تو ابھی نمونہ کے طور سے ہدیہ کیئے گئے ہیں اگر تمامی کتب حنفیہ سے لکھے
جاویں اور ایک جگہ اکہٹے کیئے جاویں تو عجب نہیں کہ ایک عظیم الشان دفتر ہو جاوے۔ جو عجیب
چرپرے مزے دار لطیف لطف خیز مرغوبہ عیاشین ہوگا۔ اگر مولویصاحب نے ان پر بھی بس نہ کیا
تو بندہ آیندہ بھی اس سے عمدہ واضح طور سے خدمت کرنے کو موجود ہے جو ان سے بھی کروڑہا درجہ
زیادہ لطیف تر اور عمدہ تحائف و ہدایا ہونگے مولویصاحب و اعوان مولویصاحب سے نہایت ادب
سے التماس ہے کہ ان مسائل کے اظہار پر لال پیلے گرگٹوں کی طرح رنگ نہ بدلیں ان مسائل کو اپنی
کتابوں میں دیکھ لیں اگر نہ ملیں اور واقعی نہ ملیں تو جو آپ جرمانہ مقرر کریں وہ مجھے قبول ہے مولوی
صاحب کو بھی اسی طرح لازم تہا کہ اہل حدیثوں کی مسلمہ کتابوں کے حوالہ دیتے اہلحدیثوں کا اصل
دار و مدار حدیث نبویہ پر ہے اگر آپ کوئی حدیث قابل اعتماد انکو دکھلادو اور پھر وہ اُسے نہ مانیں
تو پھر آپ کہیں اہلحدیثوں کو اجتہادات سے الزام دینا بالکل لغو اور کج فہمی ہے اہلحدیث اجتہاد
کو اُسی جگہ جگہ دیتے ہیں جہاں حکم شرعی اُسمیں قابل اعتماد نہ ہو پھر بھی امت محمدیہ اُس ایک کے
اجتہاد کے ملزم نہیں آیندہ سے اگر مولویصاحب کو کسی طرح کا الزام دینا ہو خاص فرقہ حنفیہ اہلحدیثوں کو

تو اتنا ضرور کریں کہ وہ کسی کا اجتہاد نہو اس لیے کہ اجتہاد دین و اسلام قرار نہیں دیا جاتا ان کے رلئے وقیاس بمنزلہ مردار کے ہے۔ ضرورت کے وقت استعمال کیا جاتا ہے اس سے طعن کرنا عقلمند و دین دار روا نہیں رکھتے انکا مذہب صرف قرآن شریف اور احادیث نبویہ قابل احتجاج بس بس حافظ فرماتے ہیں۔ اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن۔ پس حدیث مصطفی بر جان مسلم داشتن اگر کوئی الزام اہل حدیثوں کو، یا کسی کے اجتہاد سے تو مولوی صاحب خدا کے یہان مواخذہ دار ہونگے اور جسقدر ہم نے مولویصاحب کے مذہبی مسئلہ تحریر کیئے ہیں انہیں قرآن شریف واحادیث نبویہ معتمدہ سے ثابت کریں اور اس سے آپکی جان نہیں چھوٹ جاوے گی کہ فی الحال ہمارے یہان فلان پر فتوی ہے فلان پر نہیں خواہ وہ امام صاحب ہی کے خلاف کیون نہو بہت سے ایسے بھی مسائل ہیں کہ جنہیں امام صاحب و صاحبین وغیرہ سب کے سب اگلے منع کرتے ہوں مگر پچھلوں نے مطلب براری کے لیئے انکے خلاف فتوی دیدیئے ہیں۔ دیکھو اجرت تعلیم القرآن ونفقہ ونکاح وامامت واذان وغیرہ کار خیر پر لہذا مولویصاحب کو لازم ہے کہ کتب فقہ کے کل مسئلوں کو قرآن وحدیث سے ثابت کردیں اگر آپ نے نہ ثابت کئے اور رسالہ طوطا کہانی سے بہر کر اپنے حنفیوں کے آنسو پوچھے تو اس رسالہ کو اور جو آپ لکہیں گے اُسے مصنفوں کے درمیان ڈالدیں گے اور واقعی آپ نے تمام مسئلوں کو ثابت کرہی دیا ہوگا تو آپ منہ مانگا انعام اس ناچیز سے حاصل کرسکتے ہیں۔ صرف اس سے کام نہ چلے گا کہ یہ مسئلہ فلان فلان بھی روا رکہتے تھے یا کہتے تھے یا کرتے تھے حلال اور حرام جائز اور ناجائز کن کے کہنے سے ہوتا ہے حق کس کا ہے قرآن واحادیث نبویہ کے خلاف زید ہو یا بکر یا عمرو سب کے فرمان ہیچ لائق اعتماد نہیں ہوا کرتے کیا اگر کسی نے کہا کہ شراب حلال ہے اگر دوسرے نے بھی کہا حلال ہے تو کیا یہ شراب دو چار کے کہنے سے حلال ہوسکتی ہے اسی طرح تمام ناجائز کام کو تصور فرمالیں۔ مجھے امید ہے کہ مولویصاحب خوب سمجھ گئے ہونگے لہذا انہیں آئندہ قلم اوٹھانے کی بصد خوشی اجازت دیجاتی ہے مگر بشرائط اگر مولویصاحب نے نہ تو بشرائط جواب دیا اور نہ ہی الزام تراشے تو بس سمجہا جاوے گا کہ واقعی دین مطہر انہی کے یہان ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اہل حدیث ان الزاموں سے بری ہیں اصل مجرم یہی ہیں ۔

حضرات این خانہ ہمہ آفتاب است کا مضمون ہے حنفی مذہب میں جو کچھ ہوتا رہے وہ سب اچھا بھلا انہیں کون برا کہے چاہے شرک سکھا دیں چاہے کفر ان کے مولوی اشرفعلی صاحب کو دیکھئے کہ بہشتی زیور حصہ اول کے صـ۲۱ـ میں خط کا طریقہ بچوں عورتوں کو سکہاتے ہیں لکہتے ہیں مثلاً اگر باپ کو

خط لکھو تو اس طرح لکھو جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ پھر بڑوں کے القاب ۱۸ میں بھی اسی طرح بلکہ ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ میں بھی اسی طرح لکھتے ہیں ۲۱ میں جناب والد صاحب قبلہ کونین و کعبہ دارین لکھتے ہیں ص ۲۸ میں اخیر بیٹی کی طرف سے جعلی خط میں یوں سکھا رہے ہیں فقط آپ کی لونڈی خدیجہ عفی عنہا۔ حضرات کیا واقعی والد کو قبلہ کونین و کعبہ دارین وغیرہ شرعًا القاب جائز ہیں اگر ہیں تو بیان کرو حضرات ایسے ایسے لوگ ان کے یہاں پارسا صورت فرشتہ خصال متصور ہوا کرتے ہیں یہ مسئلہ اگرچہ ایک ابنار زمان کے عالم کا تراشا ہوا ہے مگر حنفیوں کا تو دین و ایمان یہ ہو چکا ہے دیوبندیوں کو پوچھیے حضرات اہلحدیثوں کے یہاں ایسا نہیں بلکہ اُس کا مسئلہ خلاف ہو تو بے دھڑک چھوڑ دیتے ہیں۔ اور دل میں کسی قسم کا خدشہ و خرخشہ بھی نہیں ہوتا اور اُس کے خلاف مسئلہ کو خلاف ہی کہیں گے۔

احناف میں تو وہ خلاف مسئلہ ایک مذہبی روایت ہو جاتی ہے غور سے کام لیں۔ ھذا اخر ما سنح ببالی القاتر والحمد للہ اولاً و اخراً واللہ یھدی من یشاء الی سواء الصراط وھو اعلم بمن اھتدی واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ علے خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ وسلم

اجمعین الے یوم الدین قد فرغنا من تسوید ھذہ العجالۃ النافعۃ لعشر خلون فی جمادی الاولی یوم الجمعۃ فی سبعۃ ایام سنہ ۱۳۳۶ست و ثلاثین و ثلثمائۃ بعد الف وانا الراجی رحمۃ ربہ ابو عبد الکبیر محمد عبد الجلیل السامرودی کان اللہ لہ وخفواعلہ واصلح اعمالہ الہ الحق

امین امین

ثم آمین

نوٹ۔ مصنف کتاب ہذا سے محصول ڈاک آنے پر یہ کتاب مفت روانہ ہوگی۔ یا بیرنگ کی اجازت پر۔

پتہ یہ ہے

مقام سامرود۔ ضلع سورت۔ پوسٹ آفس بلسانہ